چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

ٹیکس منزل کی جانب

ہندوستان کی تاریخ میں سال 2017 کی ایک اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل رہے گی کیوں کہ یکم جولائی 2017 کو گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) نے ایک حقیقت کی شکل اختیار کرلی ہے۔ ہندوستان کی ٹیکس تاریخ میں اس نئے ٹیکس نظام کو انقلابی ٹیکس اصلاح کے طور پر جانا جائے گا۔

کسی بھی قوم کی جامع ٹیکس پالیسیاں اس ملک کی ایک مستحکم طریقہ حکمرانی اور پائیدار ترقی کی مظہر ہوتی ہیں۔اس حقیقت کی عکاسی تاریخی تناظر سے بھی ہوتی ہے۔تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو تمام کامیاب حکمراں، چاہے وہ سوریہ ہوں، یا گپت، التمش ہوں یا اکبر، ان کو اچھی حکمرانی کے لئے جانا جاتا ہے۔ان سب کی کامیابی کے پیچھے ایک بے مثال محصولیات کا نظام سبب تھا۔ان تمام حکمرانوں کو نہ صرف ان کی سیاسی بصیرت اور برتری کی وجہ سے ہی نہیں جانا جاتا بلکہ ان کی مقبولیت میں ان کے ذریعے اپنی حکمرانی میں اختیار کی گئیں ٹیکس پالیسیوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

ٹیکس محصولیات اور ترقی کے ذریعے کے علاوہ اپنے ٹیکس دہندگان کو حکومتی جواب دہی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ٹیکس کے موثر نظام سے طویل مدتی بنیاد پر عوامی مالیاتی امور کی بحسن وخوبی انجام دہی یقینی ہوتی ہے جس سے سماجی مقاصد کے حصول اور اقتصادی ترقی کے فروغ میں مدد ملتی ہے۔تاہم ہندوستانی ٹیکس نظام کی پیچیدگیوں نے ہمیشہ ٹیکس ضابطوں تک کثیر رخی ٹیکسوں کے بوجھ کا احساس کیا ہے کیوں کہ ہمارے ملک میں مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں اور بلدیاتی اداروں کے ذریعے مختلف طرح کے بے شمار ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں۔ان تمام برسوں کے دوران اشیاء کے پیدا ہونے کی جگہ سے آخری منزل تک مختلف سطحوں پر ٹیکس وصول کئے جاتے رہے ہیں۔اس لئے زیادہ تر معاملات میں اشیاء اور خدمات پر ایک سے زیادہ مرتبہ ٹیکس کی ادائیگی کرنی پڑتی تھی۔بعض اوقات ایک ریاست سے دوسری ریاست اشیاء لے جانے کے دوران ریاست کی سرحد پر مختلف ٹیکسوں کی وصولی کے لئے گھنٹوں ان اشیا کو روک کر رکھا جاتا تھا جس کے سبب اشیاء اور اس کے معیار میں خرابی اور نقل وحمل کی حد میں آنے والی زیادہ لاگت کی وجہ سے بڑے پیمانے پر نقصان کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ٹیکس کے نئے نظام کا مقصد پورے ملک میں تمام اشیاء اور خدمات کی سپلائی کے لئے ایک واحد ٹیکس کے توسط سے ملک کا ایک مرکزی ٹیکس نظام تیار کرنا ہے۔منزل مقصود ٹیکس سے معروف جی ایس ٹی اشیا اور خدمات کی آخری منزل پر لگنے والا ٹیکس ہے جو صارفین کے ہاتھ میں پہنچنے پر ہی لگایا جائے گا۔مثال کے طور پر کپڑے پر ٹیکس اس کے فروخت ہونے پر ہی لگایا جائے گا۔ یہ سابقہ نظام کے برعکس ہے جہاں مصنوعات سازی، نقل وحمل اور بالآخر فروخت ہونے تک مختلف مرحلوں پر اس پر ٹیکس لگایا جاتا تھا۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک اشیاء پر مختلف مرحلوں اور مختلف مقامات پر متعدد بار ٹیکس لگایا جاتا تھا اور صارف کو ان تمام ٹیکسوں کے بارے میں علم ہی نہیں ہوتا تھا جو کسی اشیا یا خدمات پر اسے ادا کرنے پڑتے تھے۔ نئے واحد ٹیکس نظام سے صارفین کو متعدد ٹیکسوں سے راحت ملے گی اور اس سے قیمتوں کی شرح میں کمی ہوگی۔اس ضمن میں جی ایس ٹی ایک شفاف عمل ہے اور اس کو عملی طور پر اختیار کرنا بھی آسان ہے۔اس سے ملک میں تجارت کرنے میں آسانیاں ہوں گی۔علاوہ ازیں جی ایس ٹی ہندوستانی مصنوعات کے فروغ میں اہم ثابت ہوگا۔اس سے نہ صرف مقامی بلکہ عالمی منڈی میں ہندوستانی مصنوعات کو مسابقت کا اچھا موقع ملے گا جس سے ملک میں برآمدات کو فروغ حاصل ہوگا۔

اس طرح کی بڑی نوعیت کے ایک نظام کے لئے انفارمیشن ٹکنالوجی کے اعتبار سے ایک مضبوط اور مستحکم ڈھانچہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔گڈز اینڈ سروسز ٹیکس نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) کو اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے۔اس سے توقع ہے کہ یہ اپنے مضبوط نیٹ ورک کے توسط سے اس عظیم اصلاح کو کامیابی سے ہمکنار کرائے گا۔اس نئے نظام کے نفاذ کے ساتھ ہی ہندوستانی معیشت میں تیز رفتار ترقی کے قوی امکانات ہیں۔ یہ ملک میں جو ایک ملک، ایک ٹیکس، ایک مارکیٹ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرتے ہوئے ایک یکساں قومی منڈی قائم کرنے میں معاون ہوگا۔

ارون گوئل

ہندوستان میں سامان اور خدمات ٹیکس

ہندوستان میں سامان اور خدمات ٹیکس (جی ٹی ایس) جناب پرنب مکھرجی کی موجودگی میں ہندوستان کے وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے پارلیمنٹ کے مرکزی ہال میں آدھی رات میں منعقدہ تقریب میں یکم جولائی کو شروع کیا تھا۔ یہ درحقیقت ایک تاریخی موقع اور ایک مثالی تبدیلی تھی کیوں کہ ہندوستان ''ایک ملک ایک ٹیکس، ایک مارکیٹ'' کی جانب آگے بڑھا ہے۔ ہندوستان کے جی ایس ٹی نظام میں صارفین کو کم قیمتوں کی وجہ سے فائدہ ہوگا۔ تجارت اور صنعت کو ملک بھر میں یکساں واحد غیر براہ راست ٹیکس، ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کی بلا رکاوٹ آمد، بین ریاستی سرحدوں پر ٹیکس سے متعلق رکاوٹیں ختم کرنے، کم لوجسٹک اخراجات، اینڈ ٹو اینڈ آئی ٹی پر مبنی نظام اور ٹیکس حکام سے کم سے کم واسطہ پڑنے کی وجہ سے فائدہ ہوگا۔ اشیاء ساز خام مال کی سورسنگ، اشیا سازی اور گودام کی سہولیات کی جگہ کے سلسلے میں زیادہ معقول فیصلے کرسکیں گے۔ مرکزی اور ریاستی حکومتیں ٹیکس میں بحال ہونے کی صلاحیت دیکھیں گی نیز ٹیکس وصول کرنے کے اخراجات میں نمایاں طور سے کمی آئے گی۔ برآمدات زیادہ مقابلہ جاتی ہوجائیں گی کیوں کہ سامان او رخدمات کی برآمدات ان میں شامل کردہ کسی بھی ٹیکس کے بغیر کی جائے گی۔ کاروبار کرنے میں زیادہ آسانی اور سستی درآمدات سے تحفظ کی وجہ سے ''ہندوستان میں بناؤ'' پروگرام کو زبردست فروغ حاصل ہوگا کیوں کہ تمام درآمدات بنیادی کسٹمز محصول کے علاوہ مربوط کردہ جی ایس ٹی سے مشروط ہوں گی۔ ان تمام فوائد سے درمیانہ اور طویل مدت میں ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار میں نمایاں طور سے اضافہ ہوگا۔

مضمون نگار آئی اے ایس افسر نیز اس وقت جی ایس ٹی کونسل میں ایڈیشنل سکریٹری ہیں۔
arun59@gmail.com
arun.goyal@nic.in

آئینی ترمیم کی ضرورت: ان ملکوں میں جہاں جی ایس ٹی شروع کیا گیا ہے، بہت کم استثنیٰ کو چھوڑ کر جی ایس ٹی خصوصیت کے لحاظ سے یک جہت نیز یا تو مرکزی حکومت کے ذریعے یا ریاستی حکومت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جی ایس ٹی شروع کرنے کے لئے آئین میں ترمیم کرنے کی ضرورت تھی کیوں کہ اس آئینی ترمیم سے پہلے مرکزی فہرست اور ریاستی فہرست میں اندراجات کے مطابق مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالی اختیارات کی واضح طور سے حد بندی کی گئی تھی۔ مرکز کو سامان (انسانی کھپت کے لئے الکحل آمیز شراب، افیم، منشیات وغیرہ کو چھوڑ کر) تیار کرنے پر ٹیکس لگانے کے اختیارات حاصل تھے جب کہ ریاستوں کو سامان کی فروخت پر ٹیکس لگانے کا اختیار تھا۔ بین ریاستی فروخت کے معاملے میں مرکز کو ایک ٹیکس (مرکزی فروخت کے معاملے میں مرکز کو ایک ٹیکس (مرکزی فروخت ٹیکس) لگانے کا اختیار تھا لیکن یہ ٹیکس تمام تر ریاستوں کے ذریعے وصول کیا جاتا تھا اور اپنے پاس رکھا جاتا تھا۔ جہاں تک خدمات کا تعلق ہے، مرکز کو خدمات پر ٹیکس لگانے کا اختیار دیا گیا تھا۔ چوں کہ حکومت کی دونوں سطحیں آئین میں مقرر کردہ اختیارات کی تقسیم کے مطابق مختلف ذمہ داریوں کی حامل ہیں، اس لئے ریاستوں اور مرکز دونوں کو وسائل اکٹھا کرنے کی ضرورت تھی۔ چناں چہ آئین میں ترمیم کرنے کی ضرورت تھی تاکہ جی ایس ٹی لگانے اور وصول کرنے کے سلسلے میں مرکز اور ریاستوں کو ساتھ ساتھ اختیار دیا جائے۔ ہندوستان میں شروع کردہ دوہرا جی ایس ٹی مالی وفاقیت کی آئینی ضروریات کے مطابق ہے۔

ہندوستان میں جی ایس ٹی شروع کرنے کا سفر: جی ایس ٹی تقریباً 160 ملکوں میں پہلے ہی شروع کیا جاچکا ہے اور فرانس 1954 میں جی ایس ٹی شروع کرنے والا پہلا ملک تھا۔ معیشت کے لئے جی ایس ٹی سے حاصل ہونے والے فوائد کے پیش نظر جی ایس ٹی کو شروع کرنے کا معاملہ کافی عرصے سے ملک کے سیاسی ایجنڈے پر رہا ہے۔ ہندوستان میں جی ایس ٹی شروع کرنے کا سفر طویل رہا ہے نیز مرکز اور ریاستی حکومتوں کے بہت سے سیاسی لیڈروں، اقتصادی مفکروں اور افسروں کی کوششوں کا عروج ہے۔ جی ایس ٹی کا نظریہ سب سے پہلے

2000 میں اس وقت پیش کیا گیا تھا جب جناب اٹل بہاری باجپئی ہندوستان کے وزیر اعظم تھے۔ جی ایس ٹی کا ایک ماڈل وضع کرنے کے لئے مغربی بنگال کے اس وقت کے وزیر خزانہ جناب اسیم داس گپتا کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ 2003 میں باجپئی حکومت نے ٹیکس اصلاحات کے سلسلے میں سفارشات کرنے کے لئے جناب وجے کیلکر کی سربراہی میں ایک اور ٹاسک فورس قائم کی تھی۔ 28 فروری 2006 کو اس وقت کے مرکزی وزیر خزانہ نے 07-2006 کے لئے اپنے بجٹ میں تجویز پیش کی تھی کہ جی ایس ٹی یکم اپریل 2010 سے شروع کیا جائے گا۔ ریاستی وزرائے خزانہ کی بااختیار کمیٹی (ای سی) سے جس نے ریاستی ویٹ کا ڈیزائن تیار کیا تھا، جی ایس ٹی کے لئے ایک رہنمایانہ خاکہ اور ڈھانچہ پیش کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ ریاستوں اور مرکز کے نمائندوں پر مشتمل عہدیداروں کے مشترکہ ورکنگ گروپ قائم کئے گئے تھے تاکہ جی ایس ٹی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے نیز مخصوص طور سے استثنات اور شروع کرنے، خدمات پر ٹیکس لگانے نیز بین ریاستی سپلائز پر ٹیکس لگانے کے بارے میں رپورٹیں تیار کی جائیں۔ تفصیلی تبادلہ خیالات کی بنیاد پر ای سی نے نومبر 2009 میں جی ایس ٹی کے بارے میں تبادلہ خیالات کے لئے اپنی پہل قرطاس (ایف ڈی پی) جاری کی تھی۔ اس ایف ڈی پی میں مجوزہ جی ایس ٹی کی خصوصیات بیان کی گئی تھیں۔ یہ قرطاس جی ایس ٹی کے موجودہ نظام کی بنیاد بنی ہے۔

چوں کہ جی ایس ٹی شروع کرنے کے لئے آئینی ترمیم کی ضرورت تھی، اس لئے کافی عرصے تک سیاسی اتفاق رائے نہیں ہوسکا تھا۔ ہندوستان میں جی ایس ٹی شروع کرنے کی کوششوں میں موجودہ حکومت کی تشکیل کے بعد تیزی آئی تھی۔ آئین میں 122 ویں ترمیم کا بل 2014 لوک سبھا میں 19 دسمبر 2014 کو پیش کیا گیا تھا۔ لوک سبھا نے مئی 2015 میں اس بل کو منظوری دے دی تھی۔ اس بل پر راجیہ سبھا میں بحث شروع کی گئی تھی نیز 14 مئی 2015 کو اسے راجیہ سبھا اور لوک سبھا کی مشترکہ منتخب کمیٹی کو بھیج دیا گیا تھا۔ اس کمیٹی نے 22 جولائی 2015 کو اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ پیش رفت اس کے بعد قدرے تیز تھی۔

اتفاق رائے کی بنیاد پر آئینی ترمیم کا نظر ثانی شدہ بل یکم اگست 2016 کو پیش کیا گیا تھا۔ اس بل کو راجیہ سبھا نے 3 اگست 2016 کو منظوری دی تھی اور 8 اگست 2016 کو لوک سبھا نے منظوری دے دی تھی۔ ریاستی قانون ساز مجلسوں کی مطلوبہ تعداد کے ذریعے توثیق نیز صدر جمہوریہ ہند کی منظوری کے بعد اس آئینی ترمیم کو 8 ستمبر 2016 کو آئین میں 101 ویں ترمیم سے متعلق قانون 2016 کو طور پر مشتہر کیا گیا تھا۔ اس آئینی ترمیم سے ہندوستان میں سامان اور خدمات پر ٹیکس شروع کرنے کی راہ ہموار ہوئی تھی۔

آئین میں 101 ویں ترمیم سے متعلق قانون 2016: یہ آئینی ترمیم مرکز اور ریاستوں کو سامان اور خدمات پر ٹیکس (جی ایس ٹی) لگانے اور وصول کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ اس جی ایس ٹی کی توضیح انسانی کھپت کے لئے الکحلی شراب کو چھوڑ کر سامان یا خدمات یا دونوں کی سپلائی پر ایک ٹیکس کے طور پر کی گئی ہے۔ چناں چہ انسانی کھپت کے لئے الکحل کو آئین میں جی ایس ٹی کی توضیح کے ذریعے جی ایس ٹی سے باہر رکھا گیا ہے۔ دوسری طرف پانچ پٹرولیم مصنوعات یعنی خام پٹرول، موٹر اسپرٹ (پٹرول)، ہائی اسپیڈ ڈیزل، قدرتی گیس اور ہوابازی ٹربائن ایندھن کو باہر رکھا گیا ہے نیز جی ایس ٹی کونسل اس تاریخ کے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے جس سے یہ مصنوعات جی ایس ٹی میں شامل کی جائیں گی۔ سامان اور خدمات کی بین ریاستی سپلائی پر ایک مربوط جی ایس ٹی (آئی جی ایس ٹی) مرکز کے ذریعے لگایا اور وصول کیا جائے گا۔ اس سے یہ بات یقینی ہوگی کہ جی ایس ٹی واقعی منزل مقصول پر مبنی کھپت سے متعلق ایک ٹیکس ہے نیز اس صورت میں بھی ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کی بلا رکاوٹ آمد رہتی ہے، جب سامان ایک ریاست سے دوسری ریاست میں جا رہا ہوتا ہے۔

جی ایس ٹی کونسل: اس آئینی ترمیم کی ایک نمایاں خصوصیت جی ایس ٹی کونسل کی تشکیل سے متعلق اہتمام ہے۔ یہ کونسل مرکزی وزیر خزانہ (اس کونسل کے چیرمین)، مرکزی وزیر مملکت (ریوینو) نیز 29 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام دو علاقوں (دہلی اور پوڈوچیری) کے ریاستی وزرائے خزانہ/ٹیکسیشن پر مشتمل ہے۔ اس جی ایس ٹی کونسل کا رہنما اصول اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان نیز ریاستوں میں جی ایس ٹی کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگ بنائے تاکہ ہندوستان کے اندر سامان اور خدمات کے لئے ہم آہنگ کردہ قومی مارکیٹ کو فروغ دیا جائے گا۔ اس کونسل کو مندرجہ ذیل کے سلسلے میں مرکز اور ریاستوں کے سفارشات کرنے کا کام دیا گیا ہے:

(i) مرکز، ریاستوں اور مقامی اداروں کے ذریعے لگائے گئے وہ ٹیکس، محصولات اور سرچارجز، جنہیں جی ایس ٹی کے تحت شامل کیا جاسکتا ہے۔

(ii) وہ سامان اور خدمات جنہیں جی ایس ٹی سے مشروط یا مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔

(iii) وہ تاریخ جس سے خام پٹرولیم، ہائی اسپیڈ ڈیزل، موٹا اسپرٹ (عام طور سے پٹرول کے طور پر جانا جاتا ہے)، قدرتی گیس اور ہوائی ٹربائن ایندھن پر جی ایس ٹی لگایا جائے گا۔

(iv) ماڈل جی ایس ٹی قوانین، ٹیکس لگانے کے اصول، آئی جی ایس ٹی کی تقسیم اور وہ اصول، جن سے سپلائی کی جگہ انتظام اور نگرانی کی جاتی ہے۔

(v) کاروبار کی آغازی حد جس سے نیچے سامان اور خدمات جی ایس ٹی سے مستثنیٰ ہوسکتی ہیں۔

(vi) جی ایس ٹی کے بینڈس کے ساتھ شرحوں سمیت شرحیں۔

(vii) کسی بھی قدرتی آفت یا حادثے کے دوران اضافی وسائل اکٹھا کرنے کی غرض سے ایک مخصوص مدت کے لئے کوئی بھی خصوصی شرح یا شرحیں۔

(viii) شمال مشرقی ریاستوں، جموں و کشمیر، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کے سلسلے میں خصوصی اہتمام اور

(ix) جی ایس ٹی سے متعلق کوئی بھی دیگر معاملہ جیسا کہ کونسل فیصلہ کرسکتی ہے۔

اس آئینی ترمیم میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ موجود اراکین کے کم سے کم تین چوتھائی ووٹوں کے

ذریعے ایک میٹنگ میں جی ایس ٹی کونسل کا ہر ایک فیصلہ کیا جائے گا۔ مرکزی حکومت کے ووٹ کی اہمیت ڈالے گئے ایک تہائی ووٹوں کے برابر ہوگی۔ مجموعی طور سے تمام ریاستی حکومتوں کے ووٹوں کی اہمیت اس میٹنگ میں ڈالے گئے کل ووٹوں کے دو تہائی حصے کے برابر ہوگی۔ جی ایس ٹی کونسل کے اراکین کی کل تعداد کے نصف حصے سے اس کی میٹنگ میں کورم بنے گا۔ ووٹنگ کی اہمیت اس طرح سے تفویض کی گئی ہے کہ یا تو مرکز یا ریاستوں کے لئے یک طرفہ طور سے کوئی بھی فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ چوں کہ مرکز ووٹنگ کے سلسلے میں صرف 33 فی صد اہمیت کا حامل ہے، اس لئے کونسل کے ذریعے لئے جانے والے کسی بھی فیصلے کے لئے ریاستوں کی اکثریت کی حمایت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اب تک اس کونسل میں تمام فیصلے اتفاق رائے سے لئے گئے ہیں اور ووٹنگ کا کوئی موقع نہیں آیا ہے۔

جی ایس ٹی کونسل کا کام کاج:
جی ایس ٹی کونسل نے یکم جولائی 2017 کو جی ایس ٹی شروع کرنے سے پہلے منعقدہ اپنی میٹنگ میں ان متعدد مسائل اور امور کے بارے میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے سلسلے میں قابل تعریف کام کیا ہے جو ایک وقت میں پیچیدہ نظر آتے تھے۔ کونسل نے کچھ میٹنگوں میں ہی مرکزی جی ایس ٹی، ریاستی جی ایس ٹی، مرکزی انتظام کے علاقے کے جی ایس ٹی، ریاستوں کے لئے مربوط کردہ جی ایس ٹی اور معاوضے سے متعلق قوانین نیز جی ایس ٹی سے متعلق متعدد قواعد کے مسودے کی سفارش کی تھی۔ ریاستوں اور مرکز کے درمیان اختیارات نیز ٹیکس دہندگان کی انتظامی تقسیم کا مشکل مسئلہ دینے اور لینے کے حقیقی جذبے میں حل کیا گیا تھا۔ مختلف ریاستوں میں سامان پر ویٹ کی مختلف شرحوں کے باوجود تمام سامان اور خدمات کو ایک آسان انداز میں مختلف سلیبوں میں ٹھیک بٹھایا گیا ہے۔ نیا تشکیل کردہ آئینی ادارہ جی ایس ٹی کونسل امداد باہمی وفاقیت کے ایک نئے ماڈل کے طور پر ابھری ہے جس میں مرکز اور ریاستیں اپنے اختیار کی ساجھے دار کرنے اور یکجا کرنے نیز ایک دوسرے کو مالی گنجائش دینے کے لئے رضا مند ہیں۔ کونسل نے اتفاق رائے سے ناقابل یقین مالی اور ٹیکس سے متعلق فیصلے کئے ہیں۔ اس کونسل کو مرکز اور ریاستوں کے درمیان تعاون کے دیگر شعبوں میں اپنائی جانے والی ایک مثال کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

ریاستوں کے لئے معاوضہ: چوں کہ جی ایس ٹی منزل مقصود پر مبنی ایک ٹیکس ہے، اس لئے کچھ ریاستوں خاص طور سے اشیا ساز ریاستوں میں یہ خوف پایا جاتا تھا کہ جی ایس ٹی پر عمل درآمد کے نتیجے میں ان کے لئے آمدنی کا نقصان ہوسکتا ہے۔ چناں چہ آئین میں 101ویں ترمیم سے متعلق قانون 2016 میں پانچ سال کی مدت کے لئے سامان اور خدمات پر ٹیکس لگانے کی وجہ سے ہونے والے آمدنی کے نقصان کے لئے ریاستوں کے لئے معاوضے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جی ایس ٹی کونسل کی سفارشات کی بنیاد پر سامان اور خدمات پر ٹیکس (ریاستوں کے لئے معاوضے) سے متعلق قانون 2017 وضع کیا گیا ہے۔ معاوضے سے متعلق قانون میں سال 16-2015 کی آمدنیوں کو بنیادی سال کی آمدنیوں کے طور پر مقرر کیا گیا ہے نیز 14 فی صد کی مزید ایک برائے نام سالانہ شرح اضافہ فراہم کی گئی ہے۔ اس قانون میں ایک محصول لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے جس کا استعمال آمدنی کے نقصان کی صورت میں ریاستوں کو معاوضہ دینے کے لئے کیا جائے گا۔ یہ محصول عیش و عشرت کی اشیاء اور نازیبا سامان پر لگایا جائے گا۔

ٹیکس کی شرحوں کا فیصلہ کرنا: ٹیکس سلیبوں کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت جی ایس ٹی کونسل کو تین مقاصد میں توازن پیدا کرنے کا ایک مشکل کام درپیش تھا۔ پہلا اس بات کو یقینی بنانا کہ غریب لوگوں اور سماج کے جراحت پذیر طبقوں کے مفادات کا تحفظ ہو نیز عوامی کھپت کا سامان اور لازمی اشیاء قابل استطاعت سطح پر رہیں۔ دوسرا اس بات کو یقینی بنانا کہ ریاستوں اور مرکز کی مجموعی آمدنیوں کا تحفظ ہو۔ تیسرا یہ دیکھنا کہ سامان اور خدمات پر ٹیکس کے وقوع سے ٹیکس کے موجود وقوع سے ٹیکس کے موجودہ وقوع کے مقابلے میں کافی طور سے اضافہ یا کمی نہ ہو۔ ان سب عناصر پر غور کرتے ہوئے نیز طویل تبادلہ خیالات کے بعد کونسل نے فکر واحتیاط سے ٹیکس کے چار سلیبوں یعنی 5 فی صد، 12 فی صد، 18 فی صد اور 28 فی صد کی شرحوں کے بارے میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مستثنیٰ کا ایک زمرہ بھی ہے۔

درمیانہ اور چھوٹے کاروباریوں کی مدد کرنا: جی ایس ٹی نظام میں چھوٹے اور درمیانہ کاروباروں کی تشویشات دور کرنے کے سلسلے میں بہت سے اہتمام کئے گئے ہیں۔ اس قانون میں ایک استثنائی آغاز کا اہتمام کیا گیا ہے جس کے ذریعے اس کاروبار کا اندراج کرانا لازمی نہیں ہے جس کے کاروبار کی مجموعی مالیت ایک سال میں 20 لاکھ روپے (خصوصی زمرے والی ریاستوں کے لئے 10 لاکھ روپے) سے کم ہے اس طرح کے چھوٹے کاروبار جی ایس ٹی کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس کے علاوہ ایک مصالحتی اسکیم بھی ہے جس کے تحت ایک مجاز رجسٹرڈ شخص جس کے کاروبار کی مجموعی مالیت پہلے والے سال میں 75 لاکھ روپے سے متجاوز نہیں ہوئی ہے، سہ ماہی بنیاد پر مختصر کردہ ریٹرن داخل کرسکتا ہے۔ سامان کا کاروبار کرنے والے ٹیکس دہندگان (تاجر اور اشیاء ساز دونوں) نیز ریسٹورنٹ کا شعبہ صرف مصالحتی اسکیم کا انتخاب کرسکتے ہیں۔ مصالحتی اسکیم کے تحت اشیاء ساز ایک فی صد کی شرح سے ٹیکس ادا کرے گا، ریسٹورنٹ کا شعبہ 2.5 فی صد کی شرح سے ٹیکس دے گا اور تاجر ہر ایک سی جی ایس ٹی قانون اور ایس جی ایس ٹی قانون کے تحت کاروبار کے 0.5 فی صد کی شرح سے ٹیکس ادا کریں گے۔ لیکن خدمات فراہم کنندگان اور ٹیکس دہندگان جو بین ریاستی سپلائز کررہے ہیں یا ای کامرس آپریٹروں کے ذریعہ سپلائیز کررہے ہیں، مصالحتی اسکیم کے لئے اہل نہیں ہیں۔

ٹیکس خرد برد اور بدعنوانی سے نمٹنا: ہندوستانی جی ایس ٹی میں ان وائسز کی میچنگ کا ایک نظام ہوگا۔ خریدے گئے سامان اور خدمات کا ان پٹ ٹیکس کریڈٹ صرف اس صورت میں دستیاب ہوگا، اگر خریدار کے ذریعے موصولہ قابل ٹیکس سپلائز سپلائر کے ذریعے موصولہ قابل ٹیکس سپلائز سے میل کھاتی ہیں۔ سامان اور خدمات ٹیکس کا نیٹ ورک جو آئی ٹی بیک

بون کے لئے ذمہ دار ہے، فی ماہ تین ارب سے زیادہ ان وائسز ملانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔اس سے نہ صرف ٹیکس دھوکوں اور ٹیکس چوری کی روک تھام ہوگی بلکہ زیادہ سے زیادہ کاروبار رسمی معیشت میں آئیں گے۔ نئے جی ایس ٹی نظام میں ٹیکس دہندہ نیٹ پر ایک واحد پورٹل پر اندراج کراسکتا ہے، ریٹرن داخل کرسکتا ہے اور ٹیکس کی ادائیگی کرسکتا ہے۔ایک نایاب معاملے تک میں بھی اگر ٹیکس دہندہ کو ٹیکس حکام کے ساتھ تفاعل کرنا ہے تو اسے صرف ایک اتھارٹی یا تو ریاستی حکومت سے یا پھر مرکزی حکومت سے تفاعل کرنا ہوگا کیوں کہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کے ٹیکس افسران کو ایک دوسرے کے قانون میں کارروائی کرنے کا اختیار دیا جارہا ہے۔ بدعنوانی کی بڑی حد تک روک تھام ہوگی کیوں کہ ٹیکس دہندہ کے لئے ٹیکس کی چوری کرنا زیادہ مشکل ہوجائے گا اور ٹیکس حکام کے ساتھ اس کا کم سے کم تفاعل ہوگا۔

یکم جولائی 2017 سے ہندوستان میں جی ایس ٹی کی شروعات ایک انقلابی اصلاح ہے نیز اس سے وہ طریقہ بدل جائے گا جس میں ہندوستان میں کاروبار کئے جاتے ہیں۔تمام متعلقین نے اس اصلاح کا خیرمقدم کیا ہے۔اس نئے جی ایس ٹی نظام سے زیادہ سے زیادہ کاروبار رسمی معیشت میں آئیں گے۔ اس اہمیت کی بنیادی تبدیلی سے کچھ پریشانی پیش آنا لازمی ہے۔مرکز او ر ریاستوں دونوں میں ٹیکس منتظمین اس بات کو یقینی بنانے کے لئے سخت محنت کررہے ہیں کہ یہ تبدیلی آسانی سے ہوجائے۔اس چھوٹی سی پریشانی سے حاصل ہونے والے فوائد ہندوستانی معیشت کے لئے متعدد اور دیرپا ہوں گے۔

☆☆☆

تعلیم کے شعبے میں عدم مساوات کو دور کرنے اور معیاری تعلیم کے لئے ای ایجوکیشن کا اہم کردار ہوگا: پرنب مکھرجی

☆ محترمہ پرنب مکھرجی نے ملک کے دیہی اور شہری علاقوں میں تعلیم میں عدم مساوات کو دور کرنے اور تعلیم کے معیار کو بہتر کرنے کی اپیل کرتے ہوئے آج کہا کہ ایایجوکیشن اس میں بڑا اور اہم کردار ادا کرے گا۔مسٹر مکھرجی اعلی تعلیم کے میدان میں ڈیجیٹلا ئزیشن کے ذریعے سینکڑوں کورس کو ڈیجیٹل چینلس ٹیبلٹس اور موبائل فون تک پہنچانے کے لئے 'سویم' اور 'سویم پربھا' نام سے شروع کی جانے والی سروس کا آغاز کرنے کا موقع پر خطاب کررہے تھے۔انہوں نے کہا کہ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا اور ہر فرد تک اس کی رسائی ہونا معاشرہ اور ملک کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ای ایجوکیشن اس میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔انہوں نے اس موقع پر ٹیچرس کمیونٹی سے اپیل کی کہ وہ ای ایجوکیشن کے ذریعے فراہم کئے جانے والے تدریسی مواد کو مزید بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ان کا استعمال تدریسی عمل کو بہتر بنانے کے لئے بھی کریں۔انہوں نے اس کے ساتھ تعلیم کے لئے مقامی زبانوں کے استعمال پر بھی زور دیا۔انہوں نے امید ظاہر کی کہ نئی خدمات ان علاقوں تک تعلیم کے فروغ میں مددگار رہوں گی جہاں تعلیم کے لئے بنیادی سہولیات ابھی تک دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔فروغ انسانی وسائل کے مرکزی وزیر پرکاش جاوڈیکر نے اس موقع پر کہا کہ 'سویم' اور 'سویم پربھا' تعلیم کے میدان میں ڈیجیٹل انڈیا کے خواب کو محسوس کرائے گی۔انہوں نے تعلیم کو انسانوں کو بااختیار بنانے کا سب سے اہم ذریعے بتاتے ہوئے کہا کہ ملک اور معاشرے کو ترقی کی راہ پر لے جانے والی یہ سب سے بڑی 'سافٹ پاور' ہے۔اس کو ڈجیٹلا ئزڈ کرکے روایتی حدود سے آزاد کرکے سب کے لئے اسے قابل رسائی بنایا جائے گا۔حکومت کے مطابق 'سویم' اور 'سوئم پربھا' سروس کا مقصد ڈیجیٹل انقلاب کے ذریعے ملک کے دوردراز علاقوں میں بھی معیار پر مشتمل تعلیم فراہم کرانا ہے۔'سویم' کے کورس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ہیں ویڈیو لیکچر، خصوصی طور پر تیار کیا گیا۔ پڑھنے کے قابل مواد، سیلف اسسمنٹ ٹیسٹ اور آن لائن ڈیبیٹ۔ان میں انجینئرنگ، مینجمنٹ، سائنس، آرٹ، زبان اور ریاضی جیسے موضوعات شامل ہیں۔ان کورسز کو 'سویم پربھا' کے ذریعے نشر کیا جائے گا جو کہ 32 ڈی ٹی ایچ چینلز کا گروپ ہے۔'سوئم کے تحت فراہم کردہ کورس آئی آئی ٹی، جے این یو، دہلی یونیورسٹی اور انا یونیورسٹی جیسے ممتاز تعلیم اداروں کے 1،000 سے زائد ماہرین تعلیم نے تیار کیا ہے۔آئی ٹی پلیٹ فارم، (مسیو اوپن آن لائن ورسیز) کے ذریعے فراہم کردہ ان کورسز کے ذریعے کلاس 10 سے گریجویٹ تک میں پڑھائے جانے والے موضوعات کی تعلیم حاصل کی جاسکے گی۔اس پلیٹ فارم کے ذریعے طالب علم کبھی بھی، کہیں بھی آن لائن مطالعہ کرسکیں گے۔ یہ تمام کورسز مفت دستیاب ہوں گے۔اس آن لائن کورس کو الیفائی کرنے والے طالب علموں کو نیشنل اکیڈمک ڈیپوزیٹری سرٹیفکیٹ سے نوازا جائے گا۔

تاریخ کو ہندوستانی نظریئے سے دیکھنے کی ضرورت: صدر جمہوریہ

☆ جناب پرنب مکھرجی نے ہندوستانی تاریخ کو مغربی مورخین کی نظر کی بجائے ہندوستانی نقطہ نظر سے دیکھے جانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔مسٹر مکھرجی نے اڑیسہ کے پائیک بغاوت کی دوسویں سالگرہ پر یہاں منعقدہ تقریب میں کہا کہ ہندوستانی مورخین اور محققین کو ملک کی تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے وقت لوک کہانیوں اور دیہی لوک زندگی کی کہانیوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے، جن میں کافی تاریخی مواد موجود ہے۔انہوں نے کہا کہ انگریزوں کے خلاف 1857 میں ہونے والی جنگ ہندوستان کی آزادی کی پہلی جنگ نہیں تھی۔اس سے پہلے بھی نوآبادیاتی حکومت کو شکست دینے کے لئے پلاسے اور پانی پت کی جنگ اور 'سنیاسی' بغاوت جیسے کئی بغاوتیں ہوئی تھیں اور ان میں 1857 کی جنگ آزادی سے چالیس سال پہلے 1817 میں ہونے والی پائیک بغاوت بھی اہم تھی۔اس موقع پر ثقافت اور سیاحت وزیر مملکت مہیش شرما، قبائلی امور کے وزیر جایل اورام، پٹرولیم اور قدرتی گیس وزیر مملکت دھرمیندر پردھان اور اڑیسہ کے وزیراعلی نوین پٹنائک بھی موجود تھے۔مسٹر پٹنائک نے کہا کہ اڑیسہ کابینہ نے مرکز سے پائیک بغاوت کو ملک کی پہلی جنگ آزادی کا اعلان کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔انگریزوں کے خلاف ہونے والی اس عظیم بغاوت کے تئیں یہ مناسب خراج عقیدت ہوگا۔انہوں نے کہا کہ اڑیسہ حکومت نے ریاست میں پائیک امرجیوتی کھمبا بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ٹی این اشوک

اشیا اور خدمات ٹیکس

ہندوستان کی تاریخ میں معرکتہ الآرا ٹیکس

جی ایس ٹی ٹیکس چوری کرنے والوں کے خلاف دوسری بڑی سرجیکل اسٹرائک ہے۔ اس سے بیشتر کاروباری ٹیکس کے دائرے میں آ جائیں گے، اشیاء کی نقل و حمل میں آزادی ہوجائے گی، متحدہ بازار اور ایک ٹیکس کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کار ہندوستان آئیں گے البتہ شہریوں کے بل میں اضافے کی وجہ سے قوت خرید کم ہوسکتی ہے۔

30 جون اور یکم جولائی 2017 کی درمیانی شب ایک تاریخ ساز واقعہ کی گواہ بنی۔ اگرچہ 2017 اور 1947 کی نصف شب میں آزادی کی خوشی میں کوئی مقابلہ نہیں ہے پھر بھی پارلیمنٹ کا وہ مرکزی ہال جس کے گول گنبد کے نیچے موجود وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کی موجودگی کسی عظیم تاریخی واقعہ کا اعلان کررہی تھی۔ اس وقت مسئلہ تھا اقتصادی آزادی کا اور اس وقت وہ سیاسی نجات کا معاملہ تھا۔

حکومت ہند نے ایک ملک ایک ٹیکس کے عزم کا اتباع کرتے ہوئے ایک متحد بازار کے قیام کی کوشش کی اور اشیاء کی نقل وحمل کو ملک گیر پیمانے پر آزاد کرایا۔ اس قدم سے مینوفیکچررز اشیاء تیار کرنے والے اور سرمایہ کاروں سب کو فائدہ ہوا۔

جی ایس ٹی کا مقصد ہندوستانی ٹیکس نظام کو عالمی معیار کے اور اصول کے مطابق بنانا ہے۔ خصوصاً اہم تجارتی شرکاء یوروپ اور امریکہ۔ ان ممالک کے ساتھ تجارت میں چار سطحی ٹیکس کی وجہ سے نقصان برداشت کرنا پڑسکتا ہے جس سے کچھ اشیاء مہنگی اور کچھ سستی ہوسکتی ہیں۔

جن اشیاء کا اصراف ہوتا ہے، وہ سستی ہوگئی ہیں جب کہ پرتعیش اشیاء کی قیمتیں زیادہ ہوگئی ہیں۔ قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ لوگوں کو نئے ٹیکس نظام کو سمجھنے کے لئے وقت درکار ہے۔ اس نظام میں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء پر کم ٹیکس اور جو اشیاء روزمرہ کے استعمال کی نہیں ہیں، ان پر زیادہ ٹیکس عائد ہوگا۔ اس طرح سے ان دونوں میں توازن قائم کیا گیا ہے۔

اشیاء اور خدمات ٹیکس کے نفاذ کا سہرا کسی ایک سیاسی پارٹی کے سر نہیں باندھا جاسکتا۔ اس وقت کے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ، وزیر اعظم نرسمہا راؤ کی زیر قیادت اقتصادی اقدمات کے جی ایس ٹی کے لئے اقدامات شروع کرکے اس کی بساط بچھادی تھی۔ لیکن ان دونوں حکومتوں اور موجودہ این ڈی اے سرکار کے مابین کچھ معاملوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔

ہم تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جی ایس ٹی کس طرح معرض وجود میں آیا۔

موجودہ سرکار نے جی ایس ٹی سے متعلق چار قوانین وضع کئے اور لوک سبھا سے ان کی منظوری لی۔ راجیہ سبھا نے ان قوانین کی تصدیق کی اور راجیہ سبھا مالیہ سے متعلق بل منظور کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ وہ صرف تصدیق کرسکتی ہے۔

نئے ٹیکس نظام سے یکساں بالواسطہ ٹیکس نافذ ہوگا جس سے عام خدشات کے برعکس افراط زر میں اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ وضاحت وزیر خزانہ نے کی ہے۔ اس کے بعد دوسری آنے والی حکومت نے اس جی ایس ٹی نظام کے نفاذ کے لئے کام کیا ہے، اس لئے اس کا سہرا کسی ایک حکومت کے سر نہیں باندھا جاسکتا۔ راجیہ سبھا نے حزب اختلاف کی طرف سے پیش کردہ متعدد ترامیم کو مسترد

مضمون نگار پی ٹی آئی میں مدیر (اقتصادیات) رہ چکے ہیں۔
feedback@ashoktnex@gmail.com

کرتے ہوئے ان بلوں کو منظور کرلیا۔ لوک سبھا میں یہ بل 29 مارچ کو ہی پاس ہو چکے تھے۔ مئی کے وسط میں حکومت نے اس کے اصول وضوابط اور شرح کو حتمی طور پر منظور کرلیا تھا۔

اشیاء اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کا اصل مقصد مرکزی اور ریاستی سرکاروں کی طرف سے ٹیکسوں کو تبدیل کرتا ہے۔ جی ایس ٹی کا نفاذ 2016 قانون میں 101 ویں آئینی ترمیم کے ذریعہ عمل میں آیا ہے۔ جی ایس ٹی وزیر خزانہ کی سربراہی والی جی ایس ٹی کونسل کے تحت کام کرے گا۔ جی ایس ٹی کے تحت اشیا 10.25 فی، 12 فی صد، 18 فی صد اور 28 فی صد کی شرح سے ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ 0.25 کی خصوصی شرح کا اطلاق خام، غیر تراشیدہ قیمتی اور نصف قیمتی پر ہوگا جب کہ سونے پر اس کی شرح 3 فی صد ہوگی۔

اگر ہم تاریخ کا ذرا گہرائی سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ 1986 میں اس وقت کے وزیر اعظم وشوناتھ پرتاپ سنگھ نے موڈیفائیڈ ویلیو ایڈیڈ ٹیکس (موڈ ویٹ) متعارف کرایا تھا۔ اشیا وخدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) میں متعدد بالواسطہ ٹیکس مثلاً سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی سروس ٹیکس، اضافی کسٹم ڈیوٹی، سرچارج، ریاستی سطح کا ویلیو ایڈیڈ ٹیکس چنگی ضم ہوجائیں گے۔ جی ایس ٹی نظام میں دیگر محصولات بھی جو اشیاء کی بین ریاستی نقل وحمل پر فی الحال نافذ ہوتی ہے، ختم ہوجائے گی۔

جی ایس ٹی میں مندرجہ ذیل ٹیکس ضم ہوجائیں گے۔ سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی، کمرشیل ٹیکس، ویلیو ایڈیڈ ٹیکس (ویٹ) فوڈ ٹیکس، مرکزی سیلز ٹیکس (سی ایس ٹی) چنگی، تفریح ٹیکس، داخلہ ٹیکس، خریداری ٹیکس، اشیائے تعیش پر ٹیکس، اشتہارات پر ٹیکس۔

جی ایس ٹی تمام لین دین پر لاگو ہوگا مثلاً فروخت، منتقلی، خرید، مبادلہ کاری، لیز یا اشیاء/ خدمات کی درآمد پر لاگو ہوگا۔ ہندوستان دوہرا جی ایس ٹی نظام لاگو کرنے گا جس کا مطلب ہے کہ ٹیکس کا نظام مرکز اور ریاستوں دونوں کے زیر انتظام رہے گا۔ ایک ہی ریاس میں ہوئے لین دین پر مرکزی حکومت مرکزی جی ایس ٹی لاگو کرے گی یعنی سی جی ایس ٹی اور ریاستی حکومت ریاستی جی ایس ٹی یعنی ایس جی ایس ٹی نافذ کرے گی۔ بین ریاستی لین دین اور اشیا/ خدمات کی درآمد پر مرکزی حکومت مربوط جی ایس ٹی نافذ کرے گی۔

جی ایس ٹی اصراف پر مبنی ٹیکس ہے، اس لئے ٹیکس اس ریاست کو ادا کرنا ہوگا جہاں اشیاء یا خدمات صرف ہوئی ہیں نہ کہ اس ریاست کو جہاں وہ پیدا یا تیار ہوتی ہیں۔ آئی جی ایس ٹی کے تحت ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ٹیکسوں کی وصولی پیچیدہ عمل ہے کیوں کہ اب وہ اپنا مجاز ٹیکس براہ راست مرکزی حکومت سے وصول نہیں کرسکتیں۔ سابقہ نظام میں ریاست کو ٹیکس کے حصول کے لئے صرف ایک ہی حکومت سے لین دین کرنا پڑتا تھا۔

ریاست کے مالیہ کو جی ایس ٹی سے محفوظ رکھنے کے لئے تجویز پیش کی گئی تھی۔ اس امید پر کہ پٹرول اور پٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی عائد کیا جائے گا۔ مرکزی حکومت نے ریاستوں کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ جی ایس ٹی کے نفاذ سے آئندہ پانچ برس تک ان کو ہونے والے مالی نقصان کا معاوضہ ادا کرے گی۔ جی ایس ٹی کا ایک اثر ہندوستان میں ایندھن کی قیمتوں میں روزانہ ہونے والی تبدیلی سے ظاہر ہوتا ہے۔

مجوزہ جی ایس ٹی قوانین کی دیکھ ریکھ کے لئے 21 رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے ریاستی جی ایس ٹی اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی جی ایس ٹی اور مرکز کے زیادہ انتظام علاقوں کی جی ایس ٹی قوانین پاس کردیئے تاکہ یکم جولائی سے یہ نافذ العمل ہوسکے۔ جموں وکشمیر واحد ریاست ہے جس نے ابھی ایسا نہیں کیا ہے۔ تمسکات کی خرید و فروخت پر جی ایس ٹی لاگو نہیں ہوگا جس پر تمسکات منتقلی ٹیکس (ایس ٹی ٹی) ہی لاگو رہے گا۔

ایک اور کام یہ کیا گیا ہے کہ جی ایس ٹی نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) وضع کیا گیا ہے۔ نفع نقصان سے مبریٰ یہ تنظیم تمام متعلقہ رفقاء یعنی متعلقین' حکومت، ٹیکس دہندگان ایک ہی جگہ باہمی طور پر رابطہ کرسکتے ہیں۔ یہ پورٹل مرکزی حکومت کی دسترس میں ہوگا اور وہاں سے وہ ہر مستقل کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتی ہے اور ٹیکس دہندگان ہی اپنے ٹیکس آسانی سے ادا کرسکتے ہیں اور ان کا ریکارڈ رکھ سکتے ہیں۔ یہ آئی نیٹ ورک نجی کمپنیاں وضع کریں گی جو مرکز سرکار کے ساتھ مل کر اپنا حصہ وصول کریں گی۔ جی ایس ٹی این اعلان شدہ مجاز سرمایہ 10 کروڑ (ایک کروڑ 60 لاکھ امریکی ڈالر) ہے جس میں حکومت کے 24.5 حصص ہیں جب کہ ریاستی سرکار کا حصہ ہے 24.5 فی صد اور باقی کا بینکنگ فرموں کے پاس ہے۔

جی ایس ٹی قانون کے مطابق اس کا نفاذ یکم ستمبر 2017 تک مکمل ہونا ہے۔ 12 ستمبر تک رعایت دی گئی ہے۔ اس کے بعد تمام گزشتہ ٹیکس موقوف ہوجائیں گے۔ اسی وجہ سے حکومت یکم جولائی 2017 سے سے جی ایس ٹی لاگو کرنا چاہتی تھی تاکہ تمام راست ٹیکس ضم ہوکر ایک اور یکساں ٹیکس نظام میں شامل ہوجائیں۔ ملک میں ایسی صورت حال کا متحمل نہیں ہوسکتا جس میں کوئی ٹیکس نہ ہو۔

اسی وجہ سے حکومت نے آدھی رات کو جاگ کر یکم جولائی 2017 سے جی ایس ٹی نافذ کرنے کے اپنے وعدہ کو نبھایا اور آدھی رات کو پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کرکے اس کا شاندار آغاز کیا تھا کہ دنیا کو اس تاریخی قدم کا احساس ہو۔ چند ٹیکس شرحوں اور اس کے سرعتی نفاذ پر کچھ اعتراضات تھے اور حقیقت تو لگتا تھا کہ وہ نئے ٹیکس نظام کے تحت اپنے کام کاج نئی تبدیلیاں نہیں کرپائے گی۔

ہر نئے قانون میں کچھ خدشات اور ابہام موجود ہوتے ہیں۔ جی ایس ٹی نے پورے ملک کو حیران کردیا جب لوگوں نے اچانک اپنے بلوں میں اضافہ دیکھا۔ کسی کو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ملک میں اب ٹیکس منزل پر پہنچ کر وصول کیا جاتا ہے یعنی یہ ایک آف ٹیکس ہے۔ ٹیکس اس جگہ وصول کیا جاتا ہے جہاں وہ شئے یا خدمت استعمال یا صرف ہو۔ یعنی اگر کوئی شئے تمل ناڈو میں تیار کی گئی ہے یا مہاراشٹر میں یا آندھرا پردیش میں، اس پر ٹیکس وہیں عائد

ہوگا جہاں اس کا اصراف ہوگا۔ مان لیجئے دہلی میں/ چنڈی گڑھ، جے پور لکھنؤ میں۔

اگر 8 نومبر 2016 کو نوٹوں کی منسوخی سے ملک کے لوگ پہلے ہفتے میں تو حیران و پریشان ہوگئے تو یکم جولائی 2017 کو زیرِ نفاذ آنے پر جی ایس ٹی نے بھی لوگوں کو حیران وششدر کردیا۔ وہ بلوں میں اضافہ دیکھ کر حیران و پریشان ہوگئے لیکن حکومت کی نیت صاف اور واضح ہے۔ ایک ملک ایک ٹیکس کے نعرے کو حقیقت کا روپ دیتا ہے اور بازاروں کو متحد کرکے عالمی معیارات کی پیروی کرتی ہے تاکہ ہندوستان کو بین اقوامی بازار میں زیادہ مقابلہ جاتی بنایا جاسکے۔

جی ایس ٹی دراصل کالے دھن کے خلاف سرجیکل اسٹرائک ہے۔ اس کے تحت ہر کاروباری کو ایک رجسٹریشن یعنی جی ایس ٹی آئی این لینا ہوگا اور ماہانہ یا سہ ماہی ٹیکس وصولی سے متعلق معلومات یا بیان جمع کرنا ہوگا۔ ہر کاروباری کے لئے اکاؤنٹنگ اب لازمی کردی گئی ہے۔

حکومت نے کیا حاصل کیا؟

1۔ جی ایس ٹی کا مقصد 20 یا 15 ٹیکسوں کو ختم کرکے ملک بھر میں واحد ٹیکس نظام قائم کرنا ہے تاکہ ملک میں بازاروں کو متحد کیا جاسکے اور اشیاء کی قیمتیں ملک گیر سطح پر یکساں طے کی جاسکیں۔ اس نظام سے ہوسکتا ہے کہ کچھ اشیاء مہنگی ہوگئی ہوں اور کچھ پہلے سے سستی۔

2۔ جی ایس ٹی ایک آسان ٹیکس ہے لیکن اس کا نفاذ قدرے پیچیدہ ہے کیوں کہ اس میں مختلف اشیا کے لئے پانچ سطحی شرح نظام ہے۔ اشیائے تعیش مہنگی ہوں گے اور زیادہ لوگوں کے استعمال میں آنے والی اشیاء سستی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک نے اس پہلے ہی نافذ کردیا ہے تاکہ بین اقوامی سطح پر اپنی مصنوعات کو زیادہ مقابلہ آرا بناسکیں۔ یہ ضرور ہے کہ اشیائے تعیش پر 28 فی صد کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں بھی جی ایس ٹی کی شرح 17 فی صد سے زیادہ نہیں ہے۔

3۔ جی ایس ٹی کا نظریہ بالکل مختلف ہے۔ یہ وسیلے کی بنیاد پر عائد ٹیکس نہیں ہے۔ یہ منزل پر یا صارف پر پہنچ کر ٹیکس ہی۔ ایک شئے تمل ناڈو میں تیار ہوئی اور ملک کے مختلف حصوں کا سفر کرتے ہوئے مان لیجئے دہلی پہنچ گئی جہاں خریدار یا صارف نے اس کا ٹیکس ادا کیا۔ اس ٹیکس میں مرکز اور ریاست دونوں کی حصہ داری ہے۔ اگر ٹیکس کسی ریستوراں پر عائد کیا گیا ہے تو اس کی 18 فی صد کی شرح میں سے 9 فی صد مرکز کو جی ایس ٹی کے ذریعہ اور 9 فی صد ریاست کو جی ایس ٹی کے تحت ملے گا۔ یہ بل میں ظاہر کیا جائے گا۔

شراب نوشی اور باہر کھانا کھانا دونوں مہنگے ہوگئے ہیں۔ فضائی سفر مہنگا، اے سی، فرج، واشنگ مشین، غرضیکہ متعدد اشیاء یا صاحب حیثیت کے زیر استعمال آنے والی اشیاء مہنگی ہوگئی ہیں۔ جی ایس ٹی کی 18 فی صد کی شرح کے زمرے میں سب سے زیادہ اشیاء یعنی 81 فی صد اشیاء آتی ہیں۔

جو اشیاء سستی ہوئی ہیں، ان میں ہیں خوردنی اشیاء، دودھ پاؤڈر، دہی، چھاچھ، معتبر برانڈ قدرتی شہد، دودھ کی اشیاء، پنیر، مسالے، چائے، گیہوں، چاول، آٹا، مسالے، مونگ پھلی کا تیل، پام آئل، سورج مکھی کا تیل، ناریل کا تیل، سرسوں کا تیل، دارچینی، گڑ، شکر، چینی کی مٹھائی، سپیکٹی یا سویاں، میکرونی، نوڈلس، پھل اور سبزیاں، اچار، مربہ، چٹنی، مٹھائی۔

دوزمرہ کے استعمال کی اشیاء

1۔ نہانے کا صابن۔ 2 بالوں کا تیل۔ 3۔ ڈٹرجنٹ 4۔ صابن، 5۔ ٹشو پیپر، 6۔ نیپکنس، 7۔ ماچس، 8۔ موم بتی، 9۔ کوئلہ، 10 مٹی کا تیل، 11۔ گھریلو گیس (ایل پی جی)، 12۔ چمچے، 13۔ کانٹے، 14 لیڈل، 15۔ اسکیمر، 16 کیب سرو کرنے والے، 17۔ مچھلی کاٹنے کی چھری، 18۔ ٹونگ، 19۔ ٹوتھ پیسٹ، اسٹیشنری، کاپیاں، پین، ہر قسم کا کاغذ، گراف پیپر، اسکول بیگ، ایکسر سائز بک، تصویر ڈرائنگ اور ونگ کرنے کتاب، پارچمنٹ، پیپر، کاربن پیپر، پرنٹرز، حفظان صحت، انسولین، طبی استعمال کے لئے ایکسرے فلم، طبی جانچ کٹ، چشموں کے شیشے، ذیابیطس، سرطان کی ادویہ، پارچہ جات، سلک سوتی کپڑا، کھادی کپڑا، گاندھی ٹوپی، 500 روپے مالیت سے کم کے جوتے، 1000 روپے تک کے ملبوسات۔

آپ سوچ سکتے ہیں کہ جی ایس ٹی کی شرح کم ہو تو افراط زر میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔ اقتصادی نمو قلیل مدت میں بہتر نہ ہوسکے لیکن ماہرین کے مطابق اس سے وسط مدت میں ہندوستان کی کمپنیوں اور سرکار کو فائدہ ہوسکتا ہے۔ بیشتر ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ افراط زر میں تخفیف ہوگی کیوں کہ جی ایس ٹی کی بیشتر اشیاء کے لئے کم مقرر کی گئی ہیں۔ ہندوستانی کمپنیوں کا کام بڑھ گیا ہے کیوں کہ ملک میں جی ایس ٹی نافذ ہونے کی وجہ سے ان کو اپنے کاروبار کو دوبارہ منظّم کرنا پڑے گا جس سے زیادہ تعداد میں چھوٹی کمپنیاں ٹیکس کے دائرے میں آجائیں گی کیوں کہ ان کو جی ایس ٹی ان کے ذریعہ اندراج کرانا پڑے گا۔

یہ بات بھی باعث حیرت ہے کہ افراط زر میں کمی آنے کی توقع کے باوجود ماہرین اقتصادیات کا ماننا ہے کہ اس سے وہ اثرات مرتب نہیں ہوں گے کہ آر بی آئی اپنی آئندہ پالیسی جائزہ میٹنگ میں پالیسی شرح سود میں تخفیف کرے۔ آر بی آئی مانسون کی صورت حال کے ساتھ یہ بھی جائزہ لے گی کہ نیا ٹیکس نظام پورے ملک میں کس طرح کام کرتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انڈیا ریٹنگ کے اعلی ماہرین اقتصادیات سنیل سنہا نے کیا ہے۔

ماہرین اقتصادیات اور صنعتی مبصرین کا دعوی ہے کہ قلیل مدت میں جی ایس ٹی کے پانچ طرح کے اثرات مرتب کرسکتی ہیں۔

کارپوریٹ اداروں اور ان کی کارکردگی میں ہلچل کیسے؟

نئے ٹیکس نظام کی وجہ سے بہت سی کمپنیوں کو اپنے کام کو ازسرنو ترتیب دینا پڑسکتا ہے۔ کمپنیاں اب اپنے وینڈروں اور سپلائروں سے بیجک پیس کرنے کے لئے

کہہ سکتی ہیں کیوں کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد ٹیکس نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ بڑی کمپنیوں کو فائدہ ہوسکتا ہے کیوں کہ ان کے پاس بڑے سپلائر ہیں اور وہ مال پر دیئے گئے ٹیکس کے اثر کو مندمل کرسکتی ہیں۔ چھوٹی کمپنیوں کو آڈر پورا کرنے کے لئے زیادہ رقم خرچ کرنی پڑسکتی ہے۔ بیرونی دلال کمپنی جیفریز (Jefferies) کے

مطابق کمپنیوں پر پڑنے والا اثر یکساں نہیں ہوگا کیوں کہ کچھ کمپنیوں کی پیداواری یونٹ ایکسائز سے مستثنیٰ ہیں، اس لئے جی ایس ٹی کے نفاذ سے سپلائی کے نیٹ ورک میں لاگت میں کمی آئے گی اور غیر منظم سے منظم کاروبار کی طرف منتقلی میں تیزی آئے گی۔

کم ٹیکس کے فوائد عوام تک کیسے پہنچائیں؟

اگر چہ وزیرخزانہ کی زیر قیادت جی ایس ٹی کونسل اس بات پر نظر رکھے گی کہ آیا کمپنیاں ٹیکس میں کمی کا فائدہ عوام کو منتقل کرتی ہیں یا نہیں لیکن ماہرین اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ منافع کے خلاف وضع کی گئی پالیسی کا نفاذ کارگر رہوگا۔

مالی خدمات سے منسلک کمپنی نومورا (Nomura) کا ماننا ہے کہ ''ہمارا خیال ہے کہ کارپوریٹ جی ایس ٹی کے راست فائدی (مثلاً ٹیکس کی شرح میں کمی) عوام کو منتقل کریں گے۔ لیکن جزوی طور پر (مکمل طور پر بدلی) یہ فائدے سازوسامان پر آنے والی لاگت، بزنس کو بہتر بنانے اور مال کی خرید پر قرض کی سہولت کے لئے اپنے پاس رکھیں گے''۔

اگرچہ جی ایس ٹی میں نامناسب کمانے کے خلاف (اقدامات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے لیکن ٹیکس کی شرح میں اور مال کے لئے قرض دیئے جانے میں کمی کے مطابق قیمت میں کمی کی گئی ہے یا نہیں، اس کا یقین مشکل ہوگا اور اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہوسکتے ہیں جیسا کہ قیمتوں پر کنٹرول کئے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے جلد بازی اچھی نہیں ہے۔

کمپنیاں جی ایس ٹی کے نفاذ کی وجہ سے ٹیکس میں ہونے والی بچت کو کسی حدتک اپنے منافع میں شامل کرسکتی ہیں اور باقی کو اپنی صلاحیت کو بہتر بنانے پر خرچ کرسکتی ہیں۔

بیشتر ٹیکس ماہرین کا خیال ہے کہ سرکار کے اس عظیم کارنامے کے اثرات کا صحیح اندازہ اس کے نفاذ کے ایک برس بعد ہی لگایا جاسکتا ہے لیکن اس کا فوری اثر یہ ہے کہ اس سے آپ کی جیب پر زور بڑھے گا جب کہ کچھ کاروباریوں کو اس سے فائدہ ہوگا کیوں کہ ان کو مال پر ٹیکس فائدہ مند ہوگا۔

جی ایس ٹی کا حکومت کے خزانے پر کیا اثر ہوگا، اس کے لئے ابھی انتظار کرنا ہوگا۔ بینکنگ اور ٹیلی کام خدمات مہنگی ہوسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فلیٹوں کی خرید، ملبوسات، ماہانہ موبائل بل اور ٹیوشن فیس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ جی ایس ٹی نظام کے تحت فلیٹ یا دوکان خریدنے پر 12فی صد ٹیکس ادا کرنا ہوگا جب کہ فی الحال یہ تقریباً 6فی صد ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں نے جی ایس ٹی کا خیر مقدم کیا ہے کیوں کہ اب ان کے لئے اپنا سامان تیار کرکے لے جانا آسان ہوگا کیوں کہ 23 میں سے بیشتر ریاستوں نے چنگیاں ختم کردی ہیں۔

اشیاء کے کاروبار کے گرو اور فنڈ منیجر جم روجرس جنہوں نے ہندوستانی کمپنیوں میں اپنا حصہ فروخت کردیا تھا اور 2015 کے اخیر میں یہاں سے اس بنیاد پر چلے گئے تھے کہ سرکار سرمایہ کاروں کی توقعات پر کھری نہیں اتری ہے۔ ان کا اب یہ کہنا ہے کہ وہ ہندوستان واپس آنے پر غور کررہے ہیں۔ ہندوستان میں بازار کی صورت حال پائیدار اور بہتر ہورہی ہے اور روجرس کا خیال ہے کہ کہیں وہ پیچھے نہ چھوٹ جائیں۔ انہوں نے جی ایس ٹی کے بارے میں کہا: ''میں حیران وششدر ہوں،، اس سے ہندوستان کے بازار متحد ہوگئے ہیں۔

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جی ایس ٹی ٹیکس چوری کرنے والوں کے خلاف دوسری بڑی سرجیکل اسٹرائک ہے۔ اس سے بیشتر کاروباری ٹیکس کے دائرے میں آجائیں گے، اشیاء کی نقل وحمل میں آزادی ہوجائے گی، متحدہ بازار اور ایک ٹیکس کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کار ہندوستان آئیں گے البتہ شہریوں کے بل میں اضافے کی وجہ سے قوت خرید کم ہوسکتی ہے۔ ان کو شراب نوشی، گھر سے باہر کھانا کھانے، سفر پر اور جائیداد وغیرہ کی خرید پر زیادہ رقم خرچ کرنی پڑے گی لیکن 81فی صد اشیاء پر جی ایس ٹی کی کم شرح سے ان کو راحت محسوس ہوگی۔ قلیل مدتی پریشانی سے طویل مدتی فائدہ بہتر ہے۔ ملک میں نیا ٹیکس نظام نافذ ہوگا تو اتنا تو قدرتی ہے۔

☆☆☆

گریش چندر پرساد

حد سے زیادہ منافع

جی ایس ٹی نفاذ کا ایک چیلنج

ٹیکس نفاذ کے اس عبوری مرحلے کے دوران جی ایس ٹی کونسل اور ٹیکس حکام کی نئے ٹیکس ضابطے کے ساتھ تاجروں اور سوداگروں کی ہم آہنگی پر نظر رکھے گی اور اس ضمن میں ان کی مدد کی جائے گی۔ اس وقفے کے دوران طریقہ کار میں چھوٹی اور معمولی خامیوں اور غلطیوں میں صلہ رحمی سے کام لیا جائے گا۔

مضمون نگار دہلی میں مقیم بزنس جرنلسٹ ہیں۔انہیں اس شعبہ میں 17 سال کا تجربہ ہے۔
gureeshchandraprasad@gmail.com

ملک میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے وصول کئے جانے والے سترہ ٹیکسوں کی جگہ واحد گڈز اینڈ سروس ٹیکس (جی ایس ٹی) پر خاص توجہ دینے اور ملک میں دو اعشاریہ تین ٹریلین امریکی ڈالر مالیت کی ایک واحد منڈی قائم کرنے کے لئے سرکاری پیچیدگیوں اور رکاوٹوں کو ختم کرنے میں یقینی طور پر تجارت اور سرمایہ کاروں کے لئے بے تحاشا آسانیاں پیدا ہوں گی۔ تاہم پالیسی سازوں کو سب سے زیادہ تشویش اس بات پر ہے کہ کس طرح اس نئے بلاواسطہ ٹیکس ضابطے کے تحت اشیاء اور خدمات پر ٹیکس بوجھ میں کی گئی کمی کا صارفین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکے۔اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں تا کہ سوداگروں اور تاجروں کے ذریعے صارفین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جا سکے۔ان اقدامات میں حد سے زیادہ منافع خوری کے خلاف ایک اتھارٹی کا قیام اور تاجروں اور صارفین کے درمیان عام بیداری کا ماحول سازگار کرنا شامل ہے۔اس سلسلے میں ملیشیا اور آسٹریلیا جیسے ممالک کے تجربات سے استفادہ ضروری ہے کہ ان ممالک نے جی ایس ٹی اختیار کرنے کے لئے کن معاملات پر خاص توجہ دی۔

اس سے قبل مروج بلاواسطہ ٹیکس کا پیچیدہ اور ناقابل فہم نظام کے برعکس جی ایس ٹی واضح اور شفاف ہے جس میں صارفین کو اس جانکاری کی سہولت ہے کہ کسی اشیاء اور خدمات پر حقیقی ٹیکس کتنا ہے۔سابقہ ٹیکس نظام سے اس طرح کا تاثر ملتا تھا کہ ٹیکس کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔

اس سے قبل سابقہ ٹیکس نظام کے تحت صارفین کو خردہ فروشی کی سطح پر ریاستی حکومتوں کے ذریعے عائد کئے گئے ویلیو ایڈڈ ٹیکس (وی اے ٹی) یا مرکزی حکومت کے ذریعے لگائے گئے سروس ٹیکس کا ہی صرف علم ہوتا تھا۔ تاہم انہیں مصنوعات سازی یا سپلائی جیسے سابقہ مرحلوں میں لگائے گئے ٹیکسوں کا علم نہیں ہوتا تھا۔ان میں فیکٹری کے گیٹ پر لگائی گئی ایکسائز ڈیوٹی یا کسی ٹیلی کام کمپنی کے ذریعے اس کے آلات پر استعمال کے وقت لگائی گئی ڈیوٹی کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ حکام نہیں چاہتے کہ زیادہ شفافیت کی آڑ میں تاجر صارفین کو گمراہ کر سکیں اور زیادہ قیمت وصول کر سکیں۔

جی ایس ٹی میں تاجروں کے لئے ایک مراعات یہ بھی ہے کہ وہ سپلائی چین کے ابتدائی مرحلوں میں ٹیکس ادائیگی کے لئے حاصل کئے گئے کریڈٹ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی مصنوعات یا خدمات پر ٹیکس واجبات بھی ادا کر سکتے ہیں جو کہ ٹیکس کے سابقہ نظام میں سے کہیں زیادہ ہے۔

اس طرح سے ایک ٹیلی کام سروس پرووائیڈر کو اپنے صارفین کو دی جانے والی خدمات پر قابل ادا جی ایس ٹی کے حصے کے طور پر اپنی تجارت میں استعمال کئے جانے والے آلات پر ٹیکس کی ادائیگی کے لئے کریڈٹ کے استعمال کی اجازت ہوگی۔اس سے اشیاء یا خدمات پر

حقیقی ٹیکس بوجھ کو کم کرنے میں مدد ملے گی حتی کہ جی ایس ٹی میں ظاہر کی گئی شرح سابقہ نظام کی شرح سے زیادہ ہوگی۔

وزیر مالیات ارون جیٹلی نے 11 جون کو متعدد جی ایس ٹی کونسل میٹنگ کے بعد اعلان کیا حکومت نے تاجروں اور صارفین کے حق میں ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے متعدد آئٹموں پر ٹیکس کی شرحوں میں تخفیف کی ہے۔ یہ شرحیں سابقہ ٹیکس نظام کے تحت قابل اطلاق شرحوں سے بھی کم ہیں۔ اس فیصلے میں تصرف کے بدلتے ہوئے مروجہ اور طریقہ کار اور معاشی حقائق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ کونسل نے اپنی اس میٹنگ میں مختلف 66 مصنوعات پر جی ایس ٹی کی شرح میں تخفیف کی حالاں کہ اس سے قبل مئی میں سری نگر میں منعقد کونسل کی میٹنگ میں مذکورہ مصنوعات پر ٹیکس کی شرح میں پہلے ہی کمی کی گئی تھی۔

حد سے زیادہ منافع خوری کے انسداد سے متعلق شق کے ساتھ ساتھ جی ایس ٹی میں توسیع کا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ اس طرح کے امکانات کو ختم کیا جاسکے جہاں تاجر اور سوداگر اشیاء اور خدمات پر ٹیکس کی شرح میں تخفیف سے ہونے والا وافائدہ اپنے آپ تک محدود رکھیں اور صارفین کو اس سے محروم رکھیں جو کہ موجودہ حکومت کی منشا کے عین خلاف ہے۔ مرکزی جی ایس ٹی قانون میں اس طرح کی واضح تشریح ہے کہ اشیا یا خدمات کی کسی بھی طرح کی سپلائی پر قابل ادا ٹیکس کی شرح میں کسی بھی طرح کی تخفیف یا ان پٹ ٹیکس کریڈٹ میں کسی طرح کی مراعات کے نتیجے میں قیمت میں کمی واقع ہونی چاہئے۔

حد سے زیادہ منافع خوروں کے انسداد سے متعلق مجوزہ اتھارٹی کا چیرمین ایک سیکریٹری سطح کے افسر کو بنایا جائے گا جو اس کے نفاذ کو یقینی بنائے گا اور حد سے زیادہ منافع خوری سے متعلق مشکوک معاملات کو تفصیل کے ساتھ تحقیقات کے لئے سنٹرل بورڈ آف ایکسائز اینڈ کسٹم (سی بی ای سی) کے تحت قائم ایک تنظیم ڈائریکٹر جنرل آف سیف گارڈس کو بھیجے گا۔

اتھارٹی اشیاء یا خدمات کی سپلائی کرنے والے کو قصوروار پائے جانے پر قیمتیں کم کرنے یا کسی ایسے خریدار کو اس ٹیکس کے مساوی رقم واپس کرنے کا حکم دے سکتی ہے جو جی ایس ٹی نظام کے تحت ٹیکس شرح میں کمی نہ کرکے لیا گیا ہو۔ حد سے زیادہ منافع خوری کا قصور پائے جانے پر سوداگر یا تاجر ہر تخفیف ٹیکس کی مقدار پر 18 فی صد کی شرح سے جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ اگر گاہک تحقیق شدہ ٹیکس کے فائدے کا دعوی نہیں کرتا ہے تو اتھارٹی اسے سپلائر سے وصول کرسکتی ہے۔ حد سے زیادہ منافع خوری جرمانے اور تجارتی رجسٹریشن کی منسوخی کا سبب ہوسکتی ہے۔

حد سے زیادہ منافع خوری کے انسداد سے متعلق مشن پہلے ہی سخت ہے۔ حکومت کا ارادہ اسے مصنوعات سازی اور صنعتی سطح پر بڑے پیمانے پر موثر اور فعال بنانا ہے۔ جب کہ آزاد منڈی معیشت میں قیمتوں کے انتظام وانصرام پر بھی دھیان دینا ہے۔ حد سے زیادہ منافع خوری کے انسداد سے متعلق نئے ٹیکس نظام کے عبوری مرحلے تک قابل اطلاق رہے گی۔

اب تک پرانے ٹیکس نظام سے نئے ٹیکس نظام کے درمیان عبوری مرحلہ شاندار رہا ہے۔ تاجروں نے اس نظام کے تحت ہونے والے فائدے کو صارفین تک پہنچانا شروع کردیا ہے۔ یہاں تک کہ چند نے یکم جولائی کی نصف شب سے بھی اس پر نفاذ شروع کردیا۔ یہ وہ وقت ہے جب پرنب مکھرجی اور وزیر اعظم نریندر مودی کے ذریعے پارلیمنٹ کے سنٹرل ہال سے اس کی شروعات کی گئی۔ ایپل کمپنی نے آئی فون، آئی پیڈ، ایم اے سی ایس اور ایپل واچ ماڈلس کی خردہ قیمتوں میں ہندوستان میں اپنے صارفین کے لئے کم کردیں۔ جب کہ ہندوستانی منڈی میں تیزی سے اپنا مقام بنانے والی کنزیومرس گڈز کمپنی ہندوستان یونیورس لمیٹڈ اپنے چند ڈیٹرجنٹ اور صابن کی قیمتیں کم کردیں۔ دو پہیہ اسکوٹر بنانے والی ہیرو موٹر کارپوریشن اپنے ماڈلس کی قیمت میں 400 سے 1800 روپے کی کمی کی۔

صارفین کو اشیاء وخدمات پر ٹیکس شرح میں تخفیف کی صورت میں ہونے والے فائدہ پہنچانے کو یقینی بنانے کے لئے بلاواسطہ ٹیکسوں کی شرح کو امیروں اور غریبوں پر بلاتفریق نافذ کیا گیا ہے جب کہ انکم ٹیکس کا معاملہ اس سے مختلف ہے جہاں لوگوں کی قوت ادائیگی کو پیمانہ بنایا گیا ہے۔ انکم ٹیکس دہندہ کی آمدنی میں اضافہ کے ساتھ انکم ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

حد سے زیادہ منافع خوری کے انسداد سے متعلق اقدامات پر کونسل کی خصوصی توجہ کا مقصد خردہ فروشی کے افراط زر پر قابو پانا ہے جس سے معیشت میں مانگ کو فروغ ملے گا اور ٹیکس دائرے میں توسیع ہوگی۔ ٹیکس کے توسط سے بڑی مقدار میں محصولیات سے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو فلاحی اقدامات اور ڈھانچہ بندی پر زیادہ خرچ کرنے میں مدد ملے گی۔ ایک بڑی حد تک منڈی میں مسابقت تاجروں کے ذریعے صارفین کو زیادہ سے زیادہ پہنچانے کی راہ ہموار ہوگی کیوں کہ کوئی بھی کمپنی منڈی سے اپنی گرفت کمزور کرنا نہیں چاہے گی۔

جی ایس ٹی سے غریب زیادہ متاثر نہ ہوں، اس ضمن میں وزیر مالیات ارون جیٹلی کی زیر صدارت بلاواسطہ ٹیکس کے وفاقی ادارے جی ایس ٹی کونسل نے مصنوعات و خدمات کی سطح پر ایک یکساں شرح کے ساتھ چار مختلف سلیب 5 فی صد، 12 فی صد، 18 فی صد اور 28 فی صد بنائی ہیں۔ اس کے تحت بڑے پیمانے پر استعمال ہونے والی اشیاء کو سب سے کم اور پر تعیش اشیاء وخدمات پر سب سے زیادہ والے سلیب میں رکھا گیا ہے۔ جی ایس ٹی کی شرحیں مساوات کے ایک اصول کی بنیاد پر طے کی گئی ہیں۔ صنعتوں کے چند زمروں جیسے ٹیکسٹائل نے جی ایس ٹی سے استثنا کی مانگ کی تھی۔ اس طرح کی مانگ بھلائی سے زیادہ برائی کی محرک ہوسکتی تھی کیوں کہ اگر کسی اشیاء کو جی ایس ٹی سے مستثنیٰ کردیا جائے تو فروخت کنندگان مصنوعات کے ابتدائی مرحلوں میں خام سامان پر ٹیکس ادائیگی کے لئے کریڈٹ کا دعوی نہیں کرسکتے جو قیمتوں کے لئے ضروری ہے۔

صنعتوں کے درمیان تشویشات میں مخصوص خدمات پر ٹیکس شرح میں ممکنہ اضافہ کے بارے میں بھی تشویش

ہے۔اشیاء کے ساتھ خدمات پر ٹیکس عائد کرنا ایک عالمی طریقہ ہے اور اسے ہی جی ایس ٹی کونسل نے اختیار کیا ہے۔مثال کے طور پر ٹیلی کام سروسز پر جی ایس ٹی کی شرح سابقہ 15 فی صد سے بڑھا کر 18 فی صد کردی گئی ہے۔اس بارے میں ٹیلی کام صنعتوں کو اندیشہ ہے کہ یہ اضافہ ٹیلی فون بلوں میں اضافہ کا سبب بنے گا۔جب کہ حکومت نے اس بارے میں 26 مئی کو وضاحت کردی تھی کہ سروس ٹیکس سے کمپنیوں کو دستیاب ٹیکس کریڈٹ کی مقدار اسپکٹرم ادائیگیوں اور آلات کی درآمدات پر اس سے قبل قابل اطلاق ادائیگی سے زیادہ ہے۔ان تمام ٹیکس ادائیگیوں سے ٹیلی کام کمپنیوں کو اس سال کم ادا کرنا ہوگا۔حکومت کی وضاحت کے مطابق کمپنیوں کو گزشتہ سال کی ادائیگی کا تقریباً 87 فی صد ہی جی ایس ٹی کی مد میں جمع کرنا ہوگا۔

دوسری جانب کمپنیاں جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد اپنے بل کے پہلے مرحلے کی تکمیل کا انتظار کررہی ہیں۔ اس سلسلے میں کیرل کے وزیر مالیات تھامس آئزک اور جموں وکشمیر کے وزیر مالیات حسیب ڈر بومئی میں ہی جی ایس ٹی کی توثیق کردی تھی جب جی ایس ٹی کونسل نے اشیا وخدمات پر ٹیکس کی شرحیں طے کی تھیں۔اس وقت اس نئی ٹیکس اصلاحات کے نفاذ کے تعلق سے سب سے اہم سوال یہ تھا کہ آیا ٹیکس شرحوں میں تخفیف سے صارفین کو بھی فائدہ حاصل ہوگا۔

ریوینو سکریٹری ہنس مکھ ادھیا نے اس وقت واضح کیا تھا کہ حد سے زیادہ منافع خوری کی انسداد کے لئے قائم ادارہ جی ایس ٹی کی شرحوں کے تعین کے بعد سے تاجروں اور تجارت میں قیمتوں میں اتھل پتھل پر نظر رکھے گا۔تاہم اس میں ایک شق کو بھی شامل کیا جارہا ہے کہ بڑے پیمانے اور صنعتی پیمانے پر منافع کی زیادہ وصولی کے معاملات پر ہی خاص توجہ دی جائے گی جبکہ قیمتوں میں معمولی تبدیلی کو ملحوظ خاطر نہیں لایا جائے گا۔ٹیکس نفاذ کے اس عبوری مرحلے کے دوران جی ایس ٹی کونسل اور ٹیکس حکام کی نئے ٹیکس ضابطے کے ساتھ تاجروں اور سوداگروں کی ہم آہنگی پر نظر رکھے گی اور اس ضمن میں ان کی مدد کی جائے گی۔ اس وقفے کے دوران طریقہ کار میں چھوٹی اور معمولی خامیوں اور غلطیوں میں صلہ رحمی سے کام لیا جائے گا۔

☆☆☆

خون کی تبدیلی سے متعلق ادویات کے سلسلہ میں مرکز قائم کرنے کے لئے مغربی بنگال سرکار کے ساتھ اقرارنامے پر دستخط

☆صحت اور خاندانی فلاح و بہبود کی وزارت نے مغربی بنگال کی حکومت کے ساتھ ایک اقرارنامے (ایم او یو) پر دستخط کئے ہیں تاکہ کولکتہ میں خون کی منتقلی سے متعلق ادویات کی مہارت کے ایک مرکز کے قیام کے لئے اپنی مدد کو باضابطہ بنایا جاسکے۔مرکزی حکومت نے اس سلسلہ میں 200 کروڑ روپے منظور کئے ہیں جس سے سامان، افرادی قوت اور دیگر اخراجات کا انتظام کیا جاسکے گا۔اس مقصد کے لئے ریاستی حکومت جگہ مفت فراہم کرے گی۔اس اقدام کا مقصد ریاست اور اس کے اطراف علاقے میں خون کی منتقلی سے متعلق خدمات کو مستحکم بنانا ہے۔صحت کے ایڈیشنل سکریٹری جناب آر کے واٹس اور مغربی بنگال سرکار کے صحت کے پرنسپل سکریٹری جناب انل ورما نے اپنی اپنی وزارتوں کی طرف سے اقرار ناموں پر دستخط کئے۔میٹرو بلڈ بینک پروجیکٹ صحت اور خاندانی فلاح و بہبود کی وزارت کی مرکزی شعبے کی ایک اسکیم ہے جس کا مقصد چار میٹرو شہروں دہلی، ممبئی، چنئی اور کولکتہ میں خون کی تبدیلی سے متعلق ادویات کے مراکز قائم کرنا ہے۔یہ مراکز خون جمع کرنے کے اعلی معیار کے مراکز ہوں گے جہاں خون جمع کرنے کے عمل، اس کے معیار، اس کے اجزا کو الگ الگ کرنے وغیرہ کے لئے جدید ٹکنالوجی کا استعمال کیا جائے گا۔ان مرکزوں میں نیٹ (NAT) کی طرف سے جمع کئے گئے خون کی اسکرینگ کی سہولتیں مہا ہوں گی جنہیں ریاست کے دوسرے بلڈ بینکوں تک توسیع دی جائے گی۔پہلے مرحلے کے لئے صحت اور خاندانی فلاح و بہبود کے مرکزی وزیر کی منظوری مل گئی ہے۔جس کے تحت چنئی اور کولکتہ میں اس طرح کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ایڈس کی روک تھام سے متعلق قومی تنظیم کے تحت نیشنل بلڈ ٹرانسفیو زن کونسل اس پروجیکٹ پر عمل درآمد کرے گی۔چنئی میں میٹرو بلڈ بینک قائم کرنے کیلئے اقرارنامے پر پہلے ہی 14 جون 2016 کو دستخط کئے جاچکے ہیں۔ ہندستان میں ہر سال تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ یونٹ خون جمع کیا جاتا ہے۔اس میں سے قریب قریب 71 فی صد خون رضا کارانہ طور پر بغیر معاوضہ کے عطیہ دینے والوں سے جمع کیا جاتا ہے۔ایک حالیہ جائزہ سے پتہ چلا ہے کہ ہندستان میں لائسنس یافتہ بلڈ بینکوں میں خون کے عطیہ دینے کی اوسط شرح 0.8 ہے جو بہت سے زیادہ ا؟ مدنی والے ملکوں سے کم ہے۔اس کی وجہ سے خون کے ذخیرے میں کمی رہتی ہے خون کے علاقائی استعمال کو یقینی بنانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔مثلاً ایک یونٹ خون سے اگر اسے سرخ خلیوں، پلازمہ اور پلیٹ لیٹ میں الگ الگ کردیا جائے تو ایک سے زیادہ شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

☆**دفاعی اختراعی تنظیم**:حکومت نے دفاعی اختراعی فنڈ (ڈی آئی ایف) اسکیم کی منظوری دی ہے جس کا مقصد ایک ایسا ماحول پیدا کرنا ہے جس میں تحقیق و ترقی کے اداروں، تعلیم اداروں اور ایس ایم ایس کی سمیت صنعت نئی کمپنیوں اور یہاں تک کہ انقلابی اختراعات کاروں کو شامل کیا جائے اور انہیں ایوارڈ پر مبنی امداد، اختراعات کے فروغ کے لئے فنڈ فراہم کئے جائیں جس کو مستقبل میں تجارتی طور پر استعما کرنے کے اچھے امکانات ہوں۔اس اسکیم کو کمپنی قانون کی دفعہ 8 کے تحت بغیر منافع والی ایک کمپنی کے ذریعہ، جس کا نام ڈیفنس انوویشن آرگنائیزیشن (ڈی آئی او) کے ذریعہ نافذ کرنے کی تجویز ہے۔ڈی آئی او کو بنگلورو میں صدر دفتر کے ساتھ رجسٹرڈ کرایا گیا ہے۔ڈی آئی او کو محکمہ دفاع کی سرکاری کمپنیوں، ہندوستانا یروناٹکس لمیٹڈ (ایچ اے ایل) اور بھارت الیکٹرونک لمیٹڈ (بی ای ایل) کے ذریعہ فنڈ فراہم کئے جائیں گے۔ڈی آئی او کیلئے، ایچ اے ایل اور بی ای ایل کی خاطر زیادہ سے زیادہ مختص فنڈ 100 کروڑ اور 50 کروڑ روپئے ہوگا۔آغاز میں ایچ اے ایل اور بی ای ایل، دونوں پانچ پانچ کروڑ روپئے فراہم کریں گی۔مذکورہ بالا معلومات لوک سبھا میں دفاع کے وزیر مملکت ڈاکٹر بھامرے نے پروفیسر ریچرڈ ہے کے ایک سوال کے تحریری جواب میں فراہم کی۔

پرکاش کمار

جی ایس ٹی:

ہندوستان کی انقلابی ٹیکس اصلاحات کے پیچھے کارفرماٹکنالوجیکل طاقت

ہندوستان نے یکم جولائی 2017 کو گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی شکل میں موجودہ وقت تک کی اپنی سب سے زیادہ انقلابی ٹیکس اصلاحات کا آغاز کیا جس میں پورے ملک کو ایک واحد منڈی میں تبدیل کرتے ہوئے معیشت میں ایک نئی جان پھونکنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہندوستان نے باہری دنیا کے لئے اپنی معیشت کے دروازے کھولنے کے 26 سال بعد ایک اور زبردست مالی اصلاح کا آغاز کیا ہے جس کا مقصد معاشی ترقی کی رفتار میں تیزی لانا اور آزاد معیشت کے فوائد میں اضافہ کرنا ہے۔

نئے گڈز اینڈ سروسز ٹیکس میں مرکز اور ریاستوں کے مختلف سترہ ٹیکسوں اور مختلف اقسام کے 22 سیس ایک واحد ٹیکس میں شامل کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں متعدد ٹیکسوں کی پیچیدگی اور ٹیکسوں کے انبار کا خاتمہ ہوگیا ہے اور بلاواسطہ ٹیکس نظام میں سہل کاری کے اہم ہدف کو حاصل کرلیا گیا۔ 34 ریاستی ویٹ میں مختلف طرح کی 97 ریٹرن کے لئے 317 انسلاک اور 28 حلف نامے ہوئے تھے۔ اسی طرح سے سنٹرل ایکسائز کے لئے 13 ریٹرن فارم تھے جن کے لئے ایک حلف نامے کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ان میں استعمال ہونے والے چالان بارہ مختلف قسم کے تھے۔ ان تمام کی جگہ اب صرف 12 فارم اور صرف ایک چالان متعارف کرایا گیا ہے جو پورے ملک میں ایک جیسا ہے اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جی ایس ٹی ٹیکسوں کی ادائیگیوں اور ریٹرن فائل کرنے کے عمل کو آسان بنادیا ہے بلکہ اس سے پیچیدگیوں اور ابہام میں خاطر خواہ کمی کی قوی امید ہے جس تجارت میں آسانیاں ہوں گی۔

جی ایس ٹی میں 80 لاکھ ٹیکس دہندگان کے ان پٹ ٹیکس کریڈٹ (آئی ٹی سی) کا احاطہ کیا گیا ہے جسے ماہانہ ریٹرن فائل کرنے کے بعد دس دن کے اندر پروسیس کیا جاتا ہے جس ایک اندازے کے مطابق 2.6 بلین تا 3.0 بلین بزنس انوائس ڈاٹا ہوتے ہیں۔ یہ حصولیابی انفارمیشن ٹکنالوجی کی مضبوط ڈھانچہ بندی کے بغیر ناممکن تھی۔ یہاں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ جی ایس ٹی ایک مضبوط آئی ٹی سے بغیر ادھوری ہوتی۔ جی ایس ٹی کے نفاذ میں انفارمیشن ٹکنالوجی کا بہت دخل ہے۔ جی ایس ٹی پورٹل اور آئی ٹی پلیٹ فارم پر مشتمل جی ایس ٹی سسٹم میں انفارمیشن ٹکنالوجی کو ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل ہے۔ جدید ترین ٹکنالوجیکل ڈھانچہ بندی کی بدولت ہی میں ملک میں بروقت نئے ٹیکس ضابطے کا نفاذ ممکن ہوسکا۔ جی ایس ٹی این نے کامیابی کے ساتھ ایک کامن جی ایس ٹی پورٹل تیار کیا ہے جو تمام تاجروں، ٹیکس دہندگان اور متعلقین کے لئے بلاواسطہ ٹیکس نظام میں ون اسٹاپ شاپ کے طور پر کام کرے گا۔ اس مضمون کے تحریر کرنے تک 69 لاکھ سے زیادہ ٹیکس دہندگان پہلے ہی جی ایس ٹی این پورٹل پر اندراج کے ذریعے نئے جی ایس ٹی ضابطے میں شامل ہوگئے۔ 25 جون 2017 کو اس پورٹل کو نئے تاجروں کے اندراج کے لئے بھی کھولا گیا تا کہ یہ پہلی مرتبہ اس ضابطے میں شامل ہوسکیں پانچ لاکھ سے زائد امیدواروں کے نئے رجسٹریشن کے لئے پہلے ہی درخواست دی ہے جن میں سے تین لاکھ سے زائد کو اب تک رجسٹریشن دیا جاچکا ہے۔

جی ایس ٹی این: جی ایس ٹی کی آئی ٹی مجاز

گڈز اینڈ سروسز ٹیکس نیٹ ورک یا جی ایس ٹی این میں جی ایس ٹی کی انفارمیشن ٹکنالوجی کی صلاحیت پنہاں ہے۔ یہ وہ تنظیم ہے جو ٹیکس کے نئے ضابطے کے لئے انفارمیشن ٹکنالوجی کی ڈھانچہ بندی کو طے کرنا ہے اور پیچیدگیوں سے پرانے ٹیکس سسٹم سے ٹیکس دہندگان کو سہل نئے ضابطے میں لے جانا ہے۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں

مضمون نگار گڈز اینڈ سروسز ٹیکس نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) کے سی ای او هیں۔
prakash@gstn.in

نے گڈز اینڈ سروسز ٹیکس نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) قائم کرنے کے لئے اشتراک کیا ہے اور اسے ایک غیر سرکاری اور غیر منافع والی کمپنی بنائی ہے جس میں مرکزی حکومت 24.5 فی صد حصص اور باقی تمام ریاستوں کے 24.5 فی صد حصص ہیں۔ جب کہ باقی کے حصص نجی مالی اداروں میں تقسیم ہیں۔ اس ڈھانچہ سے نجی زمرے میں لچک آئے گی جب کہ اس سے حکومت کا اسٹریٹیجک کنٹرول یقینی رہے گا۔ کسی طرح کی غلطی کی گنجائش نہ چھوڑتے ہوئے انتظامیہ کمیٹی کی مختلف سطحوں پر مروج مختلف ٹیکس نظاموں کو ایک واحد نظام میں تبدیل کرنا آسان کام نہیں تھا۔ یہ پروجیکٹ ایک انفرادی نوعیت ہے اور ایک جامع انفارمیشن ٹکنالوجی پہل ہے۔ یہ اس اعتبار سے منفرد ہے کیوں کہ اس میں ٹیکس دہندہ کے لئے پہلی مرتبہ ایک یکساں طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے اور مرکز اور ریاستوں کے درمیان انفارمیشن ٹکنالوجی کے ڈھانچے کو یکساں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس ضمن مختلف 36 نظاموں کو ایک ساتھ مربوط کرنا ایک بڑی کامیابی ہے جو اپنی مقررہ مدت کے بعد ایک پیچیدہ عمل ہو۔ جی ایس ٹی کو مرکزی ٹیکس بنانے کے بعد ریاستوں کے درمیان اشیاء اور خدمات کی تجارت (آئی جی ایس ٹی) کے معاملے میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان تصفیے کے ایک قابل قبول فارمولے کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا صرف اس وقت ہی ممکن ہے جب انفارمیشن ٹکنالوجی کی ایک مضبوط بنیادی ڈھانچہ بندی قائم کی جائے جو تمام متعلقین بشمول ٹیکس دہندگان، ریاستی اور مرکزی حکومتوں، اکاؤنٹ آفس، بینکوں اور ریزرو بینک آف انڈیا کے درمیان جانکاری کی فراہمی، عمل اور تبادلہ کر سکے۔

جی ایس ٹی این نے گزشتہ چند برسوں کے دوران ایک ایس جی ایس ٹی پورٹل کی منصوبہ بندی، حکمت عملی، نفاذ اور تیار کرنے کے لئے مسلسل کام کیا ہے جو مجموعی جی ایس ٹی انفارمیشن ٹکنالوجی ایکوسسٹم میں جامع طریقے سے کام کر سکے۔ جی ایس ٹی این نے اپلی کیشن سافٹ ویئر تیار کرنے کے لئے آئندہ پانچ برسوں تک اپنے مینجڈ سروس پرووائیڈر (ایم ایس پی) کے طور پر انفوسس کے ساتھ شراکت کی ہے۔

کامن جی ایس ٹی پورٹل پورے ملک کے کسی بھی حصے کے ٹیکس دہندگان کے لئے سنگل انٹرفیس ہے۔ صرف ایسے معاملات میں جہاں ٹیکس دہندہ کو جانچ پڑتال یا آڈٹ کے لئے طلب کیا جائے، وہاں ٹیکس دہندہ کو متعلق ٹیکس حکام سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ جب کہ باقی کے دیگر تمام معاملات میں جن کے بارے میں 95 فی صد کی توقع ہے، ٹیکس دہندگان کے لئے جی ایس ٹی پورٹل یہی واحد طریقہ کار رہوگا۔

طریقہ استعمال

جی ایس ٹی این کو بلاواسطہ ٹیکس کے تمام متعلقین کے لئے ون اسٹاپ شاپ طرز پر تیار کیا گیا ہے جس میں عام رجسٹریشن، نامزد بینکوں کے توسط سے ادائیگی کے لئے چالان اور ریٹرن بنانے کے لئے بزنس کے اعتبار سے انوائس ڈاٹا کا اپ لوڈ جیسی خدمات فراہم کی گئی ہیں۔ جی ایس ٹی این کو 27 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پرانے طرز کے اسسمنٹ، اپیل، انفورسمنٹ وغیرہ کی فراہمی کے لئے بھی کیا گیا ہے۔ جی ایس ٹی این نے ویٹ، سروس ٹیکس، سنٹرل ایکسائز اور دیگر ٹیکسوں کے تحت رجسٹرڈ اپنے ٹیکس دہندگان کو جی ایس ٹی میں شامل ہونے کے لئے 8 نومبر 2016 کو ہی رجسٹریشن سہولت شروع کر دی تھی۔ کامن پورٹل اسی وقت سے کام کر رہا ہے اور ٹیکس دہندگان کو ایک طریقہ کار فراہم کر رہا ہے۔ اس ضمن میں موصول ہونیوالی درخواستوں کو متعلقہ ایجنسیوں کی تفصیل کے ساتھ چیک کیا جاتا ہے اور جیسے پی اے این کی توثیق سی بی ڈی ٹی سے آدھار کی یو آئی ڈی اے سے اور ڈی آئی این/سی آئی این کی توثیق ایم سی اے سے کی جاتی ہے۔

ہر طرح کے ٹیکسوں کے لئے ایک چالان کو استعمال کرتے ہوئے ٹیکسوں کی ادائیگی بھی شروع ہو چکی ہے جسے جی ایس ٹی پورٹل پر تیار کیا گیا ہے۔ جب جی ایس ٹی آئی ایف کے ساتھ چالان بنایا جاتا ہے تو ٹیکس دہندہ کا نام مختلف ٹیکس مد میں رقم وغیرہ کے ساتھ ٹیکس دہندہ کے پاس دو اختیار ہوتے ہیں۔ وہ منظور شدہ 25 بینکوں میں سے کسی ایک کی نیٹ بینکنگ سہولت کو استعمال کر سکتا ہے یا پھر چالان پرنٹ کر کے اور اسے ایک مجاز بینک میں اوور دی کاؤنٹر (او ٹی سی) ادائیگی کر سکتا ہے۔ ایک ٹیکس دہندہ کی او ٹی سی کے ذریعے ایک مہینے میں 10000 روپے تک ادائیگی کی سہولت ہو سکتی ہے۔ ٹیکس دہندہ جی ایس ٹی پورٹل پر چالان نکالنے کے بعد ٹیکس کی ادائیگی کے لئے ہندوستان میں فعال کسی بھی بینک سے این ای ایف ٹی/آر ٹی جی ایس کا استعمال کرتے ہوئے بھی کر سکتا ہے۔ دن کے اختتام پر جی ایس ٹی پورٹل اپنے ذریعے وصول کی گئی تمام ادائیگیوں کی ایک تفصیل تیار کرتا ہے اور اکاؤنٹ حکام کے ساتھ مفاہمت کے لئے اسے تقسیم کرتا ہے۔ اکاؤنٹ حکام آر بی آئی سے ادائیگی کی تفصیلات حاصل کرتے ہیں اور آئی بی آئی ٹیکوں سے روزمرہ کی بنیاد پر تفصیلات طلب کرتا ہے۔ بینکوں کے ذریعے وصول کی گئی ادائیگیوں کی تصدیق ٹیکس دہندہ کے کسی واجبات کے عوض استعمال کے لئے کیش لیجر میں ظاہر کی جاتی ہیں۔

عمل درآمد کی سہل کاری

گرچہ ٹیکس ادا کرنا ٹیکس دہندہ کی ذمہ داری ہے تاہم ریٹرن فائل کرنے کے عمل کو آسان اور سہولت کے اعتبار سے بنانا اور پورے عمل کے دوران صرف ہونے والے وقت کو کم سے کم کرنے کی ذمہ داری ٹیکس حکام کی ہے۔ اس کے پیش نظر ٹیکس اصلاحات میں ٹیکس سے متعلق عمل کو سہل تر بنانے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں عمل درآمد میں ٹیکس دہندہ کی سہولت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جی ایس ٹی این میں ہم نے خدمات اور ٹکنالوجیکل ٹولز کی متعدد سیریز تیار کی ہیں تا کہ ٹیکس دہندہ کے لئے ٹیکسوں کی ادائیگی اور ریٹرن فائل کرنے کا عمل آسان ہو جائے۔

جی ایس ٹی ضابطوں میں اس بات کا قوی امکان ہے کہ عام اور مخصوص ٹیکس دہندگان جی ایس ٹی آر 1 فارمیٹ پر ہر مہینے کی دس تاریخ کو اپنی آڈٹ ورڈ سپلائی

تفصیلات داخل کرسکیں گے۔ اس ضمن میں جی ایس ٹی ایف نے ایک آف لائن ٹول اور ٹیمپلیٹ پر مبنی ایک آسان ایکسیل تیار کیا ہے جو ٹیکس دہندگان کو اپنی ماہانہ ریٹرن زیادہ سے زیادہ آسانی اور کم سے کم لاگت پر تیار کرنے اور داخل کرنے میں معاون ہوگا۔

ایکس ٹیمپلیٹ ورک بک آزادانہ ور پر جی ایس ٹی کامن پورٹل سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے او رٹیکس دہندگان کے ذریعے مستقل بنیاد پر تمام انوائس سے متعلق ڈاٹا کے تجزیے کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ ایکسل شیٹ پر ڈاٹا کو اس کے بعد آف لائن ٹول کے ذریعے استعمال کیا جاسکتا ہے جو ایکسل شیٹ سے ڈاٹا کو امپورٹ کرنے اور جے ایس او این فائل جنریٹ کرنے میں معاون ہوتا ہے جسے انٹرنیٹ کے ذریعے جی ایس ٹی پورٹل پر اپ لوڈ کیا جاسکتا ہے۔ اس پورے عمل میں صرف اس وقت ہی انٹرنیٹ کی ضرورت ہوگی۔

چھوٹے ٹیکس دہندگان جو صرف صارفین کو اشیا فروخت کرتے ہیں، انہیں کسی بزنس ٹو بزنس ان وائس کی ضرورت نہیں ہوگی اور انہیں ٹیکس کی پانچ شرحوں کی نمائندگی کے ساتھ پانچ سطری آئٹموں پر مشتمل اپنی ریٹرن داخل کرنی ہوگی۔ اسی طرح سے سال میں 75 لاکھ روپے یا اس سے کم کا کاروبار کرنے والے ٹیکس دہندگان کو ایک اختیار کی سہولت دی گئی ہے، وہ سال میں سہ ماہی بنیاد پر ایک بار ریٹرن داخل کرسکتے ہیں اور اس عمل کو بھی بے حد آسان بنایا گیا ہے۔

ہمارا مقصد ریٹرن کے عمل کو آسان اور سادہ بنانا ہے۔ تاجر مختلف مد میں اپنے ڈاٹا کو ایکسل فارمیٹ کو استعمال کرتے ہوئے تیار کرسکتے ہیں۔ ٹیکس دہندہ اپنے آؤٹ ورڈ سپلائی کی تفصیلات ہفتہ وار کی بنیاد پر یا اپنی سہولت کے وقفے کی بنیاد پر تیار کرسکتا ہے اور جی ایس ٹی پورٹل پر اپ لوڈ کرسکتا ہے۔ یہ ٹول ایکسل شیٹ سے 1900 سطری آئٹموں کو سمیٹ سکتا ہے اور ایک یا پانچ ایم بی کی فائل ایک بار میں جنریٹ کرسکتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اس ٹول کو جی ایس ٹی آر 1 تیار کرکے ڈاٹا اپ لوڈ کرنے کے لئے ایک سے زیادہ مرتبہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس طریقے سے درمیانے پیمانے کے تاجر مختلف تجارت کے ساتھ ریٹرن تیار کرسکتے ہیں اور انہیں فائل کرسکتے ہیں۔ جی ایس ٹی آر۔ایکسل ٹیمپلیٹ ورک بک آف لائن موڈ میں انٹرنیٹ کے بغیر جی ایس ٹی آر۔1 ریٹرن تیار کرنے کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس سے ایسے دور دراز کے ٹیکس دہندگان کو فائدہ ہوگا جہاں انٹرفیس کی سہولت اچھی نہیں ہے۔

تجارت کرنے میں سہولتوں میں سدھار

تجارتی سہل کاری کا معیار کسی بھی معیشت کی قبولیت کی صلاحیت اور تجارت کی اطاعت پذیری کے لئے ایک اہم قدم ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہندوستان اس معاملے میں عالمی معیشت میں کافی پیچھے رہا ہے۔

اس ضمن میں عالمی بینک کی تجارتی سہل کاری سے متعلق رپورٹ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ملک میں اپنا کاروبار شروع کرنے والوں کو اپنی تجارت قائم کرنے کے سفر تک کتنی مشکلات اور سہل کاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس رپورٹ میں درج تفصیلات میں سب سے اہم ٹیکس ادائیگی میں سہولت ہے۔

جی ایس ٹی این کا مقصد نہ صرف عمل کو آسان بنانا ہے بلکہ ٹیکس کی ادائیگی کو سادہ اور سہولت کے مطابق کرنا ہے۔ ہم صرف اس ایک محاذ پر کامیابی حاصل کرکے دنیا میں تجارتی سہل کاری کے اعتبار سے ممالک کی درجہ بندی میں سرفہرست مقام حاصل کرسکتے ہیں۔ سیلف سروس موڈ پر تیار کئے گئے طریقہ کار سے اپنا کاروبار شروع کرنے والوں اور تاجروں کو اپنے ٹیکس کی ادائیگی کے عمل کو آسان بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

ہندوستان کو جی ایس ٹی این کی مدد سے جی ایس ٹی کے کامیاب نفاذ کے ساتھ تجارتی سہل کاری معیار میں اہم پیش رفت کی توقع ہے۔ اس کے نفاذ سے تجارت کو فروغ اور معاشی ترقی کی رفتار میں تیزی کی امید ہے۔

☆☆☆

دفاعی امور کے عملہ کیلئے رہائش کی سہولیات

نئی دہلی، 21 جولائی (یو این آئی) حکومت نے شادی شدہ فوجی افسران سپاہیوں کیلئے 198881 رہائشی اکائیوں (ڈی یو) کی تعمیر کی منظوری دی ہے۔ رہائشی اکائیوں کی تعمیر کے علاوہ رہائش کی قلت کے مسئلہ سے نمٹنے کیلئے دفاعی امور کے عملہ کیلئے مکانات کرائے پر بھی لئے جارہے ہیں۔ مزید برآں، دفاعی امور کے عملہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کوارٹر (سی آئی ایل کیو) فیملی اکوموڈیشن الاونس (ایف اے اے) کے بجائے ہاؤس اینڈ الاونس (ایچ آر اے) لیں۔ دفاعی امور کے عملہ کو 198881 رہائشی اکائیاں فراہم کرنے کی غرض سے 2002 میں شادہ شدہ عملہ کیلئے رہائشی پروجیکٹ (ایم اے پی) کو منظوری دی گئی تھی۔ اس پروجیکٹ کے تحت بہتر خصوصیات سے لیس رہائشی اکائیاں تعمیر کی جارہی ہیں۔ علاوہ ازیں سالانہ بڑے کاموں کے پروگرام (اے ایم ڈبلیو پی) کے تحت خصوصی ضرورتوں کے مطابق وقتاً فوقتاً رہائشی پروجیکٹ شروع کئے جاتے ہیں۔ 57875 رہائشہ اکائیوں پر مشتمل پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا ہے۔ دوسرے مرحلہ کیلئے مخصوص 69904 رہائشی اکائیوں میں سے 38811 رہائشی اکائیاں تعمیر کی جاچکی ہیں اور بقیہ 31093 اکائیاں زیر تعمیر ہیں۔ بقیہ 71102 رہائشی اکائیاں تیسرے مرحلہ میں تعمیر کی جانی ہیں۔ دفاعی امور کے وزیر مملکت ڈاکٹر سبھاش بھامرے نے لوک سبھا میں جناب کنور پشپند رسنگھ چندیل کے ایک سوال کے تحریری جواب میں یہ اطلاع دی۔

جینتا رائے چودھری

وفاقی مالیاتی روابط کا توازن

ٹیکس کے تئیں اپنی آئینی قابلیت کو بروئے کار لاتے ہوئے ریاستوں نے کل ہند گڈز اینڈ سروسز ٹیکس کی کامیابی کے لئے اب تک کا سب سے بڑا قدم اٹھایا ہے۔

تاہم جی ایس ٹی میں محصولیات میں اضافے سے متعلق وعدے میں امکانی ناکامی سے اپنی حفاظت کرتے ہوئے ریاستوں کے ساتھ ایک سیس کے لئے لمبی اور سخت جنگ لڑی ہے۔ یہ سیس تقریباً 50000 کروڑ روپے متوقع ہے جو کہ محصولیات میں کسی طرح کی کمی کی صورت میں معاوضے کے طور پر ریاستوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

اس کے پیچھے یہ خیال تصور کیا جاتا ہے کہ اگر تیل کی عالمی سطح پر قیمتوں پر اتھل پتھل کے سبب ایک اور عالمی مندی یا کسی اور وجہ سے ایک عالمی کساد بازاری کا سامنا ہوتا ہے تو معاشی ترقی کی رفتار طے کئے گئے 8-7.5 فی صد برقرار نہیں رہ پائے گی یا محصولیات میں اندازے کے مطابق اضافہ نہیں ہو پائے گا۔

جی ایس ٹی کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہر طرح کے ٹیکسوں کی طرح اس ٹیکس کا انحصار معیشت کی بہتری پر ہے۔ جی ایس ٹی کے بارے میں عام تصور ہے کہ اسے ٹیکس کے دائرے کو وسیع کرنا چاہیئے۔ ٹیکس جی ڈی پی کی نسبت کو موجودہ 10 فی صد بڑھا کر 16 فی صد کیا جاسکتا ہے۔ تاہم کیا اس نشانے کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کا انحصار آئندہ برس یا اور زیادہ وقفے پر ہے کہ حکومت اور صنعت اپنے مجموعی لین دین اور اس کے عمل درآمد کے تئیں کیسے سنجیدہ ہوتے ہیں۔

ریزرو بینک آف انڈیا نے از خود حکومتی مالیات سے متعلق اپنی رپورٹ میں متنبہ کیا کہ جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہونے والی محصولیات کے نتائج کے بارے میں موجودہ غیر یقینی صورت حال کے سبب ریاستوں کے ذریعے حاصل ہونے والی محصولیات سے متعلق توقع بھی بے یقینی کا شکار ہوسکتی ہیں۔

دوسری جانب ریاستوں کو بڑھتے ہوئے اخراجات کا سامنا ہے۔ ساتویں پے کمیشن کی سفارشات کے نفاذ کے ساتھ ریاستوں پر مالی اعتبار سے اضافی بوجھ کی توقع ہے۔ اتر پردیش میں زرعی قرضوں کو معاف کرنے کی شروعات ہوگئی ہے۔ جبکہ موجودہ وقت تک دیگر تین ریاستوں نے زرعی قرضوں کے معاف کرنے کا اعلان کیا ہے۔

اس معاملے میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان سب سے زیادہ دھماکہ خیز صورت حال قرض کی شکل میں پھنسنے والا بم ہے جس نے ہندوستان کو یونان جیسی صورت حال سے دوچار ہونے کے زبردست خطرات پیدا کردیئے ہیں۔ ہندوستان کے عوامی قرضہ جات، جس میں مرکز اور ریاست کے قرض شامل ہیں، فی صد کے اعتبار سے پہلے ہی گھریلو مجموعی پیداوار کی 67 فی صد شرح سے تجاوز کرچکے ہیں جو کہ جاپان کو چھوڑ کر تمام وسطی ایشیائی ممالک میں سب سے زیادہ ہے۔

ایسے موقع پر اگر تمام ریاستیں زرعی قرضہ جات کو معاف کردیتی ہیں اور اپنے نئے قرض کے ذریعے پرانے قرض کو منہا کرتی ہیں تو وزارت مالیات کے اعداد و شمار کے مطابق اس کے لئے تین لاکھ کروڑ روپے کی شکل میں نئے قرض کی رقم ہوگی۔ اس طرح کا قرض کسی خاص وقت کے لئے مناسب نہیں ہوگا۔ ایک ایسے وقت میں جب ہم ایک نئے ٹیکس نظام کا تجربہ کررہے ہیں اور ہمیں اس وقت اس کا علم نہیں کہ نئے ٹیکس نظام کے تحت مالیات سے متعلق سرکاری امور کی نوعیت کیا ہوگی آیا اس میں کیا نشیب و فراز ہوگا۔ اس لئے ایسے وقت میں یہ نہایت پرخطر ہوگا اور ریاستوں کو اس کا بخوبی علم ہونا چاہیئے۔

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے پہلے ہی آگاہ کیا ہے کہ سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے درمیان نسبت کم سے کم 17 ہندوستانی ریاستوں میں پہلے ہی گزشتہ برسوں کے دوران بڑھ چکی ہے۔ آر بی آئی کی رپورٹ کے مطابق سال 17-2016 کے لئے

مضمون نگار ٹیلی گراف میں سینئر بزنس ایڈیٹر ہیں۔
jrchowdhury@yahoo.com

ریاستوں کے مالی امور میں ابتری ہوئی ہے۔مختلف 25 ریاستوں سے موصولہ جانکاری کے مطابق سال 17-2016 کے لئے ریاستوں کے ذریعے مالی خسارے میں توقع کے مطابق سدھار نہیں ہوا ہے۔سال 2015-16 میں مجموعی مالی خسارہ جی ڈی پی کا اشو پہلے ہی تین فی صد کی حد کو پار کرچکا ہے جو کہ سال 2004-05 سے اس طرح کا یہ پہلا موقع ہے۔

ایسے حالات میں تنخواہوں کی ادائیگی، ترقیاتی کاموں پر ہونے والے اخراجات اور قرضوں کی معافی کے ضمن میں نقدی سے متعلق ریاستوں کے مطالبات کی تکمیل میں ناکامی سے ریاستوں کا مرکز کے ساتھ ٹکراؤ کا اندیشہ بڑھ جائے گا۔

اس بارے میں افسران کا کہنا ہے کہ جی ایس ٹی کی 45 فی صد بلاواسطہ ٹیکسوں کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے جن میں پٹرولیم، رئیل اسٹیٹ، الکحل وغیرہ شامل ہیں۔اس لئے ریاستوں کو بالآخران پر ٹیکس عائد کرنے اور ٹیکس کی شرح میں اضافے کا اختیار حاصل ہوگا۔

جی ایس ٹی بل میں وعدہ کیا گیا ہے کہ جی ایس ٹی کونسل ایک مقررہ وقت میں ان آئٹموں کو جی ایس ٹی کے دائرے میں شامل کرلے گی۔اس مقررہ وقت کے دوران ریاستوں کو اپنی مالی آزادی سے متعلق اقدامات کرنے کا موقع ملے گا۔اس کے ساتھ ساتھ ضرورت کے اعتبار سے مرکز اور ریاستوں کے درمیان ان آئٹموں پر اپنے اعتبار سے ٹیکس لگانے سے متعلق مفاہمت ہوگی۔

یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ قانون ساز اسمبلی میں جب مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالی اختیارات کی تقسیم کا معاملہ پیش کیا گیا تھا، اس وقت متعدد ممبران پارلیمنٹ بشمول کانگریس نے ریاستوں کو زیادہ اختیارات دینے کی وکالت کی تھی۔تاہم وفاقیت کی زیادتی کے اندیشے کا اس وقت اظہار کیا گیا اور اسے ایک ہندوستان یعنی سالمیت کی روح کے خلاف بتایا گیا ہے اور ٹیکس ضابطوں اور قانون سازی کے معاملے میں اس وقت ریاستوں پر مرکز کو ترجیح دی گئی۔

آئینی ماہرین نے اس ضمن میں درست نشاندہی کی ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ میں اس طرح کا امتیاز مرکز کے حق میں رہے گا۔جب کہ مشاہدین کا ماننا ہے کہ اگر ریاستیں چند اشیاء پر ٹیکس عائد کرنے یا ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرنے کے اپنے اختیارات سے دست بردار ہوتی ہیں تو انہیں اپنے مسائل کے حل کے لئے محصولیات کی ان کی صلاحیت متاثر ہوگی اور انہیں اس ضمن میں کئی معاملات میں سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔یہاں اس تناظر میں تمل ناڈو کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جس نے جی ایس ٹی کی کئی شقوں کی مخالفت کی ہے۔اس کی دلیل ہے کہ اس نے اپنے ٹیکس کی مد میں وصول ہونے والے پیسے سے ریاست میں متعدد سماجی پروگرام نافذ کئے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جنوبی ریاست نے سماجی فلاحی پروگرام چاہے وہ تعلیم کے شعبے میں ہوں یا صحت عامہ کے میدان میں اس نے اس شعبوں میں قابل پیش رفت کی ہے۔اپنی اس کارکردگی کی بدولت اس ریاست نے اپنی حریف ریاستوں پر ترجیح حاصل کی ہے۔یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس شعبے میں اس ریاست او ای سی ڈی ممالک کے ساتھ موازنہ کیا جاسکتا ہے۔بہ الفاظ دیگر ماہر معاشیات جین ڈریز کے مطابق کیرل اور تمل ناڈو کی ریاستوں نے ہمہ جہت ترقی کے معاملے میں زبردست پیش رفت کی ہے۔ان ریاستوں نے ترقی کے عدد اشاریہ کی فہرست میں سرفہرست مقام حاصل کرلیا ہے یا پھر اس کے بہت قریب ہیں۔علاوہ ازیں ان دونوں ریاستوں نے تیزی کے ساتھ سدھار اور اصلاح کے معاملے میں بھی دیگر ریاستوں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

آئین کی رو سے بات کی جائے تو جی ایس ٹی ترمیمی قانون ٹیکس نظام سے متعلق ٹیکس کی شرحوں کے تعین کے لئے کلی اختیارات موثر طریقے سے ایک منتخب ادارے کو دیتا ہے۔اس قانون کے تحت جی ایس ٹی کونسل کا موثر طریقے سے قیام کیا گیا ہے اور جسے مرکزی پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلیوں کی جانب سے ٹیکس کی شرحوں کے تعین کا اختیار دیا گیا ہے جو پورے ملک میں نافذ کیا جائے گا۔جی ایس ٹی کونسل میں انتخاب کے عمل کی غیر موجودگی میں یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ پورے ملک میں اشیاء اور خدمات پر ٹیکس کی شرحوں کے تعین میں جی ایس ٹی کی کونسل کو سپریم ادارے کی حیثیت حاصل رہے گی جب کہ ٹیکس کی شرحوں کے تعین میں پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلیوں کے منتخب ممبران کا کوئی عمل دخل نہیں رہے گا۔بہ الفاظ دیگر جی ایس ٹی کونسل شہریوں، رائے دہندگان کو انتخاب کی راست ذمہ داری دیئے بغیر رائے دہندگان کے ذریعے ماہرین پر مشتمل سپریم ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ریاستوں کو بھی چند ٹیکس اور ان کی شرح کے تعین کے بھی اختیارات دیئے گئے ہیں۔بعض معاملات میں ریاستیں خسارے میں ہیں جہاں میونسپل اداروں کو ان کے مقابلے ٹیکس کے تعلق سے زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔

میونسپل اداروں کے ذریعے ٹیکس' بلدیاتی اداروں کے ذریعے عائد کئے جانے والے تفریحی ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی، الکحل اور ایندھن جیسی مصنوعات اور بجلی سے متعلق سیس ایسے معاملے ہیں جنہیں ابھی تک جی ایس ٹی کے دائرے میں نہیں لایا گیا ہے۔ان سے ریاستوں کو ان ٹیکسوں کی شرح میں اضافے اور تخفیف کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور ریاستی حکومتوں کی مالی کفالت ملتی ہے تاہم جہاں تک ریاستوں کو ان ٹیکسوں کی شرح میں اضافے اور تخفیف کا اختیار ہوتا ہے اور ریاستی حکومتوں کی مالی کفالت ملتی ہے تاہم جہاں تک ریاستوں کی بڑی مقدار میں محصولیات کا تعلق ہے تو ریاستوں کے لئے معاملہ اس کے برعکس ہے کیوں کہ ریاستیں جی ایس ٹی کونسل کے فیصلوں کی پابند ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دنیا کے متعدد ممالک میں جہاں جی ایس ٹی رائج ہے، وہاں وفاقی حکام بلاواسطہ ٹیکسوں کے تعین کا حق حاصل ہوتا ہے اور انہیں ان میں اضافے کا بھی اختیار ہوتا ہے جب کہ صوبوں کو راست ٹیکسوں کا حق ہوتا ہے۔کناڈا میں صدی کے اواخر میں جی ایس ٹی کا نفاذ کیا گیا، وہاں صوبائی حکومتوں کو راست ٹیکسوں کے تعین کا حق حاصل ہوتا ہے۔جب کہ وفاقی حکومت کو بلاواسطہ ٹیکسوں کا اختیار ہے۔یہی سبب ہے کہ یہ تبدیلی ریاستوں کے اختیارات کو کسی طرح سے متاثر نہیں کرتی۔تاہم ہندوستان میں مرکز کو راست ٹیکسوں پر نہ صرف کلی اختیار ہے جب کہ اسے اب جی ایس ٹی کے تقریباً نصف حصے پر اختیار حاصل ہوگیا ہے۔

مرکز نے راست ٹیکسوں کے ایک چھوٹے حصے کو ریاستوں کے لئے چھوڑا ہے۔

ابھی اس کے لئے مزید انتظار کرنا ہوگا کہ ملک کے سیاسی تناظر میں اشیاء وخدمات ٹیکس کا نفاذ کس طرح سے ہوتا ہے۔ ٹیکس اختیارات کو کیسے قبول کیا جاتا ہے اور جی ایس ٹی کے تعلق سے موجودہ صورت حال میں کس طرح تبدیلی ہوتی ہے۔

ایسی صورت حال میں اگر ریاستی حکومتیں ایک مالی بندوبست کے حق میں فیصلہ کرتی ہیں تو انہیں اس کے آسٹریلیا کی نظیر سامنے رکھنی ہوگی جہاں تمام ٹیکسوں کے 75 فی صد پر وفاقی یا دولت مشترکہ حکومت فیصلہ کرتی ہے اور اسے مناسب طریقے سے تقسیم کرتی ہے۔

ہندوستان میں ٹیکس ڈھانچہ کا کیا مستقبل ہوگا اور مرکز اور ریاستی حکومتوں کے درمیان اختیارات کا کیا توازن رہے گا، اس کا آنے والے وقت میں ہندوستانی سیاست فیصلہ کرے گی کیوں کہ ابھی ریاستوں نے جی ایس ٹی اور اپنے وسائل کے تعلق سے کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اس سلسلے میں مستقبل قریب میں ہی صورت حال واضح ہو جائے گی۔

☆☆☆

صارفین کو جعلی ویب سائٹوں سے خبردار رہنے کی ای ای ایس ایل کی ہدایت

☆ توانائی اثر انگیزی خدمات لمیٹیڈ (ای ای ایس ایل) نے اپنے صارفین کو 9 ڈبلیو ایل ای ڈی کے بلبوں کو اُنت جیوتی بائی افورڈیبل ایل ای ڈیز برائے عوام الناس (یو جے اے ایل اے) پروگرام کے نام کا استعمال کر کے جعلی ویب سائٹوں کے ذریعے فروخت کئے جانے کے معاملے سے خبردار کیا ہے۔ یہ ویب سائٹیں ای ای ایس ایل کے اُجالا پروگرام سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ واضح رہے کہ ای ای ایس ایل کے تحت اُجالا پروگرام چلایا جا رہا ہے اور ای ای ایس ایل ایک عوامی توانائی خدمات کمپنی ہے، جو وزارت بجلی کے زیر اہتمام مصروف عمل ہے۔ http://pibphoto.nic.in/documents/rlink/2016/jul/i201672501.jpg درج ذیل دو ویب سائٹس www.philips-led-at-10rs.in، pbs.twimg.com/media/CoGI9txWIAAybuk.jpg عوام کو ایل ای ڈی بلب ایک روپئے کی قیمت پر فراہم کرنے کے نام پر گمراہ کر رہی ہیں۔ یہ ویب سائٹیں نہ صرف یو جے اے ایل اے لوگو کے تحت کاپی رائٹ امیج کا استعمال کر رہی ہیں بلکہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی تصاویر کا استعمال بھی کر رہی ہیں تاکہ اس طریقے سے صارفین کو دھوکہ دے سکیں۔ ای ای ایس ایل کلی طور پر اس طرح کے کسی رابطے/ یو آر ایل سے اپنے آپ کو علیحدہ قرار دیتی ہے اور ان رابطوں/ یو آر ایل کے ذریعے فراہم کردہ مواد سے بھی ای ای ایس ایل کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ واضح رہے کہ ای ای ایس ایل یا وزیر اعظم کا دفتر اس طرح کے کسی اشتہار یا دعوؤں کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور یہ تمام کوششیں ای ای ایس ایل اور وزیر اعظم کے دفتر کی شبیہ خراب کرنے کیلئے کی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح کیا جاتا ہے کہ ای ای ایس ایل اس طرح کے جعلی عوامی بیانات کی باقاعدہ اطلاع پولیس کو دیگی اور ایف آئی آر بھی درج کرائیگی۔

ای ای ایس ایل کے مینیجنگ ڈائریکٹر جناب سوربھ کمار کے مطابق ہماری ٹیم لگاتار بنیادوں پر ادارے کے ذریعے طے شدہ تادیبی کارروائیوں پر عمل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ہم ان تمام بدعنوانیوں پر مبنی اقدامات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھ رہے ہیں جن سے ای ای ایس ایل کی ساکھ متاثر ہو سکتی ہے تاکہ ہم اپنے صارفین کو عمدہ مصنوعات فراہم کر سکیں۔ موصوف نے کہا ہے کہ ہم مذکورہ نوعیت کے تمام جعلی معاملات سے نمٹنے کیلئے قانونی راستہ اپنا رہے ہیں اور لگاتار بنیادوں پر اپنے صارفین کو اس طرح کے پیغامات اور اشتہارات کے بارے میں میڈیا کے مختلف ذرائع کے سہارے خبردار کرتے رہیں گے۔ ہم اپنے صارفین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ صرف طے شدہ تقسیم مراکز پر جا کر اُجالا اسکیم کے تحت ہی ایل ای ڈی بلب خریدیں۔ ای ای ایس ایل صرف ایل ای ڈی بلب اپنے طے شدہ اور باضابطہ تقسیم مراکز کے ذریعے ہی صارفین تک پہنچا رہی ہے اور اس سلسلے میں صارفین www.ujala.gov.in ویب سائٹ پر جا کر تفصیلات ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ کسی نئے قدم کے سلسلے میں ای ای ایس ایل کی جانب سے صارفین کو میڈیا کے مختلف ذرائع کے ذریعے اطلاع فراہم کی جائے گی اور صارفین کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ای ای ایس ایل پروگراموں کے تحت کسی اور ذریعے سے ایل ای ڈی بلبوں کی خریداری نہ کریں۔ اگر صارفین ای ای ایس ایل کے مشورے سے انحراف کرتے ہوئے کوئی خریداری کرتے ہیں تو ای ای ایس ایل پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔ لہٰذا ای ای ایس ایل عوام الناس کو خبردار کرتی ہے کہ وہ کسی بھی ایسے جعلی یا بے ضابطہ کمیونیکیشن/ پیغام سے خبردار رہیں جس میں منجملہ دیگر چیزوں کے جعلی طریقہ کار اپنایا گیا ہو یا یہ کہا گیا ہو کہ یہ اطلاع ای ای ایس ایل کی جانب سے دی جا رہی ہے۔ اس طرح کے جعلی پیغامات میں سرمایہ کی منتقلی یا ای ای ایس ایل کے نام پر پروگراموں کی مشتہری اور ایل ای ڈی بلبوں کی فروخت کا جعلی حوالہ بھی ہو سکتا ہے جس کا ای ای ایس ایل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ای ای ایس ایل شہریوں سے مزید یہ گزارش کرتی ہے کہ وہ اس طرح کی فرضی اطلاعات کو سوشل میڈیا کے سہارے @EESL کے طشت از بام کریں اور ٹوئیٹر کا سہارا لیں۔ اس کے علاوہ فیس بک کے سلسلے میں www.facebook.com/EESLIndia ویب سائٹ کا سہارا لیں۔ صارفین اپنی شکایات info@eesl.co.in ویب سائٹ پر بھی درج کرا سکتے ہیں۔

سورج جیسوال

صارفین کے لئے جی ایس ٹی کے کیا معنی ہیں

جی ایس ٹی کا ایک وسیع طور سے تبادلہ خیالات کردہ پہلو چھوٹے اور درمیانہ کاروباری اداروں پر اس کا اثر ہے۔ اس وقت ہندوستان میں کاروباری اداروں کی ایک غیر متناسب طور سے بڑی تعداد غیر رسمی معیشت کے تحت کام کرتی ہے جس کا بنیادی طور سے مطلب یہ ہے کہ وہ ضابطے اور ٹیکس بندی کی ذمہ داریوں سے بچتے ہیں

مضمون نگار نئی دہلی میں واقع بجٹ اور حکمرانی کی جواب دہی کے مرکز سے وابستہ ہیں۔
suraj@cbgaindia.org

جی ایس ٹی کون دیتا ہے اور یہ کس طرح وصول کیا جاتا ہے، ان باتوں کی بنیاد پر ٹیکسوں کو دو زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ براہ راست ٹیکس اور غیر براہ راست براہ ٹیکس عام طور سے آمدنی، منافع یا دولت پر لگایا جاتا ہے۔ براہ راست ٹیکس اور جائیداد ٹیکس ہیں۔اس کے برخلاف غیر براہ راست ٹیکس سامان یا خدمات کے لین دین پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ ٹیکس یا تو فروخت کنندہ یا پھر خریدار برداشت کرتا ہے۔ لیکن فروخت کنندہ یا ٹیکس خریدار پر منتقل کرسکتے ہیں اور بیشتر معاملات میں ایسا کرتے ہیں۔ غیر براہ راست ٹیکسوں کی کچھ مثالیں ہیں۔ غیر مما لک سے سامان کی درآمدات پر کسٹم محصول' ایک تجارتی ادارے کے ذریعے فراہم کردہ خدمات پر سروس ٹیکس، سامان کی تیاری پر ایکسائز محصول، فروخت کئے جانے والے سامان پر فروخت ٹیکس وغیرہ۔ سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) ایک براہ راست ٹیکس ہے جو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے لئے جانے والے تقریباً دیگر براہ راست ٹیکسوں کی جگہ لے گا۔

جی ایس ٹی یکم جولائی 2017 سے ہندوستان میں قابل اطلاق ہے۔ اس کی دو اہم خصوصیات یہ ہیں کہ ہر ایک شئے/سروس پر صرف ایک ٹیکس لگایا جائے گا' جو ملک کی تمام ریاستوں میں ایک سا ہوگا۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ پٹرولیم، الکحل اور غیر منقولہ جائیداد جیسے کچھ شعبے ہیں جنہیں جی ایس ٹی سے باہر رکھا گیا ہے نیز ٹیکس لگانے کے گزشتہ ڈھانچے کے تحت رہیں گی۔ کسٹم محصولات کو جاری رکھا گیا ہے لیکن انہیں جی ایس ٹی میں مربوط کردیا گیا ہے۔ مقامی اداروں مثلاً میونسپلٹیوں، گرام پنچایتوں کے ذریعے عائد کردہ ٹیکسوں کو بھی شامل نہیں کیا گیا ہے۔ کچھ استثنات کو چھوڑ کر ہندوستان میں تمام براہ راست ٹیکسوں کی جگہ جو پہلے قابل اطلاق تھے، اب جی ایس ٹی لے گا۔ جی ایس ٹی کے تحت شامل کئے جارہے کچھ بڑے غیر براہ راست ٹیکس ہیں۔ ایکسائز، سروس ٹیکس، کسٹمز کا خصوصی اضافی محصول، ریاستی ویٹ، ریاستی فروخت ٹیکس، تفریحی ٹیکس، داخلہ ٹیکس، عیش وعشرت ٹیکس۔

تین اہم متعلقین ہیں جو جی ایس ٹی کے لاگو ہونے سے متاثر ہوں گے۔ صارفین، حکومتیں اور کاروبار ادارے، اس مضمون میں اس بات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جی ایس ٹی پہلے والے ٹیکس نظام کے مقابلے میں کیسے مختلف ہے نیز اس کے نتیجے میں صارفین پر کیا اثرات پڑ سکتے ہیں۔

گزشتہ ٹیکس نظام سے جی ایس ٹی کس طرح مختلف ہے

ایک مخصوص/سروس اپنے نجی استعمال کے لئے ایک گاہک کے ذریعے قطعی طور سے خریدے جانے سے پہلے وہ پیداوار اور سپلائی کے سلسلے میں متعدد مرحلوں سے اس طرح گزرتی تھی کہ اس پر مختلف مرحلوں میں ایک سے زیادہ غیر براہ راست ٹیکس لگتے تھے۔ کچھ ٹیکس مرکزی حکومت کے ذریعے لئے جاتے تھے اور دیگر ٹیکس متعلقہ

ریاستی حکومتوں کے ذریعے لئے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں تیار کردہ ایک ٹی وی سیٹ پر فیکٹری سے باہر لے جاتے وقت ایکسائز محصول دینا پڑتا تھا۔ اگر اس میں درآمد کردہ کچھ اجزا استعمال کئے گئے ہیں تو ان پر کسٹم محصولات دینے پڑتے تھے۔ اشیاء ساز سے لے کر تھوک فروخت کنندہ تک اس کے سفر کے اگلے مرحلے میں فروخت ٹیکس دینا ہوتا تھا اور آخر میں تھوک فروخت کنندہ سے پرچون فروخت کنندہ تک ویٹ لگایا جاسکتا تھا۔ یہ صورت حال اس وقت مزید پیچیدہ تھی جب ریاستوں کے درمیان نقل وحمل کردہ سامان پر نہ صرف مرکزی فروخت ٹیکس دینا پڑتا ہے بلکہ اس کی شرح ریاستوں میں مختلف تھی۔ مثال کے طور پر جی ایس ٹی سے پہلے، مالیت پر مبنی ٹیکس (ویٹ) مہاراشٹر میں 12.5 فی صد تھا جب کہ گجرات میں یہی ٹیکس 15 فی صد تھا۔ بہت سی دفعہ کچھ مصنوعات/ خدمات کو فروغ دینے کے لئے یا ان کے سلسلے میں ترغیب ختم کرنے کے لئے بھی ٹیکس لگائے جاتے تھے مثلاً عیش وعشرت ٹیکس یا گناہ ٹیکس۔ ٹیکسوں کی اس کثرت نیز کثیر مرحلوں پر پیچیدگیوں کی وجہ سے دو مسائل پیدا ہوئے تھے۔ ایک اس کی وجہ ٹیکس دہندگان کے لئے ٹیکس عمل آوری مشکل تر ہوگئی تھی نیز ٹیکس کا اطلاق قیمت فروخت پر کیا جاتا تھا جس میں گزشتہ مرحلے میں ادا کردہ ٹیکس بھی شامل ہوتا تھا، اس لئے اس کا بنیادی طور سے مطلب گزشتہ مرحلے میں ادا کردہ ٹیکس کی رقم پر ایک ٹیکس تھا۔ یہ امر ٹیکس پر ٹیکس لگانے کے طور پر مشہور تھا۔ مندرجہ ذیل تصویر سے اس معاملے کی ایک آسان سی وضاحت فراہم ہوتی ہے۔

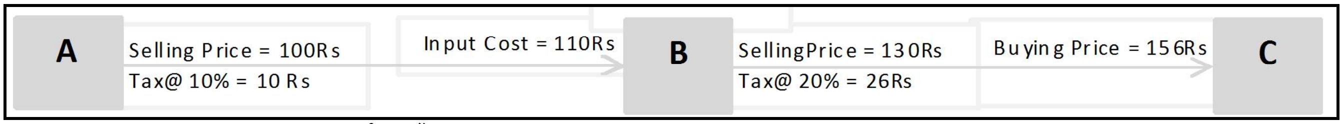

مذکورہ بالا تصویر میں اے ایک تھوک فروخت کنندہ ہے، 'بی' ایک پرچون فروخت کنندہ ہے اور سی ایک صارف ہے۔ جب سی 130 روپے کی قیمت پر 20 فی صد ٹیکس دیتا ہے جس میں اے سے خریدتے وقت بی کے ذریعے ادا کردہ ٹیکس بھی شامل ہے تو سی نہ صرف اس چیز کی اصلی قیمت پر ٹیکس دیتا ہے۔ (100 روپے +20 روپے) بلکہ وہ بی کے ذریعہ ادا کردہ ٹیکس پر بھی ٹیکس دیتا ہے۔ (دس روپے اور 10 روپے پر 20 فی صد) ٹیکس پر ٹیکس دینے کی وجہ سے صارف کے ذریعے ادا کردہ قطعی قیمت پر اضافہ ہوجاتا ہے۔

نئے جی ایس ٹی نظام کے تحت ایک مخصوص چیز/ سروس پر ٹیکس کی صرف ایک شرح لگے گی نیز یہ تمام ریاستوں میں ایک سی ہوگی۔ اس کے علاوہ ہر ایک اشیاء ساز/فروخت کنندہ/ کاروباری ادارہ ان پٹ ٹیکس کریڈیٹ (آئی ٹی سی) کے نام سے جانی جانے والی ایک اسکیم کے فوائد حاصل کرسکے گا۔ گزشتہ تصویر سے اس بات کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔ جب بی 110 روپے کی مالیت کی چیز خریدتا ہے تو اس میں 10 روپے کی ٹیکس ادائیگی بھی شامل ہوتی ہے۔ جب اے خریدار (اس معاملے میں بی) کی تفصیلات کے ساتھ حکومت کے پاس یہ رقم جمع کرتا ہے تو بی کو 10 روپے کا ایک ٹیکس ان پٹ کریڈیٹ ملے گا۔ جب بی 130 روپے کی قیمت پر سی کو قطعی طور سے وہ چیز فروخت کرتا ہے تو ٹیکس کی رقم 13 روپے ہوتی ہے جو 'بی' کو حکومت کے پاس جمع کرنی ہے (اب 10 فی صد کی شرح سے یکساں جی ایس ٹی) لیکن چوں کہ بی کو پہلے ہی دس روپے کا ایک ٹیکس کریڈیٹ ملا ہے تو اسے صرف تین روپے زائد دینے ہوں گے۔ اس طرح جب کہ جی ایس ٹی سے غیر براہ راست ٹیکس کا معاملہ زیادہ سادہ نیز ریاستوں میں یکساں ہوجاتا ہے۔ آئی ٹی سی نظام سے کل ٹیکس کم ہوجاتا ہے نیز کاروبار کے مجموعی اخراجات میں کمی آتی ہے۔

ایک صارف کے لئے جی ایس ٹی کے امکانی فوائد / حتمی اثرات کیا ہیں:

صارفین پر دو مختلف طریقوں سے جی ایس ٹی کے اثرات پڑسکتے ہیں۔ اول جی ایس ٹی کا براہ راست اور فوری اثر ہر ایک چیز اور سروس پر ٹیکس کیا یک نئی موثر شرح کی صورت میں ہوگا۔ جی ایس ٹی سے پہلے کی مدت کے مقابلے میں ٹیکس کی نئی موثر شرحیں کتنی مختلف ہیں، اس کی بنیاد پر اسی کے مطابق قیمتوں میں اضافہ یا کمی ہوگی۔ دوئم جی ایس ٹی کا ایک غیر براہ راست اثر جس کے صرف درمیانہ سے طویل مدت میں نظر آنے کا امکان ہے، پیداوار اور سپلائی کے سلسلے کے عمل میں تبدیلیوں کی وجہ سے آسکتا ہے۔ ان دونوں امکانی اثرات پر ذیل میں ز یادہ تفصیل سے تبادلہ خیالات کیا گیا ہے۔

جی ایس ٹی کے تحت ہر ایک چیز یا سروس ٹیکس کی شرح کے چار مقررہ سلیبوں یعنی 5 فی صد، 12 فی صد، 18 فی صد اور 28 فی صد سے مشروط ہوگی یا اسے ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہوگا۔ جی ایس ٹی سے پہلے کی مدت کے مقابلے ٹیکس کی موثر شرح میں ایک فرق چیز/سروس کو مختلف سلیبوں میں رکھے جانے کی وجہ سے آسکتا ہے۔ مثلاً چیز X تیار کی جاتی ہے اور صارف کو براہ راست فروخت کی جاتی ہے۔ پہلے والے نظام کے تحت قطعی فروخت سے پہلے لگائے گئے ٹیکس ایکسائز محصول، ریاستی ویٹ، داخلہ ٹیکس وغیرہ تھے۔ فرض کیجئے کہ اس طرح کے تمام ٹیکسوں کی مجموعی رقم 15 فی صد ہوتی ہے۔ اگر جی ایس ٹی کے تحت اس چیز کو 18 فی صد کے سلیب میں رکھا جائے تو یہ مہنگی ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر اسے 12 فی صد یا 5 فی صد کے سلیب میں رکھا جاتا ہے تو یہ چیز سستی ہوجائے گی۔ اس بات کو ذہن میں رکھا جانا چاہئے کہ ریاستوں میں شرحوں میں پچھلے فرق کی وجہ سے اس بات کا امکان ہے کہ ایک مخصوص چیز/سروس ایک ریاست میں سستی ہوجائے جب کہ وہ ایک دوسری ریاست میں مہنگی ہوجائے۔

جی ایس ٹی کے تحت زرعی اور خوراک کی مصنوعات مثلاً اناج دالوں، پھلوں، سبزیوں، اور دودھ کو تعلیم اور صحتی دیکھ بھال کے ساتھ مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مجموعی طور سے ان سب پر ایک اوسط کنبے کے تقریباً 40 تا 45 فی صد اخراجات آتے ہیں جیسا کہ اشیائے صرفہ کی قیمتوں کے عدد اشاریے سے اندازہ لگایا گیا ہے جب کہ دیگر ضروری اشیاء مثلاً کوئلے، چینی، خوردنی تیل، کافی کو پانچ فی صد اخراجات میں رکھا جاتا ہے لیکن خدمات کے لئے معیاری شرح کو 18 فی صد رکھا گیا ہے جو جی ایس ٹی

سے پہلے کی 14 تا 15 فی صد کی شرح سے زیادہ ہے۔ جی ایس ٹی سے پہلے کی مدت میں ٹیکسوں کی کثرت اور کثیر مرحلوں میں لگانے کی وجہ سے انفرادی چیز/سروس کے لئے ٹیکس کی موثر شرح میں صحیح تبدیلی کا حساب لگانا قدرے مشکل ہے۔ تاہم کچھ ماہرین اقتصادیات نے اندازہ لگایا ہے کہ اجمالی نظریے سے 50 فی صد اشیاء پر ٹیکس وہی رہے گا، 30 فی صد اشیاء پر ٹیکس کم ہوجائے گا جب کہ 20 فی صد اشیاء پر ٹیکس میں فی الواقع اضافہ دیکھنے میں آ سکتا ہے۔

ایک اور طریقہ جس میں ٹیکس کی موثر شرح بدل سکتی ہے، ان پٹ ٹیکس کریڈیٹ کی اسکیم ہے۔ جیسا کہ اور وضاحت کی گئی ہے، اس عمل سے ٹیکس کے موثر کل وقوع کم کرکے اشیاء سازوں/ فروخت کنندگان کے مجموعی اخراجات میں کمی آتی ہے۔ توقع ہے کہ اخراجات میں اس کمی سے بالآخر صارفین کے ذریعے ادا کردہ قطعی قیمت میں کمی آئے گی۔ صارفین کو کم کئے گئے اخراجات کے فوائد نہ پہنچانے والی کمپنیوں سے نمٹنے کے لئے حکومت نے بیجا منافع خوری مخالف قواعد کے نام سے جی ایس ٹی بل میں ایک دفعہ شامل کی ہے جس سے کمپنیوں/کاروباری اداروں کے لئے یہ بات لازمی ہوجاتی ہے کہ وہ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کی وجہ سے اخراجات میں آنے والی کسی بھی کمی کا فائدہ قیمتوں میں تناسبی کمی کی صورت میں صارف کو پہنچائیں۔ لیکن یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ مصنوعات پر موجودہ ایم آر پی کی منطقی چیلنجوں جیسی وجوہات کے سبب قیمتوں میں فی الواقع کمی آئے گی جو کہ کم سے کم فوری طور سے مشکل ہوسکتی ہے۔

ٹیکس کی امکانی طور سے کم یا جوں کی توں موثر شرحوں کے باوجود متعدد ماہرین اقتصادیات اور مبصرین مستقبل قریب میں افراط زر میں اضافے کی پیش بینی کرتے ہیں۔ اس پیش گوئی کے پیچھے دو ممکنہ وجوہات ہوسکتی ہیں۔ دیگر ملکوں مثلاً جاپان، آسٹریلیا، کناڈا کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد افراط زر میں اضافہ ہوا تھا نیز ملتی جلتی صورت حال ہندوستان میں بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ قیمتوں میں دیگر امکانی اضافہ خاص طور سے چھوٹے اور درمیانہ کاروباری اداروں کے لئے عمل آوری کے زیادہ اخراجات کی وجہ سے ممکن ہے۔ اس بات سے ہم اگلے جزو کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ پیداوار، کاروباروں اور سپلائی کے سلسلے کے عمل پر جی ایس ٹی کے اثر کی وجہ سے صارفین جی ایس ٹی سے کیسے متاثر ہوسکتے ہیں۔

جی ایس ٹی کا ایک وسیع طور سے تبادلہ خیالات کردہ پہلو چھوٹے اور درمیانہ کاروباری اداروں پر اس کا اثر ہے۔ اس وقت ہندوستان میں کاروباری اداروں کی ایک غیر متناسب طور سے بڑی تعداد غیر رسمی معیشت کے تحت کام کرتی ہے جس کا بنیادی طور سے مطلب یہ ہے کہ وہ ضابطے اور ٹیکس بندی کی ذمہ داریوں سے بچتے ہیں۔ حالاں کہ اس گریز یا چوری سے اس طرح کے اداروں کو مجموعی اخراجات کو کم رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ لیکن ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے نظام کے تحت ایک ادارہ اس کا فائدہ صرف تب ہی حاصل کرسکتا ہے جب وہ اس ادارے سے مال خریدتا ہے جو جی ایس ٹی نیٹ ورک کے ساتھ اندراج شدہ ہے نیز اس نے اسی کے مطابق ٹیکس بھی ادا کئے ہیں۔ اس اہتمام کی وجہ سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ ایک خریدار صرف اسی فروخت کنندہ سے مال خریدے گا جس نے جی ایس ٹی کی عمل آوری کی ہے نیز اس کے نتیجے میں ضوابط سے باہر ماضی میں چلنے والے کاروباری اداروں کی ایک بڑی تعداد اندراج کراسکتی ہے اور راس واسطے ضابطے اور ٹیکس بندی کے مناسب اخراجات برداشت کرسکتی ہے۔ موجودہ ضوابط پر پہلے ہی سے عمل کرنے والے کاروباری اداروں کے لئے بھی کم سے کم ابتدائی مرحلے میں جی ایس ٹی نیٹ ورک میں منتقلی کے اخراجات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ جب کہ اوپر کی طرف اس میں حکومت کے لئے ٹیکس کی بنیاد اور مجموعی ٹیکس آمدنی میں اضافہ کرنے کی کافی صلاحیت ہے جس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس سے اخراجات کے وابستہ مجموعی ڈھانچے پر کتنا اور کس طرح اثر پڑتا ہے، اس سے متناسب طور سے قیمتوں میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔

آخر میں جی ایس ٹی کا ایک اور بڑا اثر سامان کی نقل وحمل، خاص طور سے بین ریاستی نقل وحمل پر پڑنے کا امکان ہے۔ ریاستی سرحد کی چنگیوں پر منظوری کے منتظر ٹرکوں کی دیکھی جانے والی ایک لمبی قطار ایک عام معاملہ تھی لیکن جی ایس ٹی کی وجہ سے ریاستوں میں ٹیکس کی شرحیں یکساں ہوجانے سے توقع ہے کہ یہ قطاریں غائب ہوجائیں گی۔ پہلے ہی یہ مضمون لکھنے کے وقت 22 ریاستوں کی بلا رکاوٹ نقل وحمل سے ٹرانسپورٹیشن کے اخراجات کے لحاظ سے نیز وقت کی ضرورت کے لحاظ سے نمایاں کمی آئے گی۔ اس طرح سے مجموعی اخراجات میں کمی آئے گی۔

اختتامی خیالات

جی ایس ٹی کو آزاد ہندوستان میں سب سے بڑی ٹیکس اصلاحات میں سے ایک اصلاح قرار دیا جارہا ہے۔ اس بات کی توقع کرنے کی معقول وجوہات ہیں کہ اس کے دوررس نتائج ہوں گے۔ ایک صارف کے تناظر سے اس بارے میں کچھ شبہات ہیں کہ جی ایس ٹی سے قیمتوں کی مجموعی سطح کیسے بدلے گی کیوں کہ اس کو کم کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں ایسے عناصر ہیں جو دونوں طرف سے کام کررہے ہیں۔ سپلائی کے سلسلے میں بہتری، سامان کی ایک بڑی باسکٹ کے لئے ٹیکس کی موثر کم شرحیں اور ان پٹ ٹیکس کریڈٹ وہ عناصر ہیں جن سے قیمتوں کی سطح میں کمی آنی چاہئے۔ اس کے برخلاف خدمات کے لئے ٹیکس کی موثر شرحوں نیز خاص طور سے چھوٹے اور درمیانہ کاروباری اداروں کے لئے عمل آوری کے زیادہ اخراجات سے قیمتوں میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ متصادم جانبوں پر عناصر کی موجودگی کی وجہ سے مستقبل قریب میں قیمتوں کی سطح کے بارے میں پیشین گوئی کرنے کا کام مشکل ہوجاتا ہے۔ جب کہ ان دیگر ملکوں سے موازنہ کرنا تحفہ دلانے کے مترادف ہے جو پہلے ہی جی ایس ٹی کا نفاذ کرچکے ہیں، ان میں سے کوئی بھی ملک اتنا گوناگوں اور کثیر سطح والا نہیں ہے، جتنا کہ ہندوستان ہے۔ جی ایس ٹی کے ذریعے ہٹائی جارہی نظام کی پیچیدگی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اس پس منظر کے برخلاف یہ دیکھا جانا باقی رہتا ہے کہ ان تمام عناصر کا تفاعل کیسے کامیاب ہوتا ہے نیز جی ایس ٹی بالآخر صارفین کو کیسے متاثر کرتا ہے۔

☆☆☆

دانش اے ہاشم/ ورشا کماری

اشیاء اور خدمات ٹیکس

ملک میں سب سے زیادہ اہم ٹیکس اصلاح کے ایک بڑے لمبے سفر سترہ سالہ سفر کے بعد جس میں مذاکرے، تبادلہ خیالات، میٹنگیں، صلاح مشورے او راختلافات کے دور ضروری ہو گئے تھے، بالآخر سامان او رخدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) یکم جولائی 2017 کو ہندوستان میں نافذ ہو گیا ہے۔ یہ سفر اٹل بہاری واجپئی حکومت کے دوران 2000 میں شروع ہوا تھا جس میں ایک جی ایس ٹی ماڈل تجویز کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی اور اس کے بعد 2003 میں شروع ہوا تھا جس میں ایک جی ایس ٹی ماڈل تجویز کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی اور اس کے بعد 2003 میں وجے کیلکر کی صدارت میں ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی تھی۔ تب سے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا گیا ہے اور مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں کے ساتھ مسلسل طور سے کام کرتی رہی ہے تاکہ اس کے جلد از جلد نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔

جی ایس ٹی کے نفاذ سے ہندوستان جرمنی، اٹلی، برطانیہ، جنوبی کوریا، جاپان، کناڈا، آسٹریلیا، روس، چین، سنگاپور اور ملیشیا سمیت ان 160 سے کچھ زیادہ ملکوں کی انجمن میں شامل ہو گیا ہے کہ جنہوں نے ایک جی ایس ٹی/ وی اے ٹی نظام شروع کیا ہے۔ فرانس وہ پہلا ملک تھا جس نے ٹیکس کی چوری کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے کافی پہلے 1954 میں ایک جی ایس ٹی نظام شروع کیا تھا۔ ہندوستان میں جی ایس ٹی کی شروعات کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں ملک کی درجہ بندی کو بہتر بنانے کی سمت میں ایک بڑا قدم ہے۔ اس وقت ہندوستان کاروبار کرنے سے متعلق عالمی بینک کی رپورٹ 2017 میں 190 ملکوں میں سے 130ویں مقام پر ہے۔

جی ایس ٹی کا ادراک

جی ایس ٹی اشیاء ساز سے صارف کے لئے سامان اور خدمات کی سپلائی پر منزل مقصود پر مبنی ایک واحد ٹیکس ہے جس نے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے لئے جانے والے کثیر غیر براہ راست ٹیکسوں کی جگہ لی ہے۔ اس طرح ملک سے ملک ایک متحدہ مارکیٹ میں بدل گیا ہے (ٹیبل 1)۔ توقع ہے کہ جی ایس ٹی سے کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بہتری آئے گی، ٹیکس عمل آوری بہتر ہوگی، ٹیکس پر ٹیکس کا سلسلہ ختم کر کے ٹیکس کا بوجھ کم ہوگا، ٹیکس کے نظم ونسق میں بہتری آئے گی، ٹیکس کی چوری میں کمی آئے گی، معیشت کا منظّم حصہ وسیع تر ہوگا او رسرکاری خزانے کے لئے ٹیکس سے ہونے والی آمدنیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس سے صنعتی مصنوعات کے لئے ادائے کئے جانے والے ٹیکسوں میں بھی کمی آئی ہے جو پہلے 25 تا 28 فی صد کی اوسط شرح سے کم ہو کر اب 18 فی صد ہو گئے ہیں۔

جی ایس ٹی کا مقصد مرکز اور ریاستوں کے 17 غیر براہ راست ٹیکسوں (آٹھ مرکزی اور نو ریاستی سطح کے) کی جگہ جی ایس ٹی لگانا، کثیر ریٹرن داخل کرنے کی ضرورت ختم کرنا اور صارفین کے لئے اشیاء سازوں سے سپلائی کے سلسلے کے ساتھ سامان اور خدمات پر ٹیکس کو معقول بنانا ہے۔ جی ایس ٹی بالترتیب مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے سابقاً لئے گئے محصولات کو شامل کرتے ہوئے مرکزی جی ایس ٹی (سی جی ایس ٹی) اور ریاستی جی ایس ٹی) (ایس جی ایس ٹی) پر مشتمل ہے۔ جی ایس ٹی (سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی) مالیت میں اضافے کے ہر ایک مرحلے پر لیا جاتا ہے۔ سپلائی کے سلسلے میں حتمی ڈیلر اضافہ شدہ جی ایس ٹی کو صارف کے لئے منتقل کر دیتا ہے، جس سے جی ایس ٹی منزل مقصود پر

ڈاکٹر دانش اے ہاشم نئی دہلی میں واقع کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی) میں کاروبار اور اقتصادی امور کے شعبے کے سربراہ ہیں۔
محترمہ ورشا کماری مذکورہ بالا شعبہ میں ایک مشیر ہیں۔
Danish_hashim@yahoo.com
varshak.kumari44@gmail.com

بنی کھپت کا ایک ٹیکس بن جاتا ہے۔ مالیاتی سلسلے کے ہر ایک مرحلے پر ان پٹ کریڈٹ سے استفادہ کرنے کے اہتمام سے جی ایس ٹی کے تحت ٹیکس پر ٹیکس کے اثر سے بچنے میں مدد ملتی ہے جس سے توقع ہے کہ اشیاء کی قیمتوں میں کمی آئے گی اور صارفین کو فائدہ ہوگا۔ پہلے والے نظام میں ٹیکس پر ٹیکس ایک بڑا مسئلہ تھا جس سے پیداوار کی لاگت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مثال کے طور پر ایک اشیاء ساز کو سو روپے کی ایک قمیض پر بارہ روپے کا مرکزی ایکسائز محصول دینا ہوتا تھا۔ اگلی سطح پر ریاستی حکومت سو روپے کی بجائے 112 روپے پر 15 فی صد کا ویٹ لیتی تھی۔ اس طرح یہ ٹیکس پر ٹیکس کا معاملہ ہو جاتا تھا۔

ریاستی سرحدوں کے پار سامان اور خدمات کے بلا رکاوٹ نقل و حمل کے سلسلے میں سہولت مہیا کرتے ہوئے جی ایس ٹی سے بین ریاستی لین دین پر ٹیکس کی رکاوٹ ختم ہوگئی ہے۔ یہ کام مرکز کے ذریعے لئے جانے والا ایک مربوط جی ایس ٹی (آئی جی ایس ٹی) شروع کر کے نیز بین ریاستی منتقلیوں کے معاملے میں دو جگہوں پر ٹیکس ادا کرنے کی ضرورت ختم کر کے کیا گیا ہے۔ عمل آوری کے کام کو آسان بنانے کے علاوہ اس سے توقع ہے کہ ریاستی سرحدوں پر چنگیوں پر لین دین کرنے کے سلسلے میں ٹرکوں کے ذریعے لئے جانے والے وقت کی بچت کر کے لین دین کے اخراجات میں کمی لانے میں مدد ملے گی جس میں ایک اندازے کے مطابق ٹرکوں کے گزرنے کا تقریباً 60 فی صد وقت صرف ہو جاتا ہے۔

جی ایس ٹی 5، 12، 18 اور 28 فی صد کا ایک چار سطحی ٹیکس ڈھانچہ ہے جس میں لازمی اشیاء کے لئے کم سے کم شرحیں ہیں اور عیش و عشرت کے سامان کے لئے سب سے زیادہ شرحیں ہیں جن پر ایک اضافی محصول بھی ہے تاکہ غیر براہ راست ٹیکس کی آمدنی کے سلسلے میں کسی بھی نقصان کے لئے ریاستوں کی تلافی کی جائے۔ اشیائے صرفہ کی قیمتوں کے عدد اشاریے (سی پی آئی) کی باسکٹ میں تقریباً 30 تا 35 فی صد اشیاء استثنائی زمرے میں ہیں جس سے لازمی اشیاء کی قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنے میں مدد ملنی چاہیئے۔ سامان یا خدمات کی برآمدات کو ایک صفر درجہ بند سپلائی سمجھا جاتا ہے جس پر کوئی جی ایس ٹی نہیں لیا جاتا ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے بھی کوشش کی گئی ہے کہ مرکز اور یاستوں کے ذریعے ریوینو اکٹھا کرنے کا معاملہ نقصان دہ طور سے متاثر نہ ہو۔ جی ایس ٹی کے تحت تقریباً 60 فی صد سامان پر یا تو 18 فی صد یا 28 فی صد کے حساب سے نیز تقریباً 20 فی صد سامان پر 28 فی صد کی شرح سے ٹیکس لگایا جاتا ہے جن میں عیش و عشرت والی اور منفی اشیاء کے علاوہ چاکلیٹس، چیونگم، شیمپو، ڈیوڈورینٹ، پینٹ وغیرہ جیسی مصنوعات بھی شامل ہیں۔ بجلی محصول، اسٹمپ ڈیوٹی، الکحل مشروبات پر ایکسائز محصول اور ویٹ، پٹرولیم مصنوعات (مثلاً خام تیل، قدرتی گیس، پٹرول اور ڈیزل) فی الحال جی ایس ٹی کے دائرے سے باہر ہیں۔ صرف مستثنیٰ کردہ سامان کے سلسلے میں یا سالانہ 20 لاکھ روپے سے کم کے کاروبار والے کاروباری سودوں کو بھی جو بین ریاستی سپلائز نہیں کر رہے ہیں، جی ایس ٹی کے لئے ریٹرن داخل کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

جی ایس ٹی سے زیادہ تر مختصر مدت میں بڑے شعبوں (مثلاً صارفین کی پائیدار اشیاء، تعمیراتی سامان اور ایف ایم سی جی) کی قیمتوں/اخراجات پر صرف برائے نام اثر پڑے گا کیوں کہ ان پر ٹیکس کی شرحیں زیادہ تر پہلے کے موثر ٹیکس وقوع کے مطابق ہیں۔ ایف ایم سی جی پر اثر ہر ریاست کے لحاظ سے مختلف ہوگا جس کی وجہ ریاستوں میں ویٹ کی پہلے والی شرحوں میں فرق ہے۔ پہلے والے جی ایس ٹی کے زیادہ وقوع والے کاروباروں کو (سامان کی بین ریاستی نقل و حمل کے سبب) تقریباً 2 فی صد کی حد تک فائدہ ہوگا۔ موٹر گاڑیوں کے شعبے کے لئے ٹیکس کی بچت نسبتاً زیادہ ہے کیوں کہ ٹیکس کا وقوع پہلے والے زائد از 50 فی صد سے کم ہو کر اب 43 فی صد (28 فی صد جی ایس ٹی اور 15 فی صد محصول) ہو گیا ہے۔ مجموعی طور سے موٹر گاڑیوں اور ایف ایم سی جی کے شعبوں میں جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد کم قیمتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔

کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں جی ایس ٹی کا اثر

غیر براہ راست ٹیکس کی عمل آوری کے سلسلے میں پریشانی اور مشکل والے مخصوص شعبوں کو اجاگر کرتے ہوئے جس سے ہندوستان میں کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں نقصان دہ طور سے اثر پڑتا ہے۔ سی آئی آئی۔ کے پی ایم جی کے ذریعے ایک مطالعہ (2014) میں یہ پایا گیا ہے کہ کمپنیوں کو ویٹ کے رجسٹریشن، ایکسائز، کسٹمز اور سروس ٹیکس، سامان کی نقل و حمل، ٹیکس حکام سے نمٹنے، ٹیکس تنازعات کا تصفیہ

نمبر شمار	مرکزی حکومت	ریاستی حکومتیں
1	مرکزی ایکسائز محصول	ریاستی ویٹ
2	ایکسائز محصولات (طبی اور بیت الخلائی تیاری)	مرکزی فروخت ٹیکس
3	اضافی ایکسائز محصولات (خصوصی اہمیت کا سامان)	عیش و عشرت کا ٹیکس
4	اضافی ایکسائز محصولات (کپڑا اور کپڑے کی مصنوعات)	داخلہ ٹیکس (تمام شکلیں)
5	اضافی کسٹمز محصولات (سی وی ڈی)	تفریح ٹیکس (اس کو چھوڑ کر جب مقامی اداروں کے ذریعے لیا گیا ہے)
6	خصوصی اضافی کسٹمز محصول (ایس اے ڈی)	اشتہارات پر ٹیکس
7	سروس ٹیکس	خریداری ٹیکس
8	مرکزی سرچارج اور محصولات جہاں تک ان کا تعلق سامان اور خدمات کی سپلائی سے ہے	لاٹریوں، جوئے بازی اور شرط لگانے پر ٹیکس
9		ریاستی سرچارج اور محصولات، جہاں تک ان کا تعلق سامان اور خدمات کی سپلائی سے ہے۔

ماخذ: سی بی ای سی

کرنے، ٹیکس ترغیبات سے فائدہ اٹھانے اور بروقت ٹیکس ریفنڈ حاصل کرنے کے سلسلے میں کافی مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ گزشتہ نظام میں ریاستیں ٹیکس کی زیادہ شرحیں عائد کررہی تھیں جس کے نتیجے میں ٹیکس کی زیادہ شرحوں کی وجہ سے ریاستوں میں کئے جانے والے کاروباروں کا نقصان ہورہا تھا۔ ریاستی سرحدوں سے پار سامان کی منتقلی میں عمل آوری کے اخراجات کے علاوہ دونوں ریاستوں میں ٹیکسوں کی ادائیگی شامل تھی۔ ریاستوں میں ٹیکسوں میں عدم یکسانیت ہونے کی وجہ سے کاروباری فیصلوں کے سلسلے میں تذبذب اور الجھن پیدا ہوئی تھی۔ سامان اور خدمات پر لئے جانے والے ٹیکسوں کے لئے مالیاتی سلسلے کے گزشتہ مرحلوں میں ادا کردہ ٹیکسوں پر رعایات کے سلسلے میں واضح نظام نہیں تھا جس کے نتیجے میں ٹیکس پر ٹیکس دینا پڑ رہا تھا۔

جی ایس ٹی کے موثر نفاذ کے نتیجے میں ان تمام مسائل کا ازالہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سے ٹیکس عمل آوری آسان ہوگی، سامان کی بین ریاستی نقل و حمل کے سلسلے میں پابندیوں اور رکاوٹوں میں کمی آئے گی، ٹیکس کا بوجھ کم ہوگا، ٹیکس ریفنڈس کی بروقت حصولی کے سلسلے میں سہولت مہیا ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے نتیجے میں اس سے کاروبار کرنے سے متعلق عالمی بینک کی رپورٹ میں ٹیکس ادا کرنے کے سلسلے میں ملک کی عالمی درجہ بندی کو تیزی سے بہتر بنانے میں بھی مدد ملے گی جس میں ملک کا درجہ 190 معیشتوں میں سے 172واں دکھایا گیا ہے۔

کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں جی ایس ٹی کے کچھ بڑے فوائد حسب ذیل ہیں:

☆آسان تر عمل آوری: ٹیکس کے گزشتہ نظام میں کاروباری اداروں کو کثیر ٹیکسوں کے لئے متعدد ریٹرن داخل کرنے پڑتے تھے۔ کثیر حکام کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور مختلف غیر براہ راست ٹیکسوں کے تعین کے لئے طویل نوکرشاہانہ تاخیرات برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ تمام غیر براہ راست ٹیکسوں کو ایک واحد ٹیکس میں ضم کرکے جی ایس ٹی نے کاروباروں کے لئے عمل آوری کو کہیں زیادہ آسان بنادیا ہے۔ جی ایس ٹی نیٹ ورک (جی ایس ٹی این) کے آئی ٹی پلیٹ کا استعمال کرکے ٹیکس دہندگان ٹیکس عہدیداران کے ساتھ تفاعل کئے بغیر کسی بھی جگہ سے کسی بھی وقت آن لائن اندراج کراسکتے ہیں، ریٹرن داخل کرسکتے ہیں، ادائیگیاں کرسکتے ہیں اور ریفنڈس کے لئے دعوی کرسکتے ہیں۔ جی ایس ٹی این مرکز اور ریاستوں کے درمیان ایک مشترکہ آئی ٹی بنیادی ڈھانچہ ہے جو جی ایس ٹی کے آسانی سے کام کے لئے قابل بھروسہ اور موثر آئی ٹی بیک بون فراہم کرتا ہے، اس سے عمل آوری کا کام آسان تر، شفافیت، تیز تر اور بغیر کاغذ والا ہوجاتا ہے نیز کاروبار کی زیادہ پیداواریت اور اثر پذیری کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

☆**سامان کی آسان تر بین ریاستی نقل و حمل**: ٹرانسپورٹ گاڑیوں کو مختلف ریاستوں میں چنگیوں پر ٹیکس ادا کرنے کے لئے سامان کی بین ریاستی نقل و حمل کے دوران اس سے پہلے حد سے زیادہ تاخیر ہوتی تھی۔ جی ایس ٹی سے داخلہ ٹیکس اور چنگی محصول سمیت متعدد غیر براہ راست ٹیکسوں کو یکجا کرکے یہ ضرورت ختم ہوگئی ہے۔ اس سے کاروباروں کے لئے لوجسٹکس اخراجات (پیسے اور وقت کے لحاظ سے) نیز صارفین کے لئے قیمتوں میں کمی آئے گی۔ تمام ریاستی سرحدوں میں جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد چنگیوں کو ختم کردیا گیا ہے نیز اس بات کا بھی ثبوت ملا ہے کہ ٹرکوں کے سفری وقت میں نمایاں طور سے کمی آئی ہے۔

☆**سب کے لئے واحد تفاعلی**: جی ایس ٹی این میں ٹیکس حکام کے ساتھ ٹیکس دہندگان کے ایک واحد تفاعل نیز اختلافات اور عدم مطابقتیں دور کرنے کے لئے ایک واحد پلیٹ فارم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تمام متعلقہ معلومات تک سپلائروں، خریداروں اور ٹیکس حکام کی رسائی ہونے کی وجہ سے ان وائسز کو مطابق کرنے اور ملانے کا کام آسان تر ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ کریڈٹ کا فائدہ اٹھانے کی غرض سے ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے لئے تمام ان وائسز کو ملائے جانے کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے خود بخود خریداروں پر ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ سپلائر وقت پر ریٹرن داخل کریں اور ٹیکس ادا کریں۔

☆**ٹیکس کے بوجھ میں کمی**: پہلے والے نظام کے برخلاف جی ایس ٹی میں خام مال اور سازوسامان پر ان ٹیکسوں پر کریڈٹ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے جو مالیاتی سلسلے کے گزشتہ مرحلوں میں لگائے گئے ہیں جس سے ٹیکس پر ٹیکس لگانے کا معاملہ کم ہوجاتا ہے۔ چوں کہ ایک اشیاء ساز اب مصنوعات کی کل لاگت کی بجائے عمل کے ایک مقررہ مرحلے میں صاف مالیت پر مبنی ٹیکس ادا کرتا ہے۔ اس لئے ٹیکس کا بوجھ کم ہوجائے گا۔

☆**مشترک مارکیٹ کا قیام**: اشیاء ساز خام مال کے ذریعے اشیاء سازی اور گودام کی سہولیات کے جائے وقوع اور پیداوار کی فروخت کے سلسلے میں زیادہ معقول فیصلے کرسکیں گے کیوں کہ ہندوستان جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد ایک بڑی مشترک مارکیٹ بن گیا ہے۔ عمل کے سلسلے میں یکسانیت نیز مرکزی کردہ رجسٹریشن کی وجہ سے ریاستوں میں کاوربار وں کی توسیع زیادہ آسان ہوجائے گی۔

☆**برآمداتی مقابلہ جاتی صلاحیت میں اضافہ کرنا**: ٹیکس کے گزشتہ نظام میں ہم نے دہرے ٹیکس کی وجہ سے ٹیکسوں کے ایک حصے کی برآمدات کرتے تھے جس کی وجہ سے نیز ٹیکس عمل آوری سے متعلق لین دین کے زیادہ اخراجات کی وجہ سے عالمی مارکیٹ میں ہندوستان کی مقابلہ جاتی صلاحیت کم ہوگئی تھی۔ کاسکیڈنگ ٹیکسوں (ٹیکس پر ٹیکس) سے گریز کرتے ہوئے نیز ٹیکس عمل آوری کا بوجھ کم کرتے ہوئے جی ایس ٹی سے برآمدات کو فروغ دینے میں مدد ملنی چاہئے جیسا کہ نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا سمیت متعدد معیشتوں میں ہوا ہے۔ مثال کے طور پر نیوزی لینڈ میں 1986 میں جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد اگلے ہی سال میں اس کی برآمدات میں 22 فی صد سے زیادہ کا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

☆**وسائل کی تخصیص کے سلسلے میں جانب داری کو کم کرنا**: کاروبار کے سلسلے میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ دیگر غیر براہ راست عناصر/فوائد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ٹیکس کی

سازگار عمل آوریوں اور شرحوں کی پیش کش کرتے ہوئے ایک ریاست اور شعبے کے سلسلے میں وسائل کی تخصیص کی جائے۔ اس کے نتیجے میں وسائل کی تخصیص اور سپلائی کے سلسلے میں غلط بیانیاں ہوتی ہے اور فرم کی مجموعی مقابلہ جاتی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔ جی ایس ٹی سے ملک میں کاروبار کرنے کے سلسلے میں مدد کرکے کاروبار کے جائے

پیسے کی بچت بھی ہورہی ہے۔ ایم ایس ایم ای کو جی ایس ٹی کے تحت ٹیکسوں پر ان پٹ کریڈٹ کے اہتمام سے بھی فائدہ ہوگا جس سے وہ زیادہ مقابلہ جاتی بن جائیں گے۔

آگے کا راستہ

جی ایس ٹی میں کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بہتری لانے، اشیاء سازوں اور صارفین دونوں کے

وقوع کے لحاظ کے بغیر عمل آوریوں اور شرحوں میں شعبہ جاتی اور ریاستی فرق کو کم سے کم کرکے یہ مسئلہ حل ہوا ہے۔

☆**ایم ایس ایم ای کے لئے کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بہتری** : ٹیکس کے گزشتہ نظام میں پانچ لاکھ روپے کے سالانہ کاروبار والے ایم ایس ایم ای کو ویٹ کے لئے اندراج کرانا ہوتا تھا۔ کثیر ریاستی کاموں کے معاملے میں کاروبار اداروں کو ریاستوں میں ٹیکس کی مختلف شرحوں، قواعد اور طریقوں کی تعمیل کرنی ہوتی تھی۔ اس سے ایم ایس ایم ای پر عمل آوری کا زیادہ بوجھ پڑتا تھا بلکہ ان میں سے بہت سے ایم ایس ایم سی کو ٹیکس عمل آوری کے سلسلے میں مدد کرنے کے لئے پیشہ ور افراد کی خدمات حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔ جی ایس ٹی سے ریاستوں میں ٹیکس کا ایک یکساں، آن لائن تیز رفتار اور شفافیت نظم ونسق قائم ہوا ہے۔ عمل آوری زیادہ آسان ہوگئی ہے نیز

لئے ٹیکس کا بوجھ کم کرنے، سرکاری ٹیکس کی وصولی میں اضافہ کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ اصلاح معیشت کے تین بڑے ساجھے داروں کی زندگیوں کو جامع طور سے چھوتی ہے۔ صارفین، اشیاء ساز اور حکومت یہ امداد باہمی وفاقیت کے ایک مثالی جذبے میں تمام ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو بھی شامل کرتی ہے۔ تمام ساجھے داروں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور جی ایس ٹی کو سب کے لئے ہر حال میں مفید اور پائیدار منصوبہ بنانے کے سلسلے میں وزیر اعظم، نریندر مودی کی قیادت میں حکومت ہند کی تعریف کی جانی چاہئے۔ کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں جی ایس ٹی شروع کرنے کے مثبت اثرات کے بارے میں مشکل سے ہی کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ کاروباروں کے لئے براہ راست فوائد میں عمل آوری کے کم کردہ اخراجات، ٹیکس کے بوجھ میں کمی، ریاستوں میں سامان کی آسان ترنقل وحمل وغیرہ شامل

ہیں۔ اس طرح کی ایک جامع اصلاح پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کرنے کے بعد، اب جی ایس ٹی کو مسلسل طور سے اگلی سطح کے لئے مرتب کرنے کے سلسلے میں کوششیں کی جانی چاہئیں۔ ہمیں اب اپنی کوششوں کا رخ اس بات کو یقینی بنانے کی طرف کرنا چاہئے کہ جی ایس ٹی کثیر شرحوں کی موجودہ صورت حال اور متعدد قابل گریز استثنا کو ختم کرتے ہوئے اصلاح کے حقیقی معنوں میں ایک ملک، ایک ٹیکس کے عقیدے کو پورا کرے۔ صنعت اور دیگر متعلقین سے باقاعدہ ردعمل حاصل کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم اور نظام قائم کرنا بھی مفید ہوگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومتوں اور مقامی اداروں کو جی ایس ٹی سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کے مفاد میں مختلف غیر براہ راست ٹیکس بندی کی شکل میں اضافی محصولات لگانے سے روکنے کے لئے باور کرایا جانا چاہئے۔ جی ایس ٹی کے نیٹ کو وسیع کرنا نیز اس پلیٹ فارم میں شامل ہونے کے سلسلے میں غیر منظم شعبے کی حوصلہ افزائی کرنا ایک اور اہم مطمح نظر ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ سنگاپور اور ملیشیا کی طرح جہاں بالترتیب 7 فی صد اور 6 فی صد کے حساب سے جی ایس ٹی کی ایک واحد شرح ہے، ہندوستان کو ایک واحد شرح کی جانب تیزی سے آگے بڑھنا چاہئے۔ جو ممکن کم سے کم استثنات کے ساتھ، کم بھی ہو۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ آگے بڑھتے ہوئے اس ماڈل کو مختلف ریاستوں قائم کاروباروں کے لئے عمل کی تمام ریاستوں میں علاحدہ اندراج اور ٹیکس جمع کرنے کا معاملہ ختم کرنا چاہئے۔ ان جیسے اقدامات ہندوستان میں کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بہتری کے امکان میں مزید اضافہ کرنے نیز عالمی میدان عمل میں اس مجموعی مقابلہ جاتی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لئے ناگزیر ہیں۔ جو کہ حکومت کے ''ہندوستان میں بناؤ'' پروگرام کی کامیابی کے لئے اہم ہے۔ جی ایس ٹی کے نفاذ کے سلسلے میں طویل سفر پورا کرنے کے بعد ہمیں اب دنیا میں بہترین کے مساوی اس کے سب سے زیادہ موثر نفاذ کو یقینی بنانے کے سلسلے میں تیزی سے سفر شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

نسیم الدین

جی ایس ٹی اتنا اہم کیوں ہے؟

آخر کار حکومت کی مسلسل کوششوں کے بعد 30 جون 2017 کی نصف شب سے سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) لاگو ہو ہی گیا۔ پارلیمنٹ کے سنٹرل ہال میں ایک عظیم الشان تقریب میں اس کا اعلان کردیا گیا۔ اب جب کہ جی ایس ٹی لاگو ہوگیا ہے' لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا لازمی ہے کہ آخر کار جی ایس ٹی اتنا اہم کیوں ہے؟ اس کے نفاذ کے لئے حکومت نے کیوں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا؟ کیا اس سے مکمل طور پر تصویر بدل جائے گی؟ یہ سارے سوالات ہیں جو لوگوں کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ آزادی کے بعد سب سے بڑے ٹیکس اصلاحات کا عمل اشیاء اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) سے ایک ملک، ایک ٹیکس، ایک بازار کے مقصد کی تکمیل کے لئے راہ ہموار ہوگئی۔ اس سے انڈسٹری، حکومت اور صارفین سمیت تمام شراکت داروں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ اس سے سامان اور خدمات کی لاگت میں کمی آئے گی۔ معیشت کو فروغ حاصل ہوگا اور مصنوعات اور خدمات کو عالمی سطح پر مسابقتی بنائے گا۔ علاوہ ازیں اس سے ''میک انڈیا'' پہل کو بڑی تحریک ملے گی۔

جی ایس ٹی نظام کے تحت برآمدات مکمل طور سے زیرو ریٹیڈ ہوں گی، موجودہ نظام کے بالکل برعکس جہاں بعض ٹیکسوں کی واپسی ریاستوں اور مرکز کے درمیان بالواسطہ ٹیکسوں کی مختلف نوعیت کے سبب ممکن نہیں ہو پاتی ہے۔ جی ایس ٹی ہندوستان کو ایک عام ٹیکس شرح اور طریقہ کار کے ساتھ ایک مشترک بازار بنا دے گا۔ علاوہ ازیں یہ اقتصادی رکاوٹوں کو دور کردے گا۔ جی ایس ٹی بڑے پیمانے پر ٹیکنالوجی پر مبنی ہے اور بڑی حد تک یہ انسانی مداخلت کو کم کردے گا۔ امکان ہے کہ جی ایس ٹی سے ہندوستان میں آسان تجارت کے عمل میں بہتری آئے گی۔

زیادہ تر سامان کی سپلائی میں جی ایس ٹی کونسل کے ذریعہ منظور شدہ ٹیکس، مرکز اور ریاستوں کے ذریعہ عائد کردہ موجودہ مشترکہ بالواسطہ ٹیکس شرحوں (سنٹرل ایکسائز محصول کی شرح، مضمراتی سنٹرل ایکسائز ٹیکس شرح، مضمراتی کلیئرنس کے بعد سروس ٹیکس، ویٹ کی شرح، سی ایس ٹی کے اکاؤنٹ پر ایکسائزڈ ڈیوٹی اور ٹیکس واقع پر وسیع ویٹ، داخلہ ٹیکس وغیرہ) سے نہایت کم ہے۔

اس سے قبل عام بجٹ 18-2017 کے دوران وزیر مالیات ارن جیٹلی نے جی ایس ٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دینے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بجٹ تجاویز کی اہم توجہ اور زور، شرح نمو کو مہمیز کرنے، متوسط طبقے کو راحت فراہم کرنے، واجبی قیمت پر مکانات فراہم کرنے، کالے دھن کا سدباب کرنے، ڈیجیٹل معیشت کو فروغ دینے، سیاسی فنڈنگ کو شفاف بنانے اور ٹیکس انتظامیہ کو سہل بنانے پر مرکوز ہے۔ ملک کی مجموعی اقتصادی صورتحال پیش کرتے ہوئے مسٹر جیٹلی نے کہا کہ ہم بیشتر شکل میں ایک ایسا معاشرہ ہیں جہاں ٹیکس کی ادائیگی پوری طرح سے نہیں کی جاتی۔ 3.7 کروڑ ایسے افراد جنھوں نے 16-2015 میں اپنے ٹیکس ریٹرن داخل کیے تھے، ان میں سے صرف 24 لاکھ افراد نے اپنی آمدنی کو 10 لاکھ روپئے سے زائد ظاہر کیا تھا۔ ایسے افراد جنھوں نے اپنی آمدنی 5 لاکھ سے زائد ظاہر کی تھی، ان کی تعداد 76 لاکھ تھی، ان میں سے 56 لاکھ افراد کا تعلق تنخواہ دار طبقے سے ہے۔ ایسے افراد جنھوں نے اپنی آمدنی پورے ملک میں 50 لاکھ روپئے سے زائد ظاہر کی ہے، ان کی تعداد محض 1.72 لاکھ ہے جبکہ 1.25 کروڑ سے زائد کاریں گزشتہ 5 برسوں کے دوران فروخت ہوئی ہیں اور 2 کروڑ سے زائد افراد نے 2016 کے دوران غیر ممالک کا ہوائی سفر کیا تھا۔ وزیر مالیات کے خیال سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی تعداد میں وہ لوگ جو ٹیکس دینے کے مجاز ہیں' وہ بھی ٹیکس نہیں دیتے۔ اپنے عیش و آرام کے لئے ہر طرح کے اخراجات کرتے ہیں لیکن ٹیکس سے بچنے کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں۔ جی ایس ٹی اسی لئے اتنا اہم ہے کیوں کہ اب ٹیکس چوری کرنے والے کتنا ہی

مضمون نگار صحافت کی پیشہ سے وابستہ ھیں۔

بچنا چاہئے نہیں بچ پائیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ جی ایس ٹی ملک میں بالواسطہ ٹیکس نظام کی پوری تصویر کو بدل کر رکھ دے گا۔اس میں مرکزی اور ریاستی دونوں ٹیکس شامل ہوں گے۔عام معمول سے بالکل ہٹ کر جی ایس ٹی کا انتظام و انصرام مرکز اور ریاست دونوں ملکر کریں گے۔صدر جمہوریہ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جی ایس ٹی کا آغاز پوری قوم کے لئے ایک یادگاری لمحہ کی حیثیت رکھتا ہے۔یہ ذاتی طور پر میرے لئے بھی اطمینان اور سکون کا لمحہ ہے کیونکہ وزیر خزانہ کی حیثیت سے میں نے 22 مارچ 2011 کو آئینی ترمیمی بل کو متعارف کرایا تھا۔میں اس کے ڈیزائن اور نفاذ کے عمل سے نہایت قریب سے وابستہ تھا۔ مجھے ریاستوں کے وزرائے خزانہ کی بااختیار کمیٹی سے رسمی اور غیر رسمی طور پر 16 مرتبہ ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا۔ میں نے گجرات ، بہار، آندھرا پردیش اور مہاراشٹر کے وزرائے اعلی کے ساتھ متعدد بار ملاقات کی تھی۔ مجھے ان میٹنگوں کی بہت سی باتیں اور میٹنگوں میں اٹھائے گئے متعدد امور اور مسائل اب بھی یاد ہیں۔اس کام کی اہمیت اور وقعت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو کہ آئینی، قانونی، اقتصادی اور انتظامی جہات پر محیط ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی کے اس میں بے شمار متضاد مسائل تھے۔ اس کے باوجود میں نے ان میٹنگوں میں اور ریاستوں کے وزرائے خزانہ اور افسران کے ساتھ مختلف بات چیت میں محسوس کیا کہ ان میں سے زیادہ تر افراد تعمیری سوچ اور جی ایس ٹی کو شروع کرنے کے لئے زبردست جذبہ رکھتے تھے۔اس طرح مجھے پورا یقین تھا کہ جی ایس ٹی میں بھلے ہی وقت کے لحاظ سے کچھ تاخیر ہو سکتی ہے لیکن بالآخر یہ نافذ ہو کر رہے گا۔میرا اعتماد اس وقت پختہ ہو گیا جب 8 ستمبر 2016 کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور 50 فیصد ریاستی قانون ساز اسمبلیوں نے اس کو منظوری دے دی۔ مجھے آئینی (101 ویں ترمیم) ایکٹ کو منظوری دینے کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔

آئین میں ترمیم کے بعد، آئین کی دفعہ 279A کی تجاویز کی مطابق، جی ایس ٹی کونسل تشکیل دی گئی ہے۔ یہ کونسل جو مرکز اور ریاستوں کو جی ایس ٹی کے سلسلے میں اپنی جانب سے تمام تر شفارشات پیش کرنے کی ذمہ دار ہے،جن میں ماڈل قوانین، شرحیں، رعایات شامل ہیں، اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مرکز اور ریاستوں کا ایک مشترکہ فورم ہے اور اس سلسلے میں مرکز اور ریاستیں بغیر ایک دوسرے سے تعاون حاصل کئے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں لے سکتیں۔ اگر چہ کونسل کے سلسلہ میں آئین نے ایک واضح ووٹنگ نظام فراہم کیا ہے، تاہم، یہ قابل ذکر ہے کہ اب تک منعقدہ 19 میٹنگوں میں تمام تر فیصلے،کونسل میں اتفاق رائے سے ہی لئے گئے ہیں۔اس بات کے اندیشے پائے جاتے تھے کہ ہزاروں اشیا کے لئے شرحوں کا تعین، جی ایس ٹی کونسل کے ذریعہ کرنا ممکن بھی ہو سکے گا یا نہیں کیونکہ مختلف ریاستوں میں بہت فرق پایا جاتا ہے،کونسل نے خوشگوار طور پر اپنا کام مکمل کر کے سب کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ٹیکسیشن کے شعبے میں ایک نئے عہد کا آغاز، جو ہم ابھی چند منٹوں میں کرنے والے ہیں،مرکز اور ریاستوں کے مابین ایک وسیع اتفاق رائے کا نتیجہ ہے۔ یہ اتفاق رائے، ایسا تھا جس نے نہ صرف وقت لیا بلکہ اس کے لئے کوششیں بھی کرنی پڑیں۔یہ کوشش ان تمام افراد کی ہے جو مختلف سیاسی حلقوں سے متعلق ہیں اور جنہوں نے تنگ نظری پر مبنی مفادات کی نفی کرتے ہوئے قومی مفاد کو ترجیح دی ہے۔ یہ بھارتی جمہوریت کی پختگی اور دانش مندی کو ایک طرح کا خراج عقیدت ہے۔

مجھ جیسے شخص کے لئے بھی، جو ٹیکسیشن اور فائنانس کے معاملات سے قریبی طور پر وابستہ رہا ہے، تبدیلی کے امکانات، جن کے لئے ہم کوشاں رہے ہیں، وہ یقینی طور پر سانس روک کر نتائج کا انتظار کرنے سے متعلق ہیں۔ مرکزی آبکاری محصولات کی ایک طویل تاریخ رہی ہے۔ وزیر خزانہ کے طور پر میری مختلف مدت کار کے دوران، یہ ہمیشہ مرکزی خزانے میں سب سے بڑے تعاون کار کے طور پر شریک رہا ہے۔سروس ٹیکس نسبتا ابھی تازہ تازہ منظر عام پر آیا ہے تاہم مالیات کے شعبے میں اس نے بڑی تیزی سے نشو ونما پائی ہے۔گڈز اور سروسز ٹیکس کے دائرہ کار سے باہر چند اشیا کے علاوہ، یہ دونوں اب اضافی کسٹم محصولات، خصوصی اضافی کسٹم محصولات اور متعدد دیگر واجبات اور جرمانوں سمیت معدوم ہو جائیں گے۔ بین ریاستی فروخت پر عائد ہونے والا مرکزی فروخت ٹیکس، اُن اشیا پر عائد نہیں ہوگا جو ساز وسامان اور خدمات ٹیکس کے زمروں میں آتی ہوں گی۔ ریاستی سطح پر بھی واقع ہونے والی تبدیلی کوئی چھوٹی موٹی تبدیلی نہیں ہے۔ وہ بڑے ٹیکس جنہیں ختم کیا جارہا ہے وہ قدر و قیمت کے لحاظ سے عائد ہونے والے ، یا سیلس ٹیکس، داخلہ ٹیکس، اشتہارات پر عائد ہونے والے ٹیکس اور آسائش پر عائد ہونے والے ٹیکس ہیں جن کے ساتھ ریاستی سطح کے تفریحاتی ٹیکس اور متعدد دیگر محصولات اور واجبات شامل ہیں۔

جی ایس ٹی ہماری برآمدات کو مزید مسابقتی بنانے کے ساتھ ساتھ گھریلو صنعت کے لئے بھی زمین ہموار کرے گا اور یہ درآمدات کے ساتھ مسابقت کی اہل بن سکے گی۔ فی الحال چند بندشوں کی وجہ سے ہماری وبرآمدات میں اب بھی کچھ مضمراتی ٹیکس باقی ہیں جن کی بنیاد پر یہ قدر کم مسابقت کی حامل ہے، اسی طرح بندشوں کے منفی اثرات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھریلوں صنعت پر عائد ہونے والا مجموعی ٹیکس شفاف نہیں ہے۔ جی ایس ٹی کے تحت ٹیکس کا اطلاق شفاف ہوگا جس کے نتیجے میں برامدات پر عائد ہونے والا ٹیکس کا وزن یکسر ہٹ جائے گا اور درآمدات پر عائد ہونے والے گھریلو ٹیکس پوری طرح سے نافذ ہو سکیں گے۔

آزادی کے بعد سب سے بڑے ٹیکس اصلاحات کا عمل جی ایس ٹی سے ایک ملک۔ ایک ٹیکس۔ ایک بازار کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے راہ ہموار ہوگی۔ جی ایس ٹی سے انڈسٹری، حکومت اور صارفین سمیت تمام شراکت داروں کو فائدہ حاصل ہوگا۔اس سے سامان اور خدمات کی لاگت میں کمی آئے گی۔معیشت کو فروغ حاصل ہوگا اور مصنوعات اور خدمات کو عالمی سطح پر مسابقتی بنائے گا۔ علاوہ ازیں اس سے ''میک انڈیا'، پہل کو بڑی تحریک ملے گی۔

جی ایس ٹی نظام کے تحت برآمدات مکمل طور سے زیرو ریٹیڈ ہوں گی، موجودہ نظام کے بالکل برعکس جہاں بعض ٹیکسوں کی واپسی ریاستوں اور مرکز کے درمیان بالواسطہ ٹیکسوں کی مختلف نوعیت کے سبب ممکن

نہیں ہو پاتی ہے۔ جی ایس ٹی ہندوستان کو ایک عام ٹیکس شرح اور طریقہ کار کے ساتھ ایک مشترک بازار بنا دے گا۔ علاوہ ازیں یہ اقتصادی رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ جی ایس ٹی بڑے پیمانے پر ٹیکنالوجی پر مبنی ہے اور بڑی حد تک یہ انسانی مداخلت کو کم کر دے گا۔ امکان ہے کہ جی ایس ٹی سے ہندوستان میں آسان تجارت کے عمل میں بہتری آئے گی۔

زیادہ تر سامان کی سپلائی میں جی ایس ٹی کونسل کے ذریعہ منظور شدہ ٹیکس، مرکز اور ریاستوں کے ذریعہ عائد کردہ موجودہ مشترکہ بالواسطہ ٹیکس شرحوں (سنٹرل ایکسائز محصول کی شرح، مضمراتی سنٹرل ایکسائز ٹیکس شرح، مضمراتی کلیئرنس کے بعد سروس ٹیکس، ویٹ کی شرح، سی ایس ٹی کے اکاؤنٹ پر ایکسائز ڈیوٹی اور ٹیکس واقع پر وسیع ویٹ، داخلہ ٹیکس وغیرہ) سے نہایت کم ہے۔ 8 ستمبر 2016 کو عزت مآب صدر جمہوریہ ہند کی منظوری کے بعد 101 واں آئینی ترمیم ایکٹ 2016 وجود میں آیا۔ بعدازاں 15 ستمبر 2016 کو جی ایس ٹی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔

ستمبر 2016 میں اپنے قیام کے بعد سے جی ایس ٹی کونسل نے کل 18 میٹنگوں کا انعقاد کیا۔ ان میٹنگوں میں تمام ریاستوں کے وزرائے خزانہ اور ان کے مندوبین نے اپنے ریاستی اور مرکزی سرکاری افسران کے ساتھ شرکت کی اور اس تاریخی ٹیکس اصلاح کو نافذ کرنے کے لئے ضروری قانون اور ضابطے بنائے۔ یہ بہت بڑا کام تھا۔ اس عمل میں 27000 سے زائد انسانی محنت کے گھنٹے اور شدید محنت شامل رہی۔ جی ایس ٹی کے جلد نفاذ کے لئے مرکز اور ریاستوں کے افسران نے ملک کے مختلف حصوں میں 200 سے زائد میٹنگیں کیں۔

جی ایس ٹی قوانین اور ضوابط کو وضع کرتے ہوئے ٹیکس دہندگان کے لئے تجارت کو مزید آسان بنانا کلیدی اہمیت کا حامل رہا۔ اس کے مطابق مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی ذمہ داریوں اور کرداروں کو واضح کیا گیا۔ بیحد کم مدت میں جی ایس ٹی کونسل نے جی ایس ٹی قوانین، جی ایس ٹی ضابطوں، ٹیکس کی شرح کے خاکے بشمول معاوضہ محصول، مختلف ٹیکس شرحوں میں سامان اور خدمات کی درجہ بندی، ٹیکس میں چھوٹ، ٹیکس کی حد اور ٹیکس انتظامیہ کی ساخت پر مشتمل پورے عمل کو مکمل کیا۔

جی ایس ٹی کونسل کے تمام فیصلے اتفاق رائے سے لئے گئے ہیں۔ جی ایس ٹی کے قوانین اور ضابطوں کو وضع کرتے وقت تجارت اور صنعت بشمول دیگر اہم شراکت داروں کے ساتھ وسیع صلاح ومشورہ کیا گیا۔ جی ایس ٹی قوانین اور ضوابط کے مسودے کو ویب سائٹ پر ڈال کر لوگوں سے فیڈ بیک حاصل کئے گئے۔ علاوہ ازیں عوام سے اس کے بارے میں آراء اور تجاویز طلب کی گئیں۔

29 مارچ 2017 کو وزیر خزانہ نے مرکزی سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی)، بل 2017، سامان اور خدمات مربوط ٹیکس (آئی جی ایس ٹی) بل 2017، مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے سامان اور خدمات ٹیکس (یوٹی جی ایس ٹی)، بل 2017 اور جی ایس ٹی (ریاستوں کیلئے معاوضہ)، بل 2017 کے نام سے سامان اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی چار بل کو لوک سبھا میں پیش کیا۔ اس بل کو لوک سبھا نے 29 مارچ 2017 کو منظوری دی جبکہ اس کو راجیہ سبھا کے ذریعے 6 اپریل 2017 کو منظوری دی گئی۔ جی ایس ٹی کونسل نے جی ایس ٹی کے حتمی شکل کو درج ذیل طریقے سے منظوری دی ہے:

1۔ ریاستوں کیلئے جی ایس ٹی ٹیکس سے چھوٹ کی حد بیس لاکھ روپئے ہے۔ اس کے علاوہ خصوصی زمرے ہیں جہاں اس کی حد 10 لاکھ روپئے ہے۔

2۔ جی ایس ٹی کے لئے 5 فیصد، 12 فیصد، 18 فیصد اور 28 فیصد پر مشتمل چار قسم کے ٹیکس سلیب بنائے گئے ہیں۔

3۔ مخصوص سامانوں مثلاً لگزری کار، ٹھنڈے مشروبات، پان مسالہ اور تمباکو پروڈکٹس پر ریاستوں کو معاوضہ کی ادائیگی کے لئے 28 فیصد کی شرح سے جی ایس ٹی کے اوپر محصول لگایا جائے گا۔

4۔ کمپوزیشن اسکیم کے تحت رقم حاصل کرنے کی حد 75 لاکھ روپئے ہے۔ اس کو سہ ماہی طریقہ سے ادا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مخصوص زمرے کے مینوفیکچرر، خدمات مہیا کرانے والے (ریسٹورینٹ کے علاوہ) کمپوزیشن اسکیم سے باہر ہیں۔

جی ایس ٹی کے تحت اس بات کی تجویز رکھی گئی ہے کہ تمام تر سودے اور متعلقہ امور، صرف الیکٹرانک طریقہ کار کے ذریعہ ہی انجام دیئے جائیں تاکہ ایک صاف وشفاف انتظامیہ اور ہر طرح کی ٹیکس چوری سے بچا جاسکے۔ اس کے نتیجے میں ٹیکس دہندگان کو ٹیکس کے محکمے سے وابستہ افسروں سے ذاتی طور پر کم سے کم رابطہ کرنا ہوگا۔

جی ایس ٹی کے تحت یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ خود کار طور پر ماہانہ ریٹرن اور سالانہ ریٹرن داخل کئے جاسکیں۔ جی ایس ٹی کے تحت یہ بھی انتظام کیا گیا ہے ٹیکس دہندگان کو 60 دنوں کے اندران کا ریفنڈ مل سکے اور 90 فی صد ریفنڈ برآمدکاروں کو 7 دنوں کے اندر اندر حاصل ہوجائے۔ دیگر سہولتوں میں جو اقدامات شامل ہیں ان میں ریفنڈ بروقت منظور نہ ہونے کی شکل میں اس ریفنڈ پر سود کا فائدہ اور ریفنڈ براہ راست متعلقہ بینک کھاتے میں ارسال کئے جانے کا انتظام۔

موجودہ ٹیکس دہندگان کو جی ایس ٹی کے اس نئے نظام کے تحت لین دین کرنے میں آسانی فراہم کرنے کی غرض سے جامع تغیراتی تجاویز، دستیاب اسٹاک وغیرہ پر قرض کی سہولت۔ صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایسا انتظام جس کے تحت فروخت کار زیادہ غیر ضروری منافع نہ کما سکیں۔ جی ایس ٹی نیٹ ورک کا رول (جی ایس ٹی این)۔ آئی ٹی، جی ایس ٹی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

جی ایس ٹی این کی تشکیل پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنی سے متعلق دفعہ 25 کے طور پر کی گئی ہے اور اس کا کلیدی کنٹرول حکومت کے تحت ہوگا اور یہ ٹیکس دہندگان کے لئے ایک مشترکہ وسیلے کے طور پر کام کرے گی۔ اس کامن پورٹل پر ٹیکس دہندگان اپنے رجسٹریشن اور درخواستیں، فائل نمبر اور ریٹرن داخل کریں گے، ادائیگیاں کریں گے اور ریفنڈ کا دعوی بھی پیش کریں گے۔ جی ایس ٹی این کو ایک مضبوط آئی ٹی پلیٹ فارم فراہم کرایا گیا اور یہ 80 لاکھ ٹیکس دہندگان کو ایک واجب ذریعہ فراہم کرے گی، ساتھ ہی ساتھ ہزاروں ٹیکس افسروں کو بھی آسانی فراہم کرے گی۔ جی ایس ٹی کے تحت

تمام تر فائلنگ الیکٹرانک طریقہ کار کے تحت ہوگی۔ جہاں ایک طرف جی ایس ٹی این ایک نمایاں چیز ہے وہیں اس کے پس منظر میں سی بی ای سی کا آئی ٹی نظام بھی کارفرما ہوگا اور مختلف ریاستیں جی ایس ٹی این کے آئی ٹی نیٹ ورک سے مربوط ہوں گی جس کے توسط سے ٹیکس دہندگان کے لئے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک مضبوط اور سیدھا پروسیسنگ ذریعہ فراہم ہوسکے گا۔ 46 ہزار ملازمین کو ماہ فروری سے جون 2017 کے دوران جی ایس ٹی پورٹل کے سلسلے میں تربیت دی گئی ہے۔ جی ایس ٹی این، آئی ٹی نظام پر باقاعدگی سے تجربات کئے گئے ہیں۔ اس کی کارکردگی کا بھی امتحان لیا گیا ہے۔ اس پر کن امور کا اثر پڑتا ہے، اسے بھی پرکھا گیا ہے، سکیورٹی اور دیگر ضابطہ جاتی تجربات اور جانچ بھی کی گئی ہے۔

ریاستی ٹیکس انتظامیہ اور آبکاری اور کسٹم کا مرکزی بورڈ موجودہ ٹیکس دہندگان کو باقاعدہ شمار کے تحت لارہا ہے تاکہ یہ تمام ٹیکس دہندگان جی ایس ٹی نظام کے تحت آسکیں اور یہ کام 8 نومبر 2016 شروع ہوگیا تھا۔ 66 لاکھ سے زائد ٹیکس دہندگان نے جی ایس ٹی پورٹل پر اپنے کھاتے سرگرم عمل بنالئے ہیں۔

جی ایس ٹی کا استعمال ادائیگی کے معاملے میں بھی چالو کردیا گیا ہے۔ 25 بینکوں کو جی ایس ٹی کے مشترکہ پورٹل سے مربوط کیا گیا ہے اور یہ تمام تر 25 بینک ای۔ پیمنٹ اور اور کاؤنٹر پیمنٹ سہولت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ این ای ایف ٹی/ آر ٹی جی ایس اور کریڈٹ/ ڈیبٹ کارڈ کے ذریعہ بھی ادائیگی کی سہولت فراہم کریں گے۔

حکومت نے مختلف تقریبات، ورکشاپوں، میڈیا، ٹیلی ویژن کے ذریعہ عوام تک جی ایس ٹی کی ترویج واشاعت کے لئے اپنی جانب سے ایک رسائی پروگرام شروع کیا ہے۔ سی بی ای سی کو فیلڈ فارمیشن کے عمل سے گزارا گیا ہے۔ ہر سطح پر اسے عملی بنایا گیا تاکہ یہ صنعت وتجارت سے رابطہ قائم کرسکے اور انہیں جی ایس ٹی کو اپنانے میں مدد دے سکے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرسکے۔ سی بی ای سی کی فیلڈ اکائیاں اپنے طور پر موبائل وینوں کے توسط سے مہمات چلاتی رہی ہیں تاکہ وہ ٹیکس دہندگان اور دیگر متعلقہ افراد تک گھر گھر جاکر رابطہ قائم کرسکیں اور انہیں جی ایس ٹی کو اپنے کے عمل میں تعاون دے سکیں نیز تغیراتی معاملات کی وضاحت بھی کرسکیں۔

مجموعی طور پر 4700 ورکشاپوں کا اہتمام ملک بھر کیا جاچکا ہے۔ ایک وسیع کثیر میڈیا مہم پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ چلائی گئی۔ اس سلسلے میں آؤٹ ڈور ہورڈنگ وغیرہ بھی لگائے گئے ہیں تاکہ ٹیکس دہندگان کو اس نئے نظام کی اطلاعات مل سکیں اور دیگر متعلقہ افراد بھی آسانی کے ساتھ جی ایس ٹی کو اپنا سکیں۔

جی ایس ٹی کے نفاذ نے یہ بات بھی لازم کردی ہے کہ آبکاری اور کسٹم کے سنٹرل بورڈ کی تنظیم نو کی جائے تاکہ جی ایس ٹی کا نفاذ ممکن ہوسکے۔ اس تنظیم نو میں ڈھانچہ جاتی تبدیلیاں اور انسانی وسائل کی از سر نو تعیناتی شامل ہے۔ از سر نو تعیناتی اس لئے کی گئی ہے کہ اس نئے نظام کی رسائی دور دراز کے گوشوں تک ممکن ہوسکے۔ جی ایس ٹی کے تحت جن ڈائریکٹوریٹ کو قابل کردار ادا کرنا ہے، انہیں بھی وافر طور پر توسیع دیکر مستحکم بنایا گیا ہے۔

فیلڈ فارمیشوں کو از سر نو تنظیم کے بعد 21 سی جی ایس ٹی اینڈ سی ایکس زون، 107 سی جی ایس ٹی اینڈ سی ایکس کمشنریٹ، 12 ذیلی سب کمشنریٹ، 768 سی جی ایس ٹی اینڈ سی ایکس ڈویژن، 3969 سی جی ایس ٹی اینڈ سی ایکس رینج، 48 آڈٹ کمشنریٹ اور 49 اپیل کمشنریٹوں کی شکل دی گئی ہے۔

جی ایس ٹی کی آسان ترویج واشاعت کے لئے یہ بات لازم تھی کہ وافر پیمانے پر صلاحیت سازی کے عمل اور بیداری کے ذریعہ اسے عام کیا جائے۔ قومی اکیڈمی آف کسٹم بالواسطہ ٹیکس اور نارکوٹکس (این اے سی آئی این) نے اپنی جانب سے وسیع تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا۔ پہلے مرحلے میں تقریباً 52000 افسروں کو پورے ہندوستان میں کثیر سطحی تربیتی پروگراموں کے ذریعہ ستمبر 2016 سے جنوری 2016 کے دوران تربیت فراہم کی گئی۔ تاحال بنائے گئے قوانین، قواعد و ضوابط کے سلسلے میں ایک ریفریشر تربیت کا بھی اہتمام کیا گیا اور 23 جون 2017 تک 17213 ملازمین کو تربیت دی گئی۔ منظور شدہ جی ایس ٹی تربیتی پروگرام کے تحت 20 اداروں کو ''منظور شدہ تربیت شراکت داروں'' کے طور پر اسناد جاری کی گئی ہیں تاکہ وہ ''واجبی لاگت پر کوالٹی کی حامل تربیت'' تجارت وصنعت کے اراکین اور دیگر شراکت داروں کو فراہم کرسکیں۔ 2565 مندوبین کو اب تک (جاری) تربیت دی جاچکی ہے۔ این اے سی آئی این نے بھی اب تک 2611 افسروں اور 92 وزارتوں/ مرکزی سرکاری دائرہ کار کے اداروں سے متعلق افراد کو تربیت فراہم کی ہے۔

اس کے علاوہ انگریزی، ہندی اور 10 علاقائی زبانوں میں 500 ایف اے کیو، جن کا تعلق جی ایس ٹی سے ہے، وہ بھی تربیتی وسائل کے طور پر جاری کئے گئے ہیں۔ جی ایس ٹی سے متعلق وضاحت کے لئے مختلف موضوعات پر متعدد فلائیرس کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جو جی ایس ٹی کے نظریات کی وضاحت کریں گیا ور تجارت و صنعت تک اس کی ترویج واشاعت کا کام انجام دیں گے۔ پی پی ٹی اور جی ایس ٹی تربیت کے لئے تدریسی ویڈیو اور دیگر تربیتی مواد جو متعلقہ ملازمین کے معاون ہوں گے، بھی جاری کئے گئے ہیں۔

حکومت نے ٹیکس دہندگان کے سوالات کو ٹھوس بنیادوں پر حل کرنے اور تشفی بخش جواب دینے کے لئے ایک ٹوئٹر سیوا شروع کی ہے۔ یہ ٹوئٹر ہینڈل جس کا نام آسک جی ایس ٹی۔ جی او آئی ہے، روزانہ ہزاروں ٹیکس دہندگان کے سوالات متوجہ کرتی ہے۔ ٹوئٹر پر اکثر و بیشتر پوچھے جانے والے سوالات پر مشتمل ایف اے کیو کی ایک فہرست بھی شائع کی گئی ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو جی ایس ٹی ٹیکس اصلاحات کا ایک ایسا عمل ہے جو انقلابی قدم تصور کیا جاسکتا ہے۔ ابھی یہ ابتدائی مرحلہ میں ہے۔ آئندہ اس میں پیش آنے والی دشواریوں پر بھی حکومت کی نظر رہے گی اور اسے سہل بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک بات تو طے ہے کہ جی ایس ٹی سے اب ایک بڑی تعداد میں ٹیکس ریٹرن بھرنے پر مجبور ہوگی کیوں کہ اب ٹیکس چوری اتنی آسان نہیں رہ جائے گی۔

☆☆☆

دیوراجہ ریڈی

جی ایس ٹی: ایک تاریخی اصلاح

سامان اور خدمات ٹیکس جو کہ ایک تاریخی ہے، یکم جولائی 2017 سے نافذ العمل ہوگیا ہے جس کا مقصد ملک میں غیر براہ راست ٹیکس لگانے کے اس منظر کو بدلنا ہے جو مرکزی اور ریاستی دونوں محصولات پر مشتمل ہے۔ آزادی کے بعد سے سب سے بڑی ٹیکس اصلاح جی ایس ٹی سے ایک ملک ایک ٹیکس ایک مارکیٹ کا نشانہ حاصل کرنے کی راہ ہموار ہوگی۔ توقع ہے کہ اس سے تمام متعلقین یعنی صنعت، حکومت اور صارفین کو فائدہ ہوگا۔ یہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ جی ایس ٹی نظام کے تحت سامان اور خدمات کی قیمتیں کم ہوجائیں گی، معیشت کو فروغ حاصل ہوگا نیز ہندوستانی مصنوعات اور خدمات عالمی طور سے مقابلہ جاتی بن جائیں گی جس کے نتیجے میں ہندوستان میں بناؤ کے اقدام کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس جی ایس ٹی نظام کے تحت موجودہ نظام کے برخلاف جس میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان غیر براہ راست ٹیکسوں کی الگ الگ نوعیت ہونے کی وجہ سے کچھ ٹیکسوں کی واپسی نہیں ہو پاتی ہے۔ توقع ہے کہ جی ایس ٹی سے ہندوستان ٹیکس کی مشترک شرحوں اور طریقوں کی حامل ایک مشترک مارکیٹ بن جائے گا نیز اقتصادی رکاوٹیں دور ہوجائیں گی۔ جی ایس ٹی زیادہ تر ٹکنالوجی پر مبنی ہے۔ اس سے بڑی حد تک انسانی تفاعل کم ہوگیا ہے نیز توقع ہے کہ اس سے ہندوستان میں کاروبار کرنے میں آسانی کے سلسلے میں بہتری آئے گی۔

مضمون نگار چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ھیں۔
devarajareddy@yahoo.com

مثال: ایک چیز جس کی بنیادی قیمت 100 روپے ہے اور 12 فی صد کے حساب سے (فرض کردہ) ایکسائز محصول لگانے کے بعد اس چیز کی قیمت 112 روپے ہوجاتی ہے۔ اس طرح کی چیز کی فروخت پر 12.5 فی صد (فرض کردہ) کے حساب سے ویٹ لگایا جاتا ہے اور حتمی صارف کے لئے اس چیز کی قیمت 126 روپے ہوجاتی ہے۔ مجوزہ جی ایس ٹی نظام میں 100 روپے کی بنیادی قیمت پر سی جی اس ٹی اور ایس جی ایس ٹی دونوں لگائے جائیں گے مثلاً ہر ایک نو، نو فی صد کے حساب سے، تب حتمی صارف کے لئے چیز کی قیمت 118 روپے ہوجائے گی۔ اس لئے اس طرح کے معاملے میں صنعت عالمی ماحول میں بہتر طور سے مقابلہ کرسکتی ہے۔ چناں چہ جی ایس ٹی ایک معیشت میں اسراف کردہ سامان اور خدمات پر لگایا گیا ایک وسیع البنیاد اور ایک واحد جامع ٹیکس ہے۔ جی ایس ٹی گزشتہ مرحلوں پر دیئے گئے ٹیکس کے سلسلے میں قابل اطلاق توازن کے ساتھ پیداوار اور تقسیم کے سلسلے میں ہر ایک مرحلے پر لیا جاتا ہے۔ یہ بنیادی طور سے مالی کھپت پر ایک ٹیکس ہے

ایک واحد جگہ پر لگانے کے لئے جی ایس ٹی کی توضیح سامان اور خدمات پر ایک ٹیکس کے طور پر کی جاسکتی ہے جو سپلائی کی ہر ایک جگہ (یعنی سامان کی فروخت یا خدمات کی فراہمی) پر قابل عائد ہے جس میں سامان کی فروخت یا خدمات کی فراہمی کے وقت فروخت کنندہ یا خدمات کا فراہم کنندہ ٹیکس کے انپٹ کریڈٹ کا مطالبہ کرسکتا ہے جو اس نے سامان خریدتے ہوئے یا خدمات حاصل کرتے ہوئے ادا کیا ہے۔

جی ایس ٹی کی اہم خصوصیات حسب ذیل ھیں:

(الف) جی ایس ٹی مالیت پر مبنی ٹیکس کے اصول نیز یا تو ان پٹ ٹیکس کے طریقے یا تفریق کے طریقے پر مبنی ہے جس میں رضا کارانہ عمل آوری اور کھاتوں پر مبنی نظام پر زور دیا گیا ہے۔

(ب) یہ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ یا ماقبل آخر لین دین قدر کی مالیت کی تفریق کے فائدے کے ساتھ ایک ہی شرح سے سامان اور خدمات دونوں پر ایک جامع محصول اور وصولی ہے۔

(ج) محصول چنگی، از سر نو فروخت پر ٹیکس، اضافی ٹیکس، خصوصی ٹیکس، کاروبار کی رقم پر ٹیکس وغیرہ لگانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(ھ) سامان اور خدمات پر کثیر ٹیکس مثلاً فروخت ٹیکس، داخلہ ٹیکس، تفریحی ٹیکس، عیش وعشرت ٹیکس، چنگی وغیرہ لگانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(و) سامان کی برآمدات اور بین ریاستی فروخت نیز خدمات کی فراہمی کی صفر درجہ بندی۔

(ز) بڑے سامان اور ان پٹ پر ٹیکس لگانا خواہ سامان یا خدمات نچلی شرح پر اشیاء سازی سے قابل تعلق ہوں تا کہ انوینٹری کیری رنگ لاگت اور پیداوار کی لاگت میں کمی لائی جائے۔

(ح) ایک واحد انتظام اور انصرام کے تحت ملک بھر میں ایک مشترک قانون اور طریقے۔

(ط) جی ایس ٹی منزل مقصود پر مبنی ایک ٹیکس ہے جو حتمی صارف کے ذریعے سامان یا خدمات کے استفادے کے وقت ایک واحد جگہ پر لیا جاتا ہے۔

جی ایس ٹی کے فوائد

جی ایس ٹی سے معیشت کو مضبوط تر بنانے کے سلسلے میں ایک واحد متحدہ ہندوستانی مارکیٹ قائم ہوگئی۔ کلیت میں جی ایس ٹی سے آگے چل کر حکومت اور صارفین کو فائدہ ہوگا، اس طرح سے دونوں کے لئے ہر صورت میں اچھے کی صورت حال پیدا ہوگی۔ جی ایس ٹی کے کچھ فوائد حسب ذیل ہیں:

(الف) ٹیکسوں کی کثیر سطحوں کا خاتمہ: ہندوستان میں جی ایس ٹی کے نفاذ سے مرکزی ایکسائز خدمات ٹیکس، فروخت ٹیکس، مالیت پر مبنی ٹیکس وغیرہ جیسے ٹیکسوں کی موجودہ لائن ایک ٹیکس یعنی جی ایس ٹی میں مربوط ہوجائے گی۔ اس سے ان کثیر ٹیکس سے گریز کرنے میں مدد ملے گی جو اس وقت مصنوعات اور خدمات پر لگائے جارہے ہیں۔ مثال کے طور پر ریستوراں کی خدمات کے معاملے میں ہمیں خدمات ٹیکس اور ویٹ دونوں دینے پڑتے ہیں جس سے کل رقم کے لئے قابل ٹیکس رقم تقریباً 140فی صد ہوجاتی ہے (100فی صد مالیت پر ویٹ اور تخفیف کردہ 40فی صد مالیت پر خدمات ٹیکس)

(ب) ٹیکس پر ٹیکس لگانے میں کمی: جی ایس ٹی نظام کے تحت قطعی ٹیکس اشیاء/ خدمات کے صارف کے ذریعے دیا جائے گا لیکن اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ایک ان پٹ ٹیکس کریڈٹ نظام ہوگا کہ ٹیکس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے۔ موجودہ منظر کے برخلاف جس میں کچھ معاملات میں ٹیکس پر ٹیکس دیا جاتا ہے یعنی ویٹ ایکسائز محصول پر قابل ادائیگی ہے، جی ایس ٹی صرف ہر ایک مرحلے پر مالیت پر لگایا جائے گا۔

(ج) مشترک قومی مارکیٹ کو فروغ: جی ایس ٹی سے غیر براہ راست ٹیکس کے سلسلے میں ریاستوں اور مختلف شعبوں میں ٹیکس لگانے کا ایک یکساں قانون شروع ہوگا جس سے ملک بھر میں بغیر پریشانی کے سامان اور خدمات فراہم کرنا آسان تر ہوجائے گا۔ اس سے اقتصادی رکاوٹیں دور کرنے، برآمدات کو فروغ دینے اور ایک مشترک قومی مارکیٹ کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔ اس سے قطعی طور سے ہندوستان کی ٹیکس سے مجموعی گھریلو پیداوار کو فروغ ملے گا اور اس طرح اقتصادی کارکردگی نیز پائیدار طویل مدتی اقتصادی ترقی کو فروغ دینے میں مدد ملے گی۔

(د) رضاکارانہ عمل آوری میں اضافہ: جی ایس ٹی نظام کے تحت یہ عمل سادہ ہوگا نیز اس میں غلطیوں کا کم سے کم امکان ہوگا۔ چوں کہ تمام اطلاعات مشترک جی ایس ٹی نیٹ ورک کے ذریعے آئیں گی، اس لئے ٹیکس کی ادائیگی اور عمل آوریاں غلطیوں کے کم سے کم امکان کے ساتھ ایک باقاعدہ معیار بن جائیں گی۔ یہ بات صرف ٹیک کی ادائیگی پر مبنی ہوگی کہ صارف کو ان پٹ پر ادا کردہ ٹیکس کے لئے کریڈٹ ملے۔ اس سے پیداواری سلسلے میں مالیت کے اضافے اور آمدنی کا ایک خودکار آڈٹ ٹرائل قائم ہوگا نیز ٹیکس کی صلاحیت کی ایک متحدہ بنیاد پیدا ہوگی جسے بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے جی ایس ٹی ماڈل سے غیر براہ راست ٹیکسوں کے موجودہ پیچ ورک کی ضرورت ختم ہوجائے گی۔

(ھ) کم مقدمے بازی: جی ایس ٹی کے تحت ٹیکس لگانے سے موجودہ ڈھانچے کے برخلاف ٹیکس لگانے کے دائرہ اختیار کے سلسلے میں وضاحت ہونے کی وجہ سے مقدمے بازی میں کمی آئے گی۔ موجودہ ڈھانچے میں اب بھی سافٹ ویئر سامان کا استعمال کرنے کا حق وغیرہ جیسے کچھ معاملات میں مرکز اور ریاست کے ذریعے ٹیکس لگانے کے دائرہ اختیار کے سلسلے میں ایک غیر یقینی صورت حال موجود ہے۔ جی ایس ٹی نظام میں ایک واحد ٹیکس قانون ہونے کی وجہ سے مختلف ٹیکس قوانین میں موجودہ کثیر تعین کے مقابلے میں آسان تعین ہوگا۔

(و) حکومت کے ذریعے موثر انتظام و انصرام: اس وقت ٹیکسوں کی کثرت اور ان کے اثرات نیز مربوط نیٹ ورک کے فقدان کی وجہ سے غیر براہ راست ٹیکسوں کا انتظام وانصرام حکومت کے لئے ایک کار عظیم ہے جس سے عمل آوری اور انتظام و انصرام کے اخراجات میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ مجوزہ جی ایس ٹی کے تحت متحدہ ٹیکس شرح ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کا سادہ نظام نیز مربوط جی اے سٹی نیٹ ورک ہونے کی وجہ سے اطلاعات آسانی سے اور بلا تاخیر دستیاب ہوں گی نیز وسائل کا انتظام وانصرام حکومت کے لئے آسان اور موثر ہوگا۔ ایک واحد ٹیکس ہوگا کم سے کم غلطیاں اور مقدمے بازیاں ہوں گی جس کے نتیجے میں انتظام وانصرام کے اخراجات میں بھی کمی آئے گی۔

جی ایس ٹی کے تحت چیلنج

سامان اور خدمات ٹیکس ملک بھر میں کاروباری اداروں، اشیاء سازوں، تاجروں اور خدمات فراہم کنندگان پر اس کے دور رس اثرات کی وجہ سے ایک امکانی گیم چینجر کہلاتا ہے۔ جی ایس ٹی کو ایک متحدہ ٹیکس چھتری کے تحت رکھا گیا ہے۔ اب ٹیکسوں کی مختلف قسم کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس پر سابقاً عمل

کیا گیا ہے۔

یہ آزادی کے بعد ستر سال میں این ڈی اے حکومت کے ذریعے کی گئی واحد سب سے بڑی ٹیکس اصلاح ہے جس میں ایک ملک ایک مارکیٹ ایک ٹیکس کا نظریہ وضع کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ایک نئے قانون کے ساتھ کچھ تکلیف دہ مسائل بھی آتے ہیں۔

کچھ درپیش مسائل حسب ذیل ہیں:

☆**آئی ٹی تیاری اور بنیادی ڈھانچہ**: جی ایس ٹی آئی پر مبنی ایک قانون ہے۔ اس بات کی یقین دہانی نہیں کرائی جاسکتی ہے کہ آیا ہندوستان میں تمام ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے اس وقت اس قانون کو نافذ کرنے کے سلسلے میں بنیادی ڈھانچے اور مطلوبہ افرادی طاقت سے لیس ہیں۔ کچھ ریاستوں مثلاً کرناٹک، مہاراشٹر اور گجرات کو چھوڑ کر جنہوں نے ای حکمرانی ماڈل تیار کیا ہے، ہم نے دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں اس رجحان کے بارے میں نہیں سنا ہے۔ کچھ ریاستوں میں آج صرف دستی ویٹ ریٹرن رائج ہیں۔ انہیں بھی شامل کئے جانے کی ضرورت ہے۔

☆**افسران کی تربیت**: کسی بھی نئے قانون میں پرانے قانون اور بھروسے کے نئے فکری عمل کو اخذ کئے جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرانے قانون کو بھولنا اور جی ایس ٹی کے اہتمام کو سیکھنا لازمی ہے۔ مرکزی اور ریاستی حکومت کے تمام افسران کو خواہ وہ ویٹ، خدمات ٹیکس سے وابستہ ہوں یا کسٹمز سے، جی ایس ٹی اہتمام نیز ٹیکسوں کے موجودہ احاطے کے مقابلے میں ممکنہ مضمرات کے بارے میں جاننا ہوگا۔

اس کے علاوہ جی ایس ٹی قانون اطلاعات ٹکنالوجی پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے۔ اس لئے موثر استعمال اور نفاذ کے لئے محکمہ جاتی افسروں کو مناسب تربیت دی جانی ہوگی۔

☆**اندراج کرانے والے نئے لوگ**: توقع ہے کہ جی ایس ٹی سے اندراج کرانے والے وہ بہت سے نئے لوگ اس کے دائرے میں آئیں گے، جنہیں خاص طور سے استثنات کی وجہ سے اب تک ٹیکس کے دائرے میں آئیں گے، جنہیں خاص طور سے استثنات کی وجہ سے اب تک ٹیکس کے دائرے سے باہر رکھا گیا ہے۔ چوں کہ قابل ٹیکس موقع جی ایس ٹی میں گنجائش کے سلسلے میں وسیع تر ہے، اس لئے موجودہ اندراج شدہ ٹیکس دہندگان کی منتقلی اور نئے ٹیکس دہندگان کا اندراج نیز نقل مکانی کے مسائل حل کرنا ایک بڑا چیلنج ہے۔

☆**منتقلی کے مسائل**: ایسے بہت سے شعبے ہیں جن پر جی ایس ٹی کے لئے منتقلی کے ایک حصے کے طور پر توجہ دینی ہوگی۔ اندراج، کریڈیٹوں کو آگے لے جانے، نئے کریڈیٹس لینے، زیر التواری فنڈ/رعایت کے دعووں، معاہدوں پر نظر ثانی، غیر مکمل لین دین کے لئے قابل ٹیکس/ٹیکس موقع پر تبدیلی، زیر التوا تعینات، روزگار کے کام کے لین دین، موجودہ اسٹاک کے رکھ رکھاؤ، ریٹرن داخل کرنے وغیرہ کے بارے میں تشویشات ہیں۔ جی ایس ٹی کی کامیابی کے لئے آسان منتقلی کی ضرورت لازمی ہے۔ منتقلی کے قواعد ہونے کے باوجود اس محاذ پر کچھ متقاضی حالات ہوسکتے ہیں۔ پریکٹشنروں اور مشیروں کو ان بے شمار مسائل کو حال کرنے کے سلسلے میں پوری طرح سے تیار رہنا ہوگا جن کا پیدا ہونا یقینی ہے۔

☆**زیر التوا معاملات/گزشتہ تنازعات**: موجودہ غیر براہ راست ٹیکس قوانین (مرکز اور ریاست دونوں) کے سیاق وسباق میں بہت سے تنازعات زیر التوا ہیں جو مختلف مراحل، مثلاً فیصلے یا مرافع الیہ کی سطح پر ہیں۔ فیصلہ کرنے والے/مرافع الیہ حکام کے پاس زیر التوا مقدمات کا بوجھ ہے۔ اب جی ایس ٹی کے نافذ ہونے سے حکومت کو ان تنازعات کو حل کرنے کے طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔ کرو وادسما دھان اسکیم کے خطوط پر تنازع کا تصفیہ کرنے کی ایک اسکیم شروع کرنے کا امکان تلاش کئے جانے کی ضرورت ہے جس سے مقدمہ کرنے والے لوگ پہلے کے قوانین کے تحت زیر التوا معاملات حل کرسکیں گے۔ اگر ماضی کے تنازعات کو جاری رہنے دیا جاتا ہے تو فیصلہ کرنے والے/مرافع الیہ حکام نیز عدالتیں/ٹربیونل پرانے مقدمات میں پہلے سے ہی مصروف ہوجائیں گے نیز ان کے پاس جی ایس ٹی قانون کے تحت آنے والا کوئی بھی مسئلہ/تنازع حل کرنے کا وقت نہیں ہوگا۔

☆**ٹیکس کا انتظام اور انصرام (درست کرنا/ضم کرنا)**: جی ایس ٹی کا ڈھانچہ موجود ہونے کی وجہ سے مرکزی اور ریاستی دونوں سطح کے افسران سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پرانے نظام کے سلسلے میں اپنے اختلافات اور ناوابستگی کا اظہار کرکے ایک جگہ پر کام کریں گے۔ کیڈر کے سلسلے میں اختلافات پیدا ہوسکتے ہیں کیوں کہ اس وقت مرکزی ایکسائز اور خدمات ٹیکس کے سلسلے میں محکموں کے سربراہ انڈین ریوینو سروس کے افسران ہیں جب کہ ریاستی تجارتی محکموں میں کمشنر کا تعلق انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (آئی اے ایس) سے ہوتا ہے اور اس کے ماتحت لوگ ریاستی انتظامی سروس سے ہوتے ہیں۔ مرکزی ایکسائز اور خدمات ٹیکس کے سلسلے میں میں ہم پرنسپل چیف کمشنر یا کمشنر اور چیف کمشنر یا کمشنر وغیرہ جیسی اسامیوں کے حامل ہیں۔ ان اختلافات پر اس جی ایس ٹی نظام کیسے توجہ دی جائے گی جسے دیکھا جانا ابھی باقی ہے۔

☆**چھوٹے کاروباروں پر اثر**: چھوٹے کاروباروں پر جی ایس ٹی کے اثر کو اکثر ایک تشویش کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جی ایس ٹی نظام میں چھوٹے کاروباروں کے تین زمرے ہوسکتے ہیں:

(i) وہ کاروبار جو 20 لاکھ روپے کی حد سے نیچے ہیں (مخصوص کردہ کاروبار کے معاملے میں 10 لاکھ) نیز جنہیں جی ایس ٹی کے تحت اندراج کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عملی طور پر وہ صرف صارف تاجروں/ اشیاء سازوں/ خوراک کی سروس کے فراہم کنندگان کے لئے کاروبار میں ہوسکتے ہیں۔

(ii) وہ کاروبار جو اس حد اور 75 لاکھ روپے کے ملے جلے کاروبار کے درمیان ہیں۔ ان کے پاس اشیاء سازوں کے معاملے میں 2.5 فی صد اور تاجروں کے

معاملے میں ایک فی صد ادا کرنے کا انتخاب ہے۔ ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے امکانات کے پیش نظر، چھوٹے کاروبار جو بی 2بی کاروبار کرتے ہیں، کاروباری ٹیکس انتخاب طلب کرسکتے ہیں۔ عملی طور سے وہ صرف صارف تاجروں/ اشیا سازوں/خوراک کی سروس کے فراہم کنندگان کے لئے کاروبار میں ہوسکتے ہیں۔

(iii) کاروبار کی مالیت کی حد سے اوپر چھوٹے کاروباروں کے تیسرے زمرے کو جی ایس ٹی کے ڈھانچے کے اندر ہونے کی ضرورت ہوگی۔

☆ دیگر مسائل: (i) کسی کے کاروبار پر ممکنہ نتائج کا پہلے سے اندازہ لگانے کے لئے جی ایس ٹی قانون کا تفصیلی مطالعہ۔

(ii) جی ایس ٹی کے تحت دستیاب ان پٹ کریڈٹ کے طریقے اور جزو کا اندازہ لگانا۔

(iii) جی ایس ٹی کی شرح کے نئے ڈھانچے کے پس منظر میں مصنوعات کی مقابلہ جاتی صلاحیت اور مانگ کا اندازہ لگانا تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مصنوعات کی نہ تو زیادہ قیمتیں ہوں اور نہ ہی کم قیمتیں ہوں۔

(iv) تنظیم میں اپنائے جانے کے لئے طریقوں/ ایس او پی کی تیاری

(v) نئے قانون کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ریکارڈ کو مجاز کردہ تاریخ تک تازہ ترین کیا جانا نیز ریکارڈوں میں ضروری ترمیمات/ اضافے/ اخراج کئے جانے۔

(vi) منتقلی کی ضروریات

(vii) منتقلی کاروبار کی تفصیلات کو صحیح طور سے منعکس کرنے کے لئے مثلاً 30 جون 2017 کو ختم ہونے والی مدت کے لئے ریٹرن میں منعکس کردہ سین ویٹ کریڈٹ کے لئے ریٹرن کی اجازت صرف مجاز کردہ تاریخ کے بعد آگے لے جانے کے لئے ہوگی۔

(viii) فہرست کی جانچ اور صحیح ریکارڈ تیار کرنا۔

(ix) جی ایس ٹی کی ضروریات کے سلسلے میں مدد کرنے کے لئے آئی ٹی بنیادی ڈھانچے کا فروغ۔

(x) ان ایم آئی ایس رپورٹوں کا تجزیہ کرنا جن کی ضرورت جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد پڑے گی۔

(xi) دیگر قوانین نیز کسٹمز اور ایف ٹی پی کے ساتھ مربوط کرنے کے اثر کا تجزیہ کرنا۔

مذکورہ بالا تمام چیلنجوں نیز بے شمار مسائل کے باوجود جی ایس ٹی سے ایک شئے پر لگائے گئے ٹیکس کا اندازہ لگانے کے سلسلے میں شفافیت آئی ہے جس سے ان چھپے ہوئے اور مضبوطی سے جمے ہوئے متعدد ٹیکسوں کا خاتمہ ہوا ہے جو ابھی تک دیئے جارہے تھے۔ جی ایس ٹی سے توقع ہے کہ ملک میں سامان اور خدمات کی آسانی سے فراہمی میں سہولت مہیا ہوگی نیز ہندوستان کی جی ڈی پی میں ایک تا 1.8 فی صد کا اضافہ ہوگا۔ ٹیکسوں کی کثرت میں مزید کمی کے نتیجے میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کی اعتماد سازی ہوگی۔ اس طرح سے ملک میں غیر براہ راست سرمایہ کاریوں کو فروغ ملے گا۔

ہمیں سامان اور خدمات ٹیکس شروع کرنے کے سلسلے میں وزیراعظم شری نریندر مودی اور ان کی ٹیم کی تعریف کرنی ہوگی کیوں کہ یہ ایک اچھی شروعات ہے۔ اصلاحات کا سلسلہ یہاں ختم نہیں ہوجاتا ہے لیکن بہت زیادہ مطلوبہ پہلا قدم کامیابی کے ساتھ اٹھایا جاچکا ہے۔ مستقبل میں مزید اصلاحات کے نتیجے میں ہم توقع کرتے ہیں کہ ہندوستانی معیشت کی ترقی نئی بلندیوں تک پہنچ جائے گی۔

☆☆☆

تیز، پائیدار اور شمولیت پسند ترقی کے لیے مزید بہتر اختراع کی ضرورت: نائب صدر جمہوریہ

☆ نائب صدر جمہوریہ جناب حامد انصاری نے کہا ہے کہ ہم تیز، پائیدار اور شمولیت پسند ترقی کے خواہاں ہیں اور اس سلسلے میں مقابلہ جاتی بنے رہنے کے لیے مزید بہتر اختراعات کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بات میسورو میں جے ایس ایس سائنس وٹکنالوجی یونیورسٹی کا افتتاح کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر کرناٹک کے گورنر جناب واجو بھائی رودا بھائی والا، کرناٹک کے وزیر اعلیٰ جناب سدّ ارمیّا، جگت گرو جناب شیوارتھی دیشی کیندر مہا سوامی جی اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ سائنس پر مبنی اختراع ترقی یافتہ سماج کے قیام کے لیے عام لوگوں میں سائنسی رجحان پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور ہماری گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بنیادی سائنس کے مطالعہ پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی بہتر ماحول تیار کرنے کی بھی ضرورت ہے جہاں تفتیش وشواہد اور ثبوت عقلی چیزوں کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ہندوستان میں سائنسی رجحان کی قدر جس کی بنیاد سماجی تبادلہ خیال ہے، کو بہت اچھی طرح سمجھا جاتا ہے اور یہ ہمارے آئین کے آرٹیکل 51- اے (ایچ) میں شامل ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ٹکنالوجی کے اعتبار سے خود انحصاری حاصل کرنے کے لیے یہ اہم ہے کہ ہندوستان سائنسی اختراع کا مرکز بنے اور غربت، زرعی پیداواریت، ا?بی تحفظ اور ماحولیاتی تبدیلی جیسے ہمارے متعدد مسائل کا ملک میں علاقائی حل موجود ہو۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ سائنسی وٹکنالوجیکل مہارت کے بغیر ہم عظیم طاقت بننے کی توقع نہیں کرسکتے ہیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اختراع کی حوصلہ افزائی اور سائنس سے متعلق اہم سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے لیے اختلاف رائے اور سنجیدہ سوچ جس میں رائج علوم وعقائد کو چیلنج کرنا شامل ہے، کی ضرورت ہے۔ تنقید سائنس کے شعبوں میں ہر قسم کی ترقی کی بنیاد ہے اور یہ تصور کسی بھی آئیڈیالوجی کے نفاذ میں حائل ہوتی ہے۔

اوپیندر گپتا

جی ایس ٹی نئے دور کا آغاز

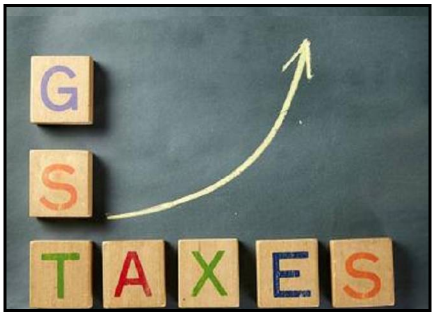

30 جون آدھی رات کو جیسے ہی گھڑی نے بارہ بجائے، پارلیمنٹ گھنٹے کی آواز سے گونج اٹھی۔اس گھنٹے کی صدائے بازگشت پوری دنیامیں سنائی دی جواس بات کا اعلان ہے کہ ہندوستان سیاسی طور پر بالغ اور متحد ہو چکا ہے۔ یہ ہندوستان کی معیشت کے لئے ایک یادگار لمحہ تھا جب پورے ملک نے متحد ہوکر ملک کے پیچیدہ اور دشوار بالواسطہ ٹیکس نظام کو خیر باد کہہ کر ایک بہتر اور سہل نظام کا خیر مقدم کیا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جی ایس ٹی ہندوستان کی سیاست میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ہندوستان کے سیاسی طبقے کے لئے بڑی کامیابی ہے اور ہندوستانی معیشت کے لئے وسیع، دشوار اور پیچیدہ ٹیکس نظام سے نجات کا ذریعہ ہے۔اس دشوار گزار ٹیکس نظام سے نہ صرف صنعتوں بلکہ ان سے عام آدمی کو بھی پریشانی لاحق تھی۔

مضمون نگار کمشنر (جی ایس ٹی) سی بی ای ایل ہیں۔

gst-cbec@nic.in

ہندوستان ریاستوں کا اتحاد ہے اور سیاسی طور پر 1947 سے ایک ملک ہے لیکن کیا ہم اقتصادی طور پر ایک اتحاد ہیں؟ کیا تمل ناڈو میں بیٹھا کوئی کاروباری ہماچل پردیش میں اپنی مصنوعات فروخت کرسکتا ہے بنا یہ پرواکئے کہ دونوں ریاستوں میں ٹیکس کی شرح کیا ہوگی۔ کیا کوئی ٹرک جموں وکشمیر سے سامان لے کر کنیا کماری تک ہر ریاست کی سرحد پر قائم چیک پوسٹ پر بنا رکے جاسکتا ہے؟ جی ایس ٹی میں وہ دم ہے جوان تمام رکاوٹوں کو دور کر کے ہندوستان کوایک اقتصادی ریاست بنادے اور مشترکہ قومی بازار دستیاب کرا کے جہاں جہاں بنا کسی ڈر یا خوف کے کاروبار کیا جاسکے۔

اب لوگ جی ایس ٹی سے گھبراتے نہیں ہیں کہ جی ایس ٹی ہے کیا؟ اس کے بارے میں پورا ملک جانتا ہے اور اگر یہ کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ جی ایس ٹی کا مطلب اشیاء اور خدمات ٹیکس ہے۔لیکن شاید ہم یہ نہیں جانتے کہ اس عظیم اصلاح کی ضرورت پڑی کیوں؟۔

اس نئے عہد کا آغاز اپنے ہی ملک کو دس برس کیوں لگ گئے؟ اس کے جواب کے لئے ہمیں تاریخ کے پس منظر کو کھنگالنا پڑے گا۔تاریخ یہ ہے کہ مرکزی حکومت مینوفیکچر پر ٹیکس (مرکزی ایکسائز ڈیوٹی) سروس ٹیکس، اشیاء کی بین ریاستی فروخت (سی ایس ٹی) مرکز کی طرف سے عائد ہوتی ہے لیکن وصولی ریاستیں کرتی ہیں) اور ریاستی سرکاریں خردہ فروخت پر ٹیکس عائد کرتی ہیں (ویٹ)، اشیاء کے ریاست میں داخلے پر (داخلہ ٹیکس) اشیائے تعیش ٹیکس، خرید ٹیکس وغیرہ۔نہ صرف یہ کہ وہ ٹیکسوں کی تعداد بہت زیادہ تھی بلکہ ٹیکس دہندہ کے لئے ان کی پاسبانی نہایت مشکل تھی۔سونے پر سہاگہ یہ کہ ان ٹیکسوں کا ذخیرہ جمع ہو رہا تھا یعنی مرکز یا ریاستی حکومت کو ادا کئے گئے ٹیکس کا معقول لین دین نہیں تھا۔اسی وجہ سے ٹیکس بڑھتے ہی جاتے تھے اور بین ریاستی اور ریاست کے اندر اشیاء کی فروخت پر ٹیکسوں کے اس گورکھ دھندے سے فضول اور غیر معقول لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔اس کے علاوہ مختلف نوعیت کے فارموں کے جھمیلے اور دشوار اصول وضوابط اور اس کی ناقص عمل داری سے ہندوستان میں کاروبار اور صنعتوں کے لئے کام کرنا بہت مشکل تھا۔

یہ تمام دشواریاں ایک بڑے خواب کی مانند بھلادی جائیں گی اور اب اسمارٹ حکمرانی رائج ہوگی۔جی ایس ٹی کے تحت چست درست نظام زیادہ شفاف، جواب دہ اور مفید ہوگا۔مختلف نوعیت کے متعدد ٹیکسوں کو صرف ایک ٹیکس جی ایس ٹی میں ضم کردیا گیا ہے۔ یہ اشیاء اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی اشیاء اور خدمات یا دونوں کی فراہمی پر عائد کیا جائے گا جو مینوفیکچر سے شروع ہوکر صارف تک پہنچنے تک کے سفر کے مرحلے پر ہوگا۔ ہندوستان کیوں کہ ایک وفاقی ملک ہے، اس لئے مرکز اور ریاستی حکومتوں کو ٹیکس کے آزاد اختیارات حاصل ہیں۔ جی ایس ٹی ایک دوہرا نظام ہے جس میں مرکز جی ایس ٹی

کے تحت ٹیکس عائد اور وصول کرے گا (اس کے بعد اس کو جی ایس ٹی یا مرکزی ٹیکس سے منسوب کیا جائے گا) اور ریاستیں ریاستی جی ایس ٹی عائد اور وصول کریں گی۔ اس کے بعد اس کو ایس جی ایس ٹی یا ریاستی ٹیکس کے نام سے منسوب کیا جائے گا۔ یہ ٹیکس ریاستی ٹیکس اشیاء اور خدمات کی اندرون ریاست فراہمی پر عائد اور وصول کیا جائے گا۔ مرکز مربوط جی ایس ٹی بھی عائد اور وصول کرنے کا مجاز ہوگا جو اشیاء اور خدمات کی بین ریاستی فراہمی پر لگایا اور وصول کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کا جی ایس ٹی بھی ہوگا جو مرکز کے زیر انتظام ان علاقوں کے مابین اشیاء اور خدمات کی فراہمی پر عائد ہوگا جو قانون سازیہ سے محروم ہیں۔ علاوہ ازیں مرکزی حکومت جی ایس ٹی نظام کے تعارف سے ریاستوں کو ہونے والے نقصان کی بھرپائی کے لئے مرکز ریاستوں کو معاوضہ ادا کرے گا۔ کچھ پر اشیاء اور خدمات پر ٹیکس وصول کرے گا۔

جی ایس ٹی کی اہم خصوصیات

جی ایس ٹی کو سمجھنے کے لئے اس کی کچھ خصوصیات سمجھنا ضروری ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

جی ایس ٹی کا اطلاق جموں وکشمیر سمیت پورے ملک میں ہوگا۔

جی ایس ٹی اشیاء اور خدمات کی فراہمی پر عائد کیا جائے گا نہ کہ موجودہ صورت حال کی طرح جس میں ٹیکس اشیاء کی مینوفیکچرنگ یا اشیا کی فروخت اور خدمات کی فراہمی پر عائد کیا جاتا ہے۔

یہ صارف پر پہنچنے کے بعد اصراف پر مبنی ٹیکس جب کہ موجودہ نظام میں اشیاء کی پیدوار پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔

اشیاء کی درآمد پر ٹیکس کو بین الریاستی فراہمی تصور کرکے ٹیکس آئی جی ایس ٹی، عائد کیا جائے گا جو مروج دیگر کسٹم ڈیوٹی کے علاوہ ہوگا۔

خدمات کی درآمد کو بین ریاستی فراہمی تصور کیا جائے گا اور اس پر آئی جی ایس ٹی کا اطلاق ہوگا جو وصول کنندہ ہی ادا کرے گا۔

سی جی ایس ٹی، ایس جی ایس ٹی، یوٹی جی ایس ٹی اور جی ایس ٹی شرح کا تعین جی ایس ٹی کونسل کے زیر اہتمام ریاستوں اور مرکز کے اتفاق سے کیا گیا ہے۔

ٹیکس کے چار زمرے مقرر کئے گئے ہیں۔ یعنی 15فی صد، 12فی صد، 18فی صد اور 28فی صد جو اشیاء اور خدمات پر عائد ہوں گے۔ اس کے علاوہ قیمتی دھاتوں پر 3فی صد ٹیکس جب کہ خام اور غیر تراشیدہ قیمتی پتھروں پر 25فی صد ٹیکس عائد ہوگا۔ کچھ مخصوص اشیاء اور خدمات کو ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

جی ایس ٹی کا اطلاق الکحل پرانے انسانی استعمال کو چھوڑ کر تمام اشیاء اور خدمات پر ہوگا۔

الکحل پہلے ہی جی ایس ٹی کے دائرہ اختیار پذیر ہے۔ اس کے علاوہ پانچ پٹرولیم مصنوعات (خام تیل، پٹرول، ڈیزل، اے ٹی ایف اور قدرتی گیس) پر جی ایس ٹی کا اطلاق فی الحال نہیں ہوگا لیکن بعد ان کو بھی جی ایس ٹی کے دائرہ اختیار میں لایا جاسکتا ہے۔

سی جی ایس ٹی، ایس جی ایس ٹی کے آغاز کے سلسلے میں 20لاکھ روپے (10لاکھ روپے آئین کی دفعہ 279اے کے تحت درج ریاستوں کے لئے یہ استثنیٰ جموں وکشمیر) کی چھوٹ رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کمپوزیشن اسکیم یعنی یکساں شرح پر ٹیکس کی ادائیگی بنا کریڈٹ) کا متبادل بھی چھوٹے ٹیکس دہندگان کے لئے مہیا کرایا گیا ہے (مخصوص زمرے کے مینوفیکچر اور خدمات فراہم کرنے والوں کو چھوڑ کر جن کا سالانہ کاروبار 75لاکھ روپے ہے (دفعہ 279اے کے تحت آنے والی ریاست جموں وکشمیر کے علاوہ مخصوص زمرے میں آنے والی ریاستوں کے لئے 50لاکھ روپے)

برآمدات اور سیز کی فراہمی پر شرح صفر ہے

سی جی ایس ٹی کی ادائیگی کے لئے وہی رقم استعمال کی جاسکتی ہے جو سی جی ایس ٹی کریڈٹ کے طور پر وصول کی گئی ہو اور یو سی جی ایس ٹی، ایس جی ایس ٹی کے لئے وصول رقم بھی یو جی ایس ٹی/ ایس جی ایس ٹی کی ادائیگی کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہ الفاظ دیگر دونوعیت کے ٹیکس کریڈٹ ایک دوسرے کے لئے استعمال نہیں کئے جاسکتے جب تک آئی جی ایس ٹی کی ادائیگی کے لئے خصوصی حالات نہ ہوں۔ کریڈٹ کا استعمال مندرجہ ذیل حالات میں کیا جاسکتا ہے۔

اے۔ سی جی ایس ٹی کے آئی ٹی سی کا استعمال بالترتیب سی جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

بی۔ ایس جی ایس ٹی کے لئے آئی ٹی کا استعمال بالترتیب ایس جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

سی۔ یوٹی جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کا استعمال بالترتیب یوٹی جی ایس ٹی اور آئی جی ایس ٹی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

ڈی۔ آئی جی ایس ٹی کے آئی ٹی سی کا استعمال بالترتیب آئی جی ایس اور سی جی ایس ٹی اور یوٹی جی ایس ٹی/ ایس جی ایس ٹی کی ادائیگی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

سی جی ایس ٹی کے آئی ٹی سی کا استعمال یوٹی جی ایس ٹی/ ایس جی ایس ٹی کی ادائیگی کے لئے نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کے برعکس صورت حال میں۔

مختلف طبقے کے لوگ مختلف کٹ آوٹ پر الیکٹرانک طریقے سے ریٹرن فائل کرسکتے ہیں۔

ٹیکس ادا کرنے کے مختلف متبادل موجود ہیں مثلاً انٹرنیٹ بینکنگ، ڈیبٹ/کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ، این ای ایف ٹی اور آر ٹی جی ایس ٹی کے ذریعہ۔

ٹیکس دہندہ یا کوئی بھی شخص جس نے ٹیکس ادا کیا ہو، دوسال کے اندر ری فنڈ طلب کرنے کا مجاز ہوگا۔

رجسٹرڈ شخص خود ٹیکس کی واجب رقم معلوم کرسکتا ہے۔ اس کے لئے سہولت دی گئی ہے۔

ٹیکس قوانین کے تحت رجسٹرڈ افراد کا آڈٹ کرایا جاسکتا ہے۔

ٹیکس دہند کی وضاحت کے لئے ریاستوں میں ایڈوانس رولنگ اتھارٹی کا اہتمام ہے۔ سی جی ایس ٹی

قانون کے تحت مرکز بھی اس طرح کی اتھارٹی قائم کرے گا۔

منافع خوری کے خلاف اہتمام کیا گیا ہے تا کہ کاروباری/ تاجر اشیاء اور خدمات یا دونوں پر ادا کئے جانے والے ٹیکس کا فائدہ صارف کو پہنچائیں۔

☆ٹیکس دہندگان کو جی ایس ٹی نظام اپنانے کے لئے وسیع اقدامات کئے گئے ہیں تا کہ منتقلی میں پریشانی نہ ہو۔

جی ایس ٹی کے فائدے

اے۔ میک ان انڈیا: ہندوستان میں ایک متحد اور مشترکہ بازار مہیا ہوگا جس سے غیر ملکی سرمایہ کاری اور میک ان انڈیا کو فروغ حاصل ہوگا۔

بی۔ ہر شے اور خدمات کی فراہمی کے معاملے پر ٹیکس کریڈٹ کا فائدہ دستیاب ہوگا جس سے ٹیکس بڑھتا ہی نہیں رہے گا۔

ٹیکس کے قوانین، طریقہ کار اور شرح میں یکسانیت پیدا کی جائے گی۔

بین اقوامی بازار میں اپنی مصنوعات کو زیادہ مسابقتی بنایا جائے گا اور ہندوستانی برآمدات کو فروغ دینے کی غرض سے ٹیکسوں کے اثرات کو بہتر طور سے ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

کمپنیوں پر اوسط ٹیکس بوجھ آئے گا جس سے قیمتوں میں کمی آنے کی توقع ہے۔ قیمتوں میں کمی سے اصراف میں اضافہ ہوگا اور اس طرح سے پیداوار زیادہ ہوگی اور منصوبوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس سے ہندوستان مینوفیکچرنگ کا مرکز بن سکے گا۔

کاروبار کرنے میں آسانی

آسان ٹیکس نظام کم

استثنیٰ: موجودہ بالواسطہ ٹیکس نظام میں رائج زمروں کی تعداد میں کمی کر کے ٹیکس نظام کو سہل بنایا گیا ہے۔ عمل داری لاگت میں تخفیف۔ مختلف نوعیت کے ٹیکس کے لئے درکار ریکارڈ سے نجات اور ریکارڈ کی دیکھ ریکھ اور اس کے لئے مطلوبہ عملے پر آنے والے خرچ میں تخفیف۔ مختلف ضرورتوں مثلاً رجسٹریشن ریٹرن، ری فنڈ ٹیکس کی ادائیگی وغیرہ کے لئے سہل اور خودکار نظام۔

تمام رابطوں کے لئے مشترک جی ایس ٹی این پورٹل۔ عوام اور ٹیکس انتظامیہ میں درکار کم از کم رابطہ۔

ٹیکس دہندہ کے رجسٹریشن، ری فنڈ ٹیکس کی ادائیگی کے لئے یکساں طریقے اور زاویے، ٹیکس کی مشترک بنیاد، اشیاء اور خدمات کے لئے یکساں زمرہ بندی کی سہولیات کی کامیابی سے ٹیکس نظام مستحکم ہوگا۔

صارفین کے فائدے

اشیاء کے مینوفیکچر کرنے والے، خردہ فروش اور خدمات فراہم کرنے والوں کے مابین ٹیکس کریڈٹ کی بنا رکاوٹ منتقلی سے اشیاء کی حتمی قیمتوں میں کمی واقع ہوگی۔

کمپنیوں کے اوسط ٹیکس اخراجات میں تخفیف ہوگی جس سے اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہوسکتی ہے اور اس لحاظ سے اصراف میں اضافہ ہوگا۔

ماخذ: جی ایس ٹی پر طائرانہ نظر ڈالیں تو بالواسطہ ٹیکس اصلاحات ہی نظر آئیں گی۔ لیکن اگر ہم مربوط مشاہدہ کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ وسیع اصلاحات ہیں جن سے وسیع پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

کاروبار میں تبدیلی آئی ہے اور تمام معاشرے کا احیا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا انقلاب ہے جو ہماری زوال پذیر اقتصادی نمو کی رفتار کو مہمیز عطا کرے گا، ہماری معیشت کو دنیا میں ہونے والی ترقی کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے گا اور سب سے اہم ہمارا مستقبل مستحکم ہوگا۔ ہم اپنا سر فخر سے اونچا کر کے چین سے زندگی بسر کر سکیں گے۔

☆☆☆

بڑے سرکاری افسروں کو نئے انداز سے سوچنا چاہئے اور وزیر اعظم کی فکر سے فیضان حاصل کرنا چاہئے: ونکیا نائیڈو

☆ مرکزی وزیر وینکیا نائیڈو نے بڑے سرکاری افسروں پر زور دیا کہ وہ سوچ کا نیا طریقہ اپنائیں اور مختلف طریقوں پر کام کریں، تاکہ وزیر اعظم نریندر مودی کی توقعات پر پورا اتر سکیں۔ انہوں نے یہ بات تین وزارتوں کے تقریباً 100 سینیئر افسروں کے لیے اپنی رہائش گاہ پر منعقدہ ایک الوداعی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ یہ تقریب ان کی تین متعلقہ وزارتوں کے افسران کے ریٹائرمنٹ اور تبادلوں کے سلسلے میں منعقد کی گئی تھی۔ مسٹر نائیڈو نے افسران پر زور دیا کہ وہ وزیر اعظم کی امیدوں پر پورے اتریں۔ انہوں نے کہا کہ ''وزیر اعظم کے پاس خیالات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور وہ نئی اور جدید سوچ کے حامی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم ہم سب سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم پہلے سے مختلف طریقوں پر کام کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ پیداوار اور بہتر نتائج کے لیے نئی اختراع کا استعمال'' اس بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہ بڑے افسروں کو حالات کو 'جوں کا توں' رکھنے والے اور غیر متنازع رہنے والے کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ جناب نائیڈو نے حکام پر زور دیا کہ وہ اس تاثر کو بدلیں اور وزیر اعظم کی توقعات کو پورا کریں۔ انہوں نے تجویز کیا کہ افسران کو ماضی کے طریقوں پر نہیں چلنا چاہئے' بلکہ انہیں ملک اور لوگوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی کی طرف صرف صحیح سبق حاصل کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے۔ انہیں مستقبل کے چیلنجوں سے نبرد آزما ہونا چاہیے، کیونکہ ملک ایک نئے مستقبل کی تلاش میں ہے۔ مسٹر نائیڈو نے سستے مکانات کے پروگرام کو فروغ دینے کے لیے ڈاکٹر نندتا چٹرجی کی تعریف کی جو آج ریٹائر ہو رہی ہیں۔ انہوں نے مسٹر راجیو گوبا کی بھی ستائش کی کہ انہوں نے شہری ترقیات پر عمل درآمد کے سلسلے میں نمایاں کام انجام دیئے۔ جناب راجیو گوبا داخلہ سیکریٹری کا عہدہ سنبھالنے والے ہیں۔ مسٹر اجے متل کے اچھے کام کی بھی تعریف کی گئی، جو انہوں نے وزات اطلاعات ونشریات میں انجام دیئے۔ ان کا سیکریٹری (عملے) کے طور پر تبادلہ ہوا ہے۔ مسٹر نائیڈو نے وزارت اطلاعات ونشریات کے نئے سیکریٹری مسٹر این کے سنہا اور نئے سیکریٹری (یوڈی) مسٹر ڈی ایس مشرا کا بھی خیر مقدم کیا۔

☆☆☆

منصور خان

جی ایس ٹی: ٹیکس اصلاحات کا نیا دور

اشیاء اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کو ٹیکس اصلاحات کا نیا دور کہا جارہا ہے۔ اس کے نفاذ کا مطلب تمام بالواسطہ ٹیکسوں کو ایک ٹیکس میں تبدیل کرنا اور ہندوستانی تجارت کے عالمی مسابقت کی رفتار کو تیز تر کرنا ہے۔ اس کا مقصد موثر ٹیکس کلکشن' بدعنوانی پر روک لگانا اور اشیاء وغیرہ کی بین ریاستی آمدورفت کو سہل بنانا ہے۔ جی ایس ٹی کی اہم بات یہ کہ سیلف گورننگ میکانزم ہے تاکہ ٹیکس چوری کو روکا جاسکے اور ٹیکس کے نظام میں ضابطوں کے ذریعہ ٹیکس کے دائرہ کو بڑھایا جاسکے۔ یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ ٹیکس چوری کرنے والوں تک محکمہ ٹیکس کی رسائی کے لئے محکمہ کے پاس افرادی قوت کی کمی ہے۔ اس نئے میکانزم سے ٹیکس چوری کرنے والوں تک پہنچنا بہت حد تک ممکن ہوجائے گا۔ حکومت کا ایسا ہی کہنا ہے۔

جی ایس ٹی کے بارے میں لوگوں میں بہت ساری غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ اس سے بہت ساری چیزیں مہنگی ہوجائیں گی اور تعلیم میں استعمال ہونے والی اشیائی بھی مہنگی ہوں گے لیکن مرکزی حکومت نے، جی ایس ٹی کے تحت تعلیم کے مہنگے ہونے سے متعلق تمام خبروں یا رپورٹوں کی تردید کی ہے۔ حکومت نے ایسی تمام خبروں کو بے معنی بتایا ہے۔ حقیقت میں تعلیم سے متعلق جی ایس ٹی میں کسی موضوع میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے، اس کے بجائے تعلیمی اشیاء جیسے اسکول بیگ وغیرہ پر ٹیکس میں تخفیف کی گئی ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی تعلیمی ادارے کے ذریعہ طلباء، اساتذہ اور اسٹاف کو فراہم کی جانے والی خدمات کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے: اسکول سے قبل تعلیم (پری اسکول) اور ہائر سیکنڈری (ثانوی درجے کی تعلیم) یا اس کے مساوی تعلیم۔ وقتی طور پر کسی قانون کے ذریعہ رائج کوئی تسلیم شدہ قابلیت حاصل کرنے کے لئے ایک نصاب کے حصے کے طور پر تعلیم۔ منظور شدہ پیشہ ورانہ کورس کے حصے کے طور پر تعلیم۔ کسی تعلیمی ادارے (پری اسکول، ثانوی تعلیم یا اس کے مساوی) کے ذریعہ اس کے طلباء، اساتذہ اور اسٹاف کو فراہم کی جانیوالی نقل وحمل سے متعلق خدمات کو جی ایس ٹی سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح، کیٹرنگ، جس میں مرکزی حکومت، ریاستی حکومت یا مرکز کے زیرانتظام انتظامیہ کے ذریعہ ہائر سیکنڈری تک یا اس کے مساوی تعلیمی اداروں کے ذریعہ چلائی جانے والی مڈ ڈے میل جیسی اسکیمیں بھی شامل ہیں، کو بھی جی ایس ٹی کے تحت نہیں رکھا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ان اداروں میں یا ایسے تمام اداروں کو بھی جن میں سکیورٹی، صاف صفائی اور ہاؤسنگ وغیرہ کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں، کو بھی جی ایس ٹی میں شامل نہیں کیا گیا ہے اور آخر میں ایسے اداروں کے ذریعہ داخلے کے عمل یا امتحان کے انعقاد (ہائر سیکنڈری تعلیم تک) کو بھی جی ایس ٹی کے تحت نہیں رکھا گیا ہے۔ اس طرح ثانوی اسکولی تعلیم کی سطح پر، آؤٹ پٹ خدمات اور سب سے زیادہ اِن پُٹ یا آؤٹ پٹ خدمات کو بھی جی ایس ٹی سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ کچھ ان پٹ خدمات جیسے ٹرانسپورٹ، کینٹین وغیرہ خدمات جو دیگر پرائیویٹ اداروں کے ذریعہ ان تعلیمی اداروں کو مہیا کرائی جاتی ہیں، کے معاملے میں وہی ٹیکس نافذ ہوں گے، جو جی ایس ٹی سے قبل تھے۔ اس کے علاوہ، انکم ٹیکس ایکٹ کے سیکشن 12 اے اے کے تحت درج شدہ کسی ادارے کے ذریعہ تعلیمی پروگرام یا اسکل ڈیولپمنٹ سے متعلق سرگرمیوں کے لئے فراہم کی جانے والی چیریٹیبل خدمات بھی جی ایس ٹی میں شامل نہیں ہیں۔ ان میں شامل ہیں: اسٹریٹ/ گھر چھوڑ کر بھاگے ہوئے کے، یتیم یا بے گھر بچے جسمانی یا دماغی طور پر ستائے گئے لوگ دیہی علاقوں کے 65 سال سے زیادہ عمر کے رہائش پذیر اس طرح تعلیم اور دیگر خدمات پر ٹیکس کی شرائط میں جی ایس ٹی کے بعد کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ فوڈ پراسیسنگ کی صنعت کی وزارت نے اپنے دفتر میں ایک چاررکنی جی ایس ٹی فیلیسی ٹیشن سیل قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ متعلقہ صنعت کی نئے ٹیکس نظام کے بارے میں رہنمائی کی جائے گی۔ اس

مضمون نگار ریسرچ اسکالر ہیں۔

جی ایس ٹی فیلیسی ٹیشن کے ممبران سے ایسکان جی ایس ٹی ایف پی آئی پر یا ٹول فری نمبر 1800111175 پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔اس کی مزید تفصیلات : http://www.mofpi.nic.in سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اس وزارت نے جی ایس ٹی کے نفاذ اور اس پر فوری عمل آوری کے مقصد سے یہ جی ایس ٹی سیل قائم کیا گیا ہے۔ یہ جی ایس ٹی سیل فوڈ پراسیسنگ کی صنعت کی وزارت سے متعلق کاروباری اداروں اور بڑی صنعتوں پر نئے ٹیکس عائد کئے جانے سے متعلق ہر ممکن ممکن معلومات فراہم کرائے گا۔ یہ سیل اس وزارت سے متعلق کسی شعبے کو درپیش مسئلے کے تدارک کے پہلے مقام کی حیثیت حاصل کرے گا۔ اس سیل کو جی ایس ٹی ایکٹ، قاعدوں اور شرحوں کے ڈھانچے کی مکمل معلومات سے لیس کیا جائے گا۔ مشیر معاشیات مسٹر بجے کمار بہیڑہ اس سیل کے سربراہ ہوں گے اور سینئر مارکیٹنگ افسر جناب جی سری نواسن اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب ایس این احمد اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب بکرم ناتھ اس سیل کے ممبر ہوں گے۔ اس کے ساتھ پریس انفارمیشن بیورو نے بھی جی ایس ٹی پر http://pib.nic.in/gst کے نام سے ایک خصوصی ویب پیج تیار کیا ہے، جس سے نئے ٹیکس نظام کے بارے میں تمام معلومات ایک ہی کھڑکی سے حاصل کی جاسکیں گی۔ اس میں گڈز اینڈ سروسز ٹیکس پر اب تک جاری کی گئی تمام خبریں ہندی اور انگریزی زبانوں میں شامل ہوں گی۔

یہاں ضروری ہے کہ جی ایس ٹی کے بارے میں وزیراعظم کے خیالات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ وزیراعظم نے سازوسامان اور خدمات ٹیکس کے آغاز کے موقع پر کہا کہ قوم کی تعمیر میں کچھ ایسے لمحات آتے ہیں جس لمحے ہم کسی نئے موڑ پر جاتے ہیں۔ نئی منزل کی طرف پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج اس نصف شب کے وقت ہم سب ملکر ملک کے آگے کے راستے کو یقینی بنانے جارہے ہیں۔ کچھ دیر بعد ملک ایک نئے نظام کی طرف چل پڑے گا۔ سوا سو کروڑ اہل وطن اس تاریخی واقعہ کے گواہ ہیں۔

جی ایس ٹی کا یہ عمل، یہ صرف معاشی نظام کے دائرے تک محدود ہے، ایسا میں نہیں مانتا۔ گزشتہ کئی برسوں سے مختلف الگ الگ عظیم شخصیات کی رہنمائی میں، قیادت میں، الگ الگ ٹیموں کی طرف سے جو کوششیں کی گئی ہیں، وہ ایک طرح سے بھارت کی جمہوریت کی، بھارت کے وفاقی ڈھانچے کی، کوآپریٹو فیڈرلزم کنسپٹ کی ایک بہت بڑی مثال کی شکل میں آج یہ موقع ہمارے سامنے آیا ہے۔ اس مقدس موقع پر آپ سب اپنا بیش قیمتی وقت نکال کر آئے ہیں۔ میں تہہ دل سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں، آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ جو سمت ہم سب نے متعین کی ہے، جو راستہ ہم نے منتخب کیا ہے، جس نظام کو ہم نے فروغ دیا ہے، یہ کسی ایک ٹیم کی حصولیابی نہیں ہے۔ یہ کسی ایک حکومت کی حصولیابی نہیں ہے۔ یہ ہم سب کی مشترکہ وراثت ہے۔ یہ ہم سب کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور رات کو 12 بجے اس سنٹرل ہال میں ہم اکٹھا ہوئے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جس جگہ پر اس ملک کی کئی عظیم شخصیات کے نقش قدم سے، اس جگہ نے اپنے آپ کو پاک کیا ہوا ہے، ایسی مقدس جگہ پر ہم بیٹھے ہیں۔ اور اس لئے آج سنٹرل ہال، اس واقعہ کے ساتھ ہم یاد کرتے ہیں۔ 9 دسمبر 1946 آئین ساز اسمبلی کی پہلی میٹنگ کا یہ گواہ ہے۔ ہم اس جگہ پر بیٹھے ہیں، جہاں آئین ساز اسمبلی کی پہلی میٹنگ ہوئی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، سردار ولبھ بھائی پٹیل، باباصاحب امبیڈکر، آچاریہ کرپلانی، ڈاکٹر راجندر بابو، سروجنی نائیڈو، یہ سب عظیم انسان پہلی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اس ایوان میں جہاں کبھی 14 اگست، 1947 کی رات کو 12 بجے، ملک کی آزادی کا عظیم واقعہ رونما ہوا، یہ جگہ ان کا گواہ ہے۔ 26 نومبر، 1949 کو ملک نے آئین کو تسلیم کیا۔ یہی جگہ اس عظیم واقعہ کا بھی گواہ بنا ہے۔ اور آج کئی سالوں کے بعد ایک نئے معاشی نظام کے لئے، وفاقی ڈھانچے کی ایک نئی طاقت کے لئے جی ایس ٹی کی شکل میں اسی مقدس جگہ سے بڑھ کر کے میں سمجھتا ہوں کوئی اور جگہ نہیں ہوسکتی ہے اس کام کے لئے۔ آئین پر غور وخوض 2 سال، 11 ماہ اور 17 دن تک چلا تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے دانشور اس بحث میں حصہ لیتے تھے۔ رضامندی اور ناراضگی ہوتی تھی، سب مل کر بحث کرتے تھے، راستے تلاش کرتے تھے۔ کبھی اس طرف، کبھی اس طرف نہیں جاپائے تو بیچ کا راستہ تلاش کر کے چلنے کی کوشش کرتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح یہ جی ایس ٹی بھی ایک طویل غور وخوض کے عمل کا نتیجہ ہے۔ تمام ریاستوں نے یکساں طور پر اور مرکزی حکومت نے اسی کی برابری میں کئی برسوں تک بحث کی ہے۔ پارلیمنٹ میں اس کے سابق ارکان پارلیمنٹ نے مسلسل اس پر بحث کی ہے۔ ایک قسم سے Best brains of the country، انہوں نے مسلسل اس کام کو کیا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج جی ایس ٹی کو ہم عملی شکل لیتے دیکھ سکتے ہیں۔

جب آئین بنا تو آئین نے پورے ملک کے شہریوں کو یکساں مواقع، مساوی حقوق، اس کے لئے طے شدہ نظام کی تشکیل کر دی تھی۔ اور آج جی ایس ٹی ایک طرح سے سبھی ریاستوں کے موتیوں کے ایک دھاگے میں پرونے کی اور معاشی نظام کے اندر ایک ہموار نظام لانے ایک اہم کوشش ہے۔ جی ایس ٹی ایک Co-operative Federalism کی ایک مثال ہے جو ہمیں ہمیشہ ہمیش اور زیادہ ساتھ مل کر چلنے کی طاقت دے گی۔ اس GST Council نے مرکز اور ریاست میں مل کر کے اس نظام کو تیار کیا ہے، جس میں غریبوں کے لئے جو پہلے دستیاب خدمات تھیں، ان ساری خدمات کو برقرار رکھا ہے۔ ٹیم کوئی بھی ہو، حکومت کہیں کی بھی ہو، غریبوں کے تئیں حساسیت اس جی ایس ٹی کے ساتھ جڑے ہوئے تمام لوگوں نے یکساں طور پر اس کی فکر کی ہے۔ جن جن لوگوں نے کیا ہے، ارون جی نے تفصیل سے کہا تھا، میں اس کا اعادہ کرنا نہیں چاہتا۔ میں ان سب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس عمل کو جن جن لوگوں نے آگے بڑھایا۔ ان سب کو میں مبارک باد دیتا ہوں۔ آج GST Council کی 18 ویں میٹنگ ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد GST لاگو ہوگا۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ گیتا کے بھی 18 باب تھے اور GST Council کی بھی 18

میٹنگیں ہوئیں اور آج ہم اس کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ ایک طویل عمل تھا، محنت تھی، اندیشے اور یقین کی کیفیت تھی۔ ریاستوں کے ذہن میں گہرے سوال تھے۔ لیکن محنت اور دماغ کی جتنی بھی طاقت استعمال میں لائی جاسکتی ہے لاکر کے اس کام کو پورا کیا ہے۔ چانکیہ نے کہا تھا یدرن یددرادیم، یدچ درے، ویوستھتم

تت سروم تپسا سادھیم تپو ہر دوتکرمم چانکیہ کے اس جملے نے ہمارے جی ایس ٹی کے پورے عمل کو بڑے ہی اچھے طریقے سے بیان کیا ہے۔ کوئی چیز کتنی ہی دور کیوں نہ ہو، اس کا ملنا کتنا مشکل کیوں نہ ہو، وہ پہنچ سے کتنی ہی باہر کیوں نہ ہو، مشکل اور کڑی محنت سے اسے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور یہ آج ہوا ہے۔ ہم تصور کریں کہ ملک آزاد ہوا، 500 سے زیادہ ریاستیں تھیں۔ اگر سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ان ریاستوں کو ملا کر ملک کو ایک نہ کیا ہوتا، ملک کا انضمام نہ کیا ہوتا تو بھارت کا سیاسی نقشہ کیسا ہوتا؟ کیسا انتشار ہوتا! آزادی ہوتی لیکن ملک کا وہ نقشہ کیسا ہوتا؟ جس طرح سے سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ریاستوں کو ملا کر ایک قومی انضمام کا بہت بڑا کام کیا تھا، آج جی ایس ٹی کے ذریعے اقتصادی انضمام کا ایک اہم کام ہو رہا ہے۔ 29 ریاستیں، 7 مرکز کے زیر انتظام علاقے، مرکز کے 7 ٹیکس، ریاستوں کے 8 ٹیکس اور ہر چیزوں کے الگ الگ ٹیکس کا حساب لگائیں تو 500 طرح کے ٹیکس کہیں نہ کہیں اپنا رول پلے کر رہے تھے۔ آج ان سب سے نجات پا کر اب گنگانگر سے لے کر ایٹانگر تک، لیہہ سے لے کر لکش دیپ تک ون نیشن ون ٹیکس یہ خواب ہمارا پورا ہو کر رہے گا اور جب اتنے سارے ٹیکس، 500، الگ الگ حساب لگائیں 500 ٹیکس۔ معروف سائنسداں البرٹ آئنسٹائن نے ایک بار بڑی دلچسپ بات کہی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ دنیا میں اگر کوئی چیز سمجھنا سب سے زیادہ مشکل ہے تو وہ ہے ٹیکس انکم۔ یہ البرٹ آئنسٹائن نے کہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا اگر وہ یہاں ہوتے تو پتہ نہیں یہ سارے ٹیکس دیکھ کر کیا کہتے، کیا سوچتے؟ اور اس لئے، اور ہم نے دیکھا ہے کہ مصنوعات کے اندر کی پیداوار میں تو زیادہ کوئی بہت فرق نہیں ہوتا ہے لیکن جب پروڈکٹ باہر جاتا ہے تو ریاستوں کے الگ الگ ٹیکس کی وجہ سے عدم مساوات نظر آتی ہے۔ ایک ہی چیز کے دہلی میں ایک دام ہوگا، 30-25 کلومیٹر گروگرام میں دوسرا چارج لگے گا اور ادھر نوئیڈا میں گئے تو تیسرا ہوگا۔ کیوں، کیونکہ ہریانہ کا ٹیکس الگ، اتر پردیش کا ٹیکس الگ اور دہلی کا الگ۔ ان ساری مختلف حالتوں کی وجہ سے عام شہری کے ذہن میں سوال اٹھتا تھا کہ میں گروگرام میں جاتا ہوں تو یہی چیز مجھے اتنے میں مل جاتی ہے، وہی چیز نوئیڈا میں جاؤں تو اتنے میں ملتی ہے اور دہلی میں جاتا ہوں تو اتنے میں ملتی ہے۔ ایک طرح سے ہر کسی کے لئے کنفیوژن کی صورتحال رہتی تھی۔ اب سرمایہ کاری میں بھی بیرون ملک کے لوگوں کے لئے یہ سوال رہتا تھا کہ بھئی کس طرح کا انتظام ہم سمجھتے ہیں اور کام کہیں سوچتے ہیں تو دوسری ریاست میں دوسرا بندوبست سامنے آتا ہے اور ایک کنفیوژن کا ماحول بنا رہتا تھا۔ آج اس سے نجات حاصل کرنے کی جانب ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

ارون جی نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جی ایس ٹی کی وجہ سے ایک طرح کا بندوبست ہو، انٹری ٹیکس ہو، سیلز ٹیکس ہو، ویٹ نہ ہو، نہ جانے کتنی چ؟ زیں، سارا بیان انہوں نے تفصیل سے کیا سب ختم ہو جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم انٹری کے ٹول پر گھنٹوں تک ہماری گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں۔ ملک کا اربوں کھربوں کا نقصان ہوتا ہے۔ ایندھن کے جلنے کی وجہ سے ماحول کا بھی اتنا ہی نقصان ہوتا ہے۔ اس سارے بندوبست کے مماثل نہ ہونے کی وجہ سے ایک طرح سے ان ساری بدنظمیوں سے ایک نجات کا راستہ ہمیں حاصل ہوگا۔ کبھی کبھار خاص کر صبح کے وقت پہنچنا بہت ضروری ہوتا تھا لیکن وہ جب وہ نہیں پہنچتا تھا تو اس کی وجہ اس پہنچانے والے کا بھی نقصان ہوتا تھا اور جو پروسیسنگ کرتا تھا اس کا بھی نقصان ہوتا تھا۔ ان ساری بدنظمیوں سے آج ہم نجات پا رہے ہیں اور ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

جی ایس ٹی کے طور پر ملک ایک جدید ٹیکسیشن نظام کی طرف آج قدم رکھ رہا ہے۔ بڑھ رہا ہے۔ ایک ایسا نظام ہے جو زیادہ آسان ہے، زیادہ شفاف ہے۔ ایک ایسا نظام ہے جو کالے دھن کو اور بدعنوانی کو روکنے میں ایک موقع فراہم کرتا ہے۔ ایک ایسا نظام ہے جو ایمانداری کو موقع دیتا ہے۔ جو ایمانداری سے کاروبار کرنے کے لئے ایک امنگ، جوش، کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ ایک ایسا نظام ہے جو نئی حکمرانی کے طرز عمل کو بھی لے کر آتا ہے اور جس کے ذریعے جی ایس ٹی ہم لے کر آئے ہیں۔ ساتھیوں، ٹیکس دہشت گردی اور انسپکٹر راج، یہ بات کوئی نئی نہیں ہے۔ ہم بہت دنوں سے یہ الفاظ سنتے آئے ہیں۔ پریشانی بھگتنے والو سے ہم نے اس فکر کا تجربہ کیا ہے اور جی ایس ٹی کی اس نظام کی وجہ سے ٹیکنالوجی کے لئے سارا ٹرائل ہونے کی وجہ سے اب افسر شاہی۔ سب کے لئے گرے ایریا کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ جو عام تاجروں کو، عام کاروباریوں کو افسروں کے کی طرف سے جو پریشانیاں ہوتی رہی ہیں، اس سے نجات کا راستہ۔ اس جی ایس ٹی ذریعے کوئی ایماندار تاجر بے وجہ پریشان ہو وہ دن اس کے ساتھ ختم ہونے کے پورے امکانات اس جی ایس ٹی کے اندر ہیں۔ اس پورے نظام میں چھوٹے تاجروں کو 20 لاکھ تک کا کاروبار کرنے والوں کو مکمل طور پر نجات دے دی گئی ہے اور جو 75 لاکھ تک ہیں، ان کو بھی کم از کم ان چیزوں سے جڑنا پڑے گا اس کا انتظام ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ڈھانچے میں لانے کے لئے کچھ انتظامات کیے گئے ہیں، لیکن وہ کم از کم انتظامات برائے نام بندوبست کیے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے عام انسان، اس کے لئے اس نئے نظام سے کوئی بوجھ ہونے والا نہیں ہے۔

ساتھیو، جی ایس ٹی کا انتظام یہ بڑی بڑی اقتصادی زبان میں جو بولا جاتا ہے، وہاں تک محدود نہیں ہے۔ بڑے بڑے الفاظ اس کے ساتھ جوڑے جاتے ہیں، لیکن اگر سادہ زبان میں کہو کہ ملک کے غریبوں کے مفاد کے لیے یہ انتظام سب سے زیادہ بامعنی ہونے والا ہے۔ آزادی کے 70 سال کے بعد بھی ہم غریبوں تک جو پہنچا نہیں پائے ہیں، ایسا نہیں کہ کوششیں نہیں ہوئی ہیں۔ تمام حکومتوں نے کوششیں کی ہیں، لیکن وسائل کی حدود رہی ہیں کہ ہم ہمارے ملک کے غریب کو اس کی ضروریات کی تکمیل میں کہیں نہ کہیں کمی کا سامنا رہا ہے۔ اگر ہم اپنے وسائل کو منظم ڈھنگ سے اور بوجھ کسی ایک پر نہ جائے،

بوجھ ہٹ جائیں اورافقی ہو جائیں۔ جتنا ہم بوجھ کم کریں، اتنا ہی ملک کو عمودی لے جانے کی سہولت بڑھتی ہے۔ اوراس وجہ سے اس سمت میں جانے کا کام، اب وہ کچا بل، پکا بل، یہ سارے کھیل ختم ہو جائیں گے اور بڑی آسانی ہو جائے گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ چھوٹے موٹے تاجر بھی یہ جو غریب کو فائدہ ملنے والا ہے، وہ ضرور اس کو منتقل کریں گے، تاکہ غریب کا بھلا ہو اور لوگوں کو آگے بڑھانے کے لیے بہت بہت کام آنے والا ہے۔

کبھی کبھی خدشات پیدا ہوتے ہیں کہ یہ نہیں ہوگا، ڈھکانا نہیں ہوگا، فلانا نہیں کریں گے اور ہمارے ملک میں ہم جانتے ہیں کہ جب گیارہویں اور بارہویں نتائج آن لائن دینے کا آغاز کیا اور ایک ساتھ سب گئے جب، تو سارا ہینگ اپ ہو گیا اور دوسرے دن خبر یہی بن گئی کہ ایسا ہو گیا۔ آج بھی کافی ایسا ہی ذکر ہو رہا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ ہر کسی کو ٹیکنالوجی نہیں آتی، لیکن ہر خاندان میں دسویں، بارہویں کا اگر طالب علم ہے تو اس کو یہ ساری چیزیں آتی ہیں۔ کوئی مشکل کام نہیں، اتنا آسان ہے، گھر میں 10 ویں، 12 ویں کا طالب علم بھی رہتا ہے، وہ چیزیں چھوٹے چھوٹے تاجر کو بھی اور وہ مدد کر سکتا ہے، ایک راستہ نکال سکتا ہے۔

جو لوگ خدشات رکھتے ہیں، میں کہتا ہوں برائے مہربانی ایسا نہ کریں۔ ارے پرانا ڈاکٹر ہو، آپ اسی سے اپنی آنکھیں لگا تار چیک کرواتے ہو، وہ ہی ہر بار آپ کے نمبر نکالتا ہو، آپ کا چشمہ بنانے والا بھی طے شدہ ہو، آپ وہاں اپنے نمبر بنواتے ہو اور پھر بھی جب نیا نمبر والا چشمہ آتا ہے تو ایک آدھ دو دن تو آنکھ اوپر نیچے کر کے ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔ یہ بس اتنا ہی ہے۔ اور اس وجہ سے تھوڑا سا ہم کوشش کریں گے اس نظام کے ساتھ ہم آسانی سے جڑ جائیں گے اور اس وجہ سے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ افواہوں کے مارکیٹ کو بند کریں اور اب جب ملک چل پڑا ہے تو کامیاب کیسے ہو۔ ملک کے غریب لوگوں کی بھلائی کے لئے کس طرح کام ہو، اس پر ہم لے کر چلیں اور تب جا کر جی ایس ٹی کے اس فیصلے کا عالمی اقتصادی دنیا میں ایک بہت ہی مثبت اثر مرتب ہوا ہے۔ بھارت میں جو سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے بھی ایک قسم کا انتظام بہت آسانی سے وہ سمجھ پاتے ہیں اور اس کو چلا پاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بھارت میں اور آج دنیا کی ایک مقبول عام منزل کی شکل میں سرمایہ کاری کے لئے پسندیدہ مقام کے طور پر ہندوستان کو ہر طرح سے قبولیت ملی ہے اور اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھی سہولت عالمی تجارت سے وابستہ لوگوں کو بھی بھارت کے ساتھ تجارت کرنے کے لیے ملے گی۔ جی ایس ٹی ایک ایسا نظام ہے جو ملک کی تجارت کو، اس میں جو عدم توازن ہے، اس عدم توازن کو ختم کرے گا۔ جی ایس ٹی ایک ایسا نظام ہے جس سے برآمدات کی صورتحال کو بڑی تقویت ملے گی اور جی ایس ٹی ایک ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے بھارت میں جو ریاستیں باقاعدگی سے ترقی سے ہمکنار ہوئی ہے، ان کو ترقی کے فوری مواقع حاصل ہوئے ہیں، لیکن جو ریاستیں پسماندہ رہ گئی ہیں ان کو وہ موقع تلاشنے میں بہت دم گھونٹنا پڑتا ہے۔ ان ریاستوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ قدرتی اثاثوں سے مالا مال ہیں۔ ہمارا بہار دیکھیں، ہمارا مشرقی اتر پردیش دیکھیں، ہمارا مغربی بنگال دیکھیں، ہمارا شمال مشرق دیکھیں، ہمارا اڑیسہ دیکھیں، وسائل، قدرتی وسائل سے بھرے پڑے ہیں، لیکن اگر ان کو یہ نظام، جب ایک قانون کا نظام مل جائے گا، میں صاف دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان کے مشرقی حصہ کی ترقی میں میں جو کچھ بھی کمی رہ گئی ہے، اس کو پورا کرنے کا سب سے بڑا موقع، سب سے بڑا موقع اس سے ملنے والا ہے۔ ہندوستارن کی تمام ریاستوں کی ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہونا، یہ اپنے آپ میں ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے کا ایک بہت بڑا موقع ہے۔

جی ایس ٹی ایک طرح سے ہماری ریلوے جیسا ہے۔ ریلوے مرکز اور ریاستیں مل کر چلاتے ہیں، پھر بھی بھارتی ریل ہم اسے بھارتی ریل کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ ریاست کے اندر مقامی طور پر مدد ملتی ہے۔ یکساں طور پر ہم دیکھتے ہیں۔ ہمارے مرکزی سروسز کے افسران مرکز اور ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں پھر بھی دونوں طرف سے ملا کر چلا سکتے ہیں۔ ایک جی ایس ٹی نظام ایسا انتظام ہے کہ جس میں پہلی بار مرکز اور ریاستوں کے لوگ مل کر مقررہ سمت میں کام کرنے والے ہیں۔ یہ اپنے آپ میں ایک ہندوستان، اعلیٰ ہندوستان کے لئے سب سے بہترین انتظام آج ہو رہا ہے اور جس کا اثر آنے والے دنوں میں پڑے گا اور آنے والی نسلیں ہمیں فخر کے ساتھ قبول کریں گی۔

2022 میں ہندوستان کے آزادی کے 75 سال مکمل ہو رہے ہیں۔ نیو انڈیا کا خواب لیکر ہم چل پڑے ہیں۔ سوا سو کروڑ ملک کے لوگ نیا ہندوستان بنانے کا خواب لیکر چل رہے ہیں اور اس لئے بھائیوں اور بہنوں، جی ایس ٹی ایک اہم رول ادا کرے گا اور ہم لوگوں نے جس طرح سے محنت کی ہے لوک مانیہ تلک جی نے جو گیتا کا راز لکھا ہے اس گیتا کے راز کے اختتام پر انہوں نے وید کا ایک منتر بھی اس میں شامل کیا ہے۔ اور لوک مانیہ تلک جی نے کہا کہ۔ اس کا ذکر کیا ہے، بنیادی طور پر وہ رگ وید کا ایک شلوک ہے۔

سوانواہ: آ کرتی : سمانا ردینواہ: سمان وستا وہ منو یتھا واسوسہاستی آپ لوگوں کا عزم، ارادہ اور جذبہ یکساں رہے، آپ لوگوں کے دل یکساں رہیں، جس سے آپ لوگوں کا آپسی کام کاج ایک ساتھ اچھی طرح سے ہو سکے، اس جذبے سے لوک مانیہ تلک جی نے ہمیں آج نتیجہ دیا ہے۔ جی ایس ٹی نیو انڈیا کے ٹیکس کا نظام ہے۔ جی ایس ٹی ڈیجیٹل ہندوستان کا ٹیکس نظام ہے۔ جی ایس ٹی صرف ایز آف ڈوئنگ بزنس نہیں ہے، بلکہ جی ایس ٹی وے آف ڈوئنگ بزنس کی بھی ایک سمت دے رہا ہے۔ جی ایس ٹی ایک ٹیکس ریفورم نہیں ہے لیکن وہ معاشی ریفورم کا بھی ایک اہم قدم ہے۔ جی ایس ٹی اقتصادی یا معاشی ریفورم سے بھی آگے ایک سماجی ریفورم کا بھی نیا طبقہ ہے جو ایک ایمانداری کے اتسو کی جانب لے جانے والا بن رہا ہے۔ قانون کی زبان میں جی ایس ٹی گڈز اینڈ سروس ٹیکس کے روپ میں بھی جانا جاتا ہے لیکن جی ایس ٹی سے جو فائدے ملنے والے ہیں اور اس لئے میں کہوں گا کہ قانون بھلے ہی کہتا ہو کہ گڈز اینڈ سروسز ٹیکس، لیکن حقیقت میں یہ گڈ اینڈ سمپل ٹیکس ہے اور گڈ اس لئے کہ ٹیکس پر ٹیکس جو لگتے تھے، اس سے آزادی مل گئی ہے۔ سمپل اس لئے ہے کہ پورے ملک میں ایک ہی فارم یا

شکل ہوگی، ایک ہی نظام ہوگا اور اسی نظام سے چلنے والا ہے اور اس لئے اسے ہمیں آگے بڑھانا ہے۔ میں آج اس موقع پر عزت مآب صدر جمہوریہ جی نے وقت نکالکر کیوں کہ اس سارے سفر کے وہ سبھی ایک ساتھی رہے ہیں، ہم سفر رہے ہیں؛ اس کے ہر پہلو کو انہوں نے بہت اچھی طرح دیکھا ہے، جانا ہے، کوشش کی ہے ان کی رہنمائی میں اس اہم تاریخی گھڑی میں ہم سب کے لئے ایک بہت بڑی ترغیب کا سبب بنے گی۔ نئی امنگ اور جذبہ ملے گا اور اس کو لیکر ہم آگے چلیں گے۔ میں عزت مآب صدر جی کا بیحد ممنون کی وہ آج آئیں ہم سب کی رہنمائی کرنے کے لئے اور ان کی باتیں ہم سب کو ایک نئی ترغیب دیتے رہیں گے، اسی ایک جذبے کے ساتھ میں ایک بار پھر اس کوشش کے ساتھ جڑے ہوئے ہر کسی شخص کے لئے احسان مندی ظاہر کرتے ہوئے اپنی آواز کو آرام دیتا ہوں اور عزت مآب صدر جی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری رہنمائی کریں۔

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں ان سبھی شکوک و شبہات کا ازالہ کردیا ہے جو جی ایس ٹی کے تعلق سے پھیلائی جارہی ہیں۔ ابھی حال ہیں میں اس طرح کی خبریں ملی تھیں جن میں یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آیا فائیو اسٹار ہوٹلوں کو 28 فیصد کے حساب سے جی ایس ٹی ادا کرنا ہوگا، خواہ ان کے کمروں کے کرائے کا اعلان کیا جاچکا ہو۔

اس سلسلے میں حکومت نے وضاحت کی ہے کہ کسی بھی ہوٹل، جن میں فائیو اسٹار ہوٹل بھی شامل ہیں، جس میں کسی کمرے کا یومیہ کرایہ 7500 روپے سے کم ہو 18 فیصد جی ایس ٹی لاگو ہوگا۔ اسی لئے جی ایس ٹی کی شرح طے کرنے کے لئے ہوٹلوں کی اسٹار کےحساب سے درجہ بندی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

کامرس اور صنعت کی وزیر محترمہ نرملا سیتارمن نے راجیہ سبھا میں بتایا کہ حکومت ہند کی کامرس و صنعت کی وزارت نے جی ایس ٹی کے بارے میں متعلقین کے سوالوں کا جواب دینے کیلئے کامرس محکمہ اور صنعت کے محکمے دونوں میں سہولت فراہم کرانے والے (فیسی لٹیشن) سیل قائم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ جی ایس ٹی کے نفاذ کیلئے تیاری کا جائزہ لینے، اس کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور متعلقین کیساتھ جی ایس ٹی سے متعلق عملی معاملات پر بات چیت کرنے کے واسطے کئی میٹنگوں اور ورکشاپوں کا بھی انعقاد بھی کیا گیا ہے۔ ان میں صنعتی ایسوسی ایشنز جیسے کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی)، ایسوشی ایٹیڈ چیمبرس آف کامرس اینڈ انڈسٹری آف انڈیا (ایسوچیم) پی ایچ ڈی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے نمائندوں، خصوصی درجہ رکھنے والی ریاستوں جموں وکشمیر، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کی صنعتی ایسوشی ایشنز کے نمائندوں، آٹوموبائل صنعت، سیمنٹ کی صنعت، چمڑے کی صنعت، ربر کی صنعت، ٹائر مینوفیکچررز، کاغذ کی صنعت وغیرہ کے نمائندوں کیساتھ کی جانیوالی میٹنگیں بھی شامل ہیں۔ سروس ایکسپورٹرز، ہوٹل اور مہمان نوازی کی صنعت، لاجسٹکس خدمات، لیدر ایکسپورٹرز کونسل کے نمائندوں کیساتھ بھی بات چیت کی گئی ہے۔ اس کا مقصد جی ایس ٹی شروع کرنے سے متعلق معاملات اور اس سلسلے میں ان کو پیش آنیوالی مشکلات کے بارے میں بات چیت کرنا تھا۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام خطوں میں منعقد کی جانے والی میٹنگوں کے علاوہ خصوصی اقتصادی زون میں واقع اکائیوں کو جی ایس ٹی کے سلسلے میں پیش آنیوالے مسائل کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے وہاں پر بھی سیمناروں، ورک شاپوں اور میٹنگوں کا انعقاد کیا گیا ہے۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ حکومت نے اشیا اور سروس ٹیکس (جی ایس ٹی) کے سابقہ اثرات سے جموں و کشمیر تک توسیع سے متعلق آرڈیننس اور آرڈیننس کے مقام اس سے متعلق بل لانے سے متعلق تجاویز کو منظوری دے دی۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں ہونے والی مرکزی کابینہ کے اجلاس میں مرکزی جی ایس ٹی (جموں وکشمیر تک توسیع) آرڈیننس اور متحدہ جی ایس ٹی (جموں وکشمیر تک توسیع) آرڈیننس کو سابقہ اثرات کو منظوری دی گئی۔ ان آرڈیننس کے تحت 8 جولائی سے جموں وکشمیر سمیت پورے ملک میں جی ایس ٹی نافذ ہوگیا ہے۔ جی ایس ٹی یکم جولائی سے جموں وکشمیر کے علاوہ باقی تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں لاگو ہو چکا تھا۔ ان کے علاوہ 8 جولائی سے مؤثر ان دونوں آرڈیننس کی جگہ مرکزی اشیا اور سروس ٹیکس (ترمیمی) بل 2017 اور متحدہ اشیا اور سروس ٹیکس (ترمیمی) بل، 2017 لانے کی تجاویز کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ دونوں بل پارلیمنٹ کے موجودہ مانسون اجلاس میں ہی پیش کیا جائے گا۔

جی ایس ٹی سے ٹرانسپورٹ شعبے کو فائدہ ہوگا۔ جی ایس ٹی سے پہلے، ٹیکس کے پیچیدہ نظام اور کاغذی کارروائی سے ٹرانسپورٹ صنعت مجبور ہوگئی تھی کہ وہ ٹیکس پر عملدر آمد اور بین ریاستی سیلز ٹیکس کے وسائل کو خرچ کرے۔ بین ریاستی چوکیوں پر سیلز ٹیکس پر کڑی نظر رکھنے اور اسے اکٹھا کرنے کی وجہ سے ان مقامات پر ٹریفک کا بڑے پیمانے پر ہجوم ہوجاتا تھا جس کی وجہ سے مال برداری اور مسافروں کی نقل وحرکت سست پڑ جاتی تھی اور جس کے نتیجے میں قیمت اور آلودگی میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ اوسط درجے کا ایک بھارتی ٹرک ایک سال میں تقریباً 50 ہزار سے 60 ہزار کلومیٹر کا راستہ طے کرتے ہیں جبکہ امریکہ میں ایک ٹرک اس کے مقابلے تین لاکھ کلومیٹر سفر طے کرتا ہے۔ یکجا کیے گئے ٹیکس نظام سے بین ریاستی چوکیوں کی ضرورت ختم ہوگئی ہے۔ اس سے لمبے ٹرکوں اور مال لے جانے والی دیگر گاڑیوں کے سفر کے وقت میں پانچ حصوں میں سے ایک حصہ کمی آجائے گی۔ مجوزہ ای۔ وے بل کے ساتھ ساتھ جس میں پچاس ہزار روپے سے زیادہ کی قیمت والی اشیاء کی نقل وحرکت کے لئے آن لائن رجسٹریشن کرانی ہوگی۔ مال لانے لے جانے میں آسانی ہوجائے گی اور اس سے پورے عمل میں مزید شفافیت پیدا ہوگی۔ مستعدی کے ساتھ مال کی نقل وحمل سے زیادہ مال لے جانے والے ٹرکوں کی مانگ میں بھی اضافہ ہوگا جس کے نتیجے میں مال لانے لے جانے پر ا?نے والی لاگت میں بھی کمی واقع ہوگی۔

واحد جی ایس ٹی نظام کا یہ بھی مطلب ہے کہ گودام کے ڈھانچے کا بہتر سے بہتر استعمال کیا جاسکیگا۔ اس سے پہلے کمپنیوں کو ٹیکس کے الگ الگ زمروں کی وجہ سے ہر ریاست میں گودام رکھنے پڑتے تھے۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ہر ریاست کیلئے ایک علیحدہ گودام کی ضرورت ختم ہوگئی۔ اس سے گودام کے ذریعے کی جانیوالی تجارت میں مزید سرمایہ کاری کو بڑھاوا ملے گا۔ سڑک ٹرانسپورٹ و شاہراہ اور جہازرانی کے وزیر نتن گڈکری کے مطابق ہندوستان کے نقل وحمل کے شعبے کو اشیاء اور خدمات ٹیکس سے سب سے زیادہ فائدہ ہوگا کیوں کہ لاگت میں تقریباً

20 فیصد کمی آجائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک بھر میں مختلف جگہوں پر ضروری ساز وسامان کے حامل پارک قائم کیے جارہے ہیں تاکہ ان میں مال جمع کیا جاسکے اور تقسیم کیا جاسکے۔ ان پارکوں کی وجہ سے بڑے سائز کے ٹرکوں پر زیادہ سے زیادہ مقدار میں مال بھاڑا منفعت بخش نقل وحمل ممکن ہوسکے گا۔ اس سے نہ صرف مال کو لانے لے جانے پر لاگت میں کمی آئے گی بلکہ روزگار کے بہت سے موقع پیدا ہوں گے اور آلودگی کی سطح میں کمی آئے گی۔ سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کی وزارت نے ٹرانسپورٹ شعبے کے لئے جی ایس ٹی کے فائدوں کی غرض سے ایک کتابچہ بھی تیار کیا ہے۔

غرض یہ کہ جی ایس ٹی حقیقت میں ٹیکس اصلاحات کی سمت میں ایک انقلابی قدم ہے۔ اس کے تعلق سے کچھ شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں جس کا ازالہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے نیشنل اتھارٹی (این اے اے) بھی تشکیل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ مختصر یہ کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے ٹیکس اصلاحات کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔☆

بھارتی زبانوں میں متن کی تیاری، حکومت کی ترجیح

☆ اطلاعات ونشریات کے وزیر نے کہا ہے کہ حکومت وزیراعظم کی قیادت میں ریاستوں/ مرکزی انتظام کے علاقوں کی حکومتوں کے ساتھ تال میل بنا کر سرگرمی کے ساتھ اس مقصد سے کام کرتی آئی ہے کہ مواصلات اور رابطہ کاری کے شعبوں میں تعاون کو بڑھاوا ملے اور مرکز اور ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں بھارتی زبانوں میں متن کی تخلیق اور مقامی بولیوں میں متن کی تخلیق کے کام کو اہمیت حاصل ہو اور یہ کام مؤثر طور پر انجام دیا جاسکے تاکہ عوام سے انہی کی زبان میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ جدید ترین منصوبے اپنا کر اور اطلاعات کی ترسیل میں میڈیا کو آزادی دے کر، بدلتے ہوئے مواصلاتی ماحول سے ہم آہنگ رہنا ضروری ہے۔ وزیر موصوف نے ان خیالات کا اظہار مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں مصروف عمل وزارت اطلاعات ونشریات کی میڈیا اکائیوں کی کارکردگی پر نظر ثانی کے مقصد سے منعقدہ ایک میٹنگ کی صدارت کے دوران کیا ہے۔ اطلاعات ونشریات کے وزیر مملکت کرنل راجیہ وردھن راٹھور، انڈمان اور نکوبار جزائر کے لیفٹننٹ گورنر پروفیسر جگدیش مکھی، وزارت اطلاعات ونشریات کے سکریٹری جناب این کے سنہا، مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے نمائندگان اور وزارت کے سینئر افسران بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مرکز کے زیرانتظام علاقوں سے تعاون کی خواستگاری کرتے ہوئے وزیر موصوف نے زور دے کر کہا کہ قابل اعتراض مواد اور غیر مجاز چینلوں کی روک تھام کے لیے کیبل ٹی وی ایکٹ کے مؤثر نفاذ کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے ذمہ داران سے کہا کہ وہ ایسے نوڈل افسروں کی تقرری کریں جو مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں اس کام کی تکمیل کے لیے ضلع مجسٹریٹوں کے ساتھ تعاون کرسکیں۔ انھوں نے زور دے کر کہا کہ مرکز کے زیرانتظام علاقوں کی انتظامیہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حضرات کو اس امر کی ہدایت دے کہ وہ اپنے اضلاع میں فرضی اشاعتوں کے سلسلے کی شناخت کریں اور پی آر بی ایکٹ کے مطابق اس طرح کی تمام تر اشاعتوں کے سلسلے میں داخل کی گئی ڈکلریشن یا اعلان ناموں کو مسترد کریں۔ دہلی میں درج رجسٹر 16 ہزار 132 اشاعتوں میں سے محض تین ہزار 704 اشاعت کرنے والے ایسے ہیں جنھوں نے گذشتہ پانچ برسوں کے دوران اپنے سالانہ ریٹرن داخل کیے ہیں۔ جائزہ میٹنگ کے دوران جناب نائیڈو نے اعلان کیا کہ آل انڈیا ریڈیو 100 کلوواٹ پاور کے دوسولڈاسٹیٹ ڈیجیٹل ٹرانسمیٹر، ماہ اگست، 2017 کے اواخر تک، افغانستان-پاکستان کی سرحد تک نشریات کی ترسیل کے لیے چالو کرے گا۔ یہ دونوں ٹرانسمیٹر دلی میں نصب کیے جائیں گے۔ انڈمان اور نکوبار کے لیے ایک نیا 100 ڈبلیو ایف ایم ٹرانسمیٹر اس مالی سال کے آخر تک کارنکوبار میں نصب کیا جائے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ حیطہ عمل کی توسیع کے لیے تین کلوواٹ کے ایف ایم ٹرانسمیٹر، جو دمن میں نصب ہیں، ان کی جگہ 6 کلوواٹ کے ٹرانسمیٹر نصب کیے جائیں گے۔ اسی طریقے سے کرائیکل، پڈوچیری میں، موجودہ 6 کلوواٹ کے ایف ایم ٹرانسمیٹر کو بدل کر اس کی جگہ 10 کلوواٹ کا ایف ایم ٹرانسمیٹر نصب کیا جائے گا تاکہ ترسیلی دائرے میں اضافہ ہوسکے۔ مقامی زبانوں میں مواصلات کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے جناب نائیڈو نے کہا کہ مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے ذمہ داران کو، مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں کمیونٹی ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے چاہئیں۔ انھوں نے کہا کہ مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں شراکت داروں کے لیے 75 فیصد کی فراخدلانہ سبسڈی فراہم کی ہے۔ مرکزی وزیر نے کہا کہ حکومت امداد باہمی پر مبنی وفاقیت میں یقین رکھتی ہے اور مرکز اور ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو ایک ٹیم کے طور پر ٹیم انڈیا بن کر ترقیات کی نئی عبارت رقم کرنی چاہیے۔ اطلاعات ونشریات کے وزیر مملکت کرنل راجیہ وردھن راٹھور نے کہا کہ کیبل آپریٹروں/ چینلوں کے ذریعے پیش کیے جانے والے مواد کی نگرانی ایک سافٹ ویئر کے ذریعے کی جاسکتی ہے اور اس کے لیے گھر گھر جانا ضروری نہیں ہے۔ اس سے قبل اطلاعات ونشریات کی وزارت کے سکریٹری نے مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے افسران، وزارت کے سینئر افسران اور میڈیا یونٹوں کے سربراہان کے ساتھ متعلقہ موضوعات پر گفت وشنید اور غور وفکر کی غرض سے ایک نظر ثانی میٹنگ کا اہتمام بھی کیا۔

☆☆☆

مقررہ حد سے زیادہ منافع خوروں کی روک تھام کے لئے

نیشنل اتھارٹی

مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی روک تھام سے متعلق قدم حال ہی میں نفاذ کے عمل میں داخل ہونے والے اشیاء اور خدمات ٹیکس جی ایس ٹی قانون کی کلیدی خصوصیت ہے۔ یہ قدم جی ایس ٹی کے سبب کسی کو بھی مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے سے روکتا ہے۔ جی ایس ٹی بشمول ان پٹ ٹیکس کریڈٹ کے عمل میں آنے کے بعد قیمتوں میں کمی کی توقع کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی روک تھام کی لئے ایک نیشنل اتھارٹی (این اے اے) قائم کی جارہی ہے تاکہ جی ایس ٹی کے نتیجے میں لاگت پر آنے والی کمی کا فائدہ صارفین تک پہنچ پائے۔ علاوہ ازیں جی ایس ٹی کا حوالہ دے کر شرح میں اضافہ کرنے والوں کے خلاف یہ اتھارٹی قانونی طور پر کارروائی کرسکے۔

مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے خلاف مرتب ضوابط 2017 میں این اے اے کے ممبران کے انتخاب، شکایتوں پر تحقیقات میں این اے اے کے ساتھ تعاون کرنے والی دیگر کمیٹیوں، تحقیقات میں اختیار کئے جانے اور طریقہ کار اور اتھارٹی کو اس سلسلے میں دیئے گئے اختیارات سے متعلق مکمل تفصیل طے کی گئی ہے۔

ضوابط کے مطابق مذکورہ اتھارٹی ایک تین سطحی ڈھانچہ ہوگی جس میں مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی روک تھام کے لئے ایک اسٹینڈنگ کمیٹی، ریاستی سطح کی اسکریننگ کمیٹی اور مقررہ حد سے زیادہ منافع کے انسداد کے لئے ایک نیشنل اتھارٹی شامل ہے۔

ایسی صورت میں جس کسی رجسٹرڈ کے خلاف غیر قانونی طریقے سے منافع حاصل کرنے کی نشاندہی ہوتی ہے تو اس سے دو میں سے کسی ایک ہدایت پر عمل کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ ان میں پہلی بات یہ ہوگی کہ اگر اس نے قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کیا ہے تو اسے ان میں کمی کرنے کہا جائے گا اور نمبر دو اگر جی ایس ٹی کے سبب اشیاء کی قیمت میں ہونے والی کمی کا فائدہ صارف تک نہیں پہنچتا ہے تو اس سے قیمتوں میں کمی کے مساوی رقم 18 فی صد سود کے ساتھ صاف کو واپس کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ اس رقم پر سود کا اطلاق اضافی رقم حاصل کی گئی تاریخ سے ہوگا۔ اتھارٹی خاطی کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جرمانہ عائد کرسکتی ہے اور اس کے رجسٹریشن کو منسوخ کرسکتی ہے۔

اس معاملے میں اگر ہم سنگاپور اور آسٹریلیا جیسے ان ممالک کے تجربے کا مطالعہ کریں جنہوں نے جی ایس ٹی اختیار کیا ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد ان ممالک میں افراط زر میں اچھال دیکھا گیا۔ ملیشیا میں بھی افراط زر میں اضافے کا مشاہدہ ہوا تاہم اس نے مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی روک تھام کے ضابطوں کو مؤثر طریقے سے نافذ کرتے ہوئے اس سے بچنے میں کامیابی حاصل کی۔

اس سلسلے میں ایک فارمولہ تیار کیا گیا جس میں جیا لیس ٹی کے نفاذ سے قبل کے وقفے میں منافع کے فرق کا جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد کے فائدے کے فرق سے موازنہ کیا گیا کہ آیا غیر قانونی منافع کی شرح میں کمی واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اس ضمن میں سپلائر کی لاگت، مزید کاروبار کے ضمن میں آنے والے اخراجات، منڈی کی صورت حال اور دیگر متعلقہ امور کے اعتبار سے فائدے کا تعین کیا گیا۔

اگر ایک مارکیٹ میں جی ایس ٹی کا حوالہ دیتے ہوئے دال چاول زیادہ قیمتوں پر فروخت کیا جارہا ہو تو کوئی بھی اس کی شکایت مقررہ حد سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی روک تھام سے متعلق نیشنل اتھارٹی (این اے اے) میں کرسکتا ہے۔ اس طرح سے اگر جی ایس ٹی کے سبب ایک صابن کی قیمت میں کمی ہوتی ہے تاہم دکاندار سے پرانے دام پر بیچ رہا ہے تو اس کی شکایت بھی این اے اے سے کی جاسکتی ہے۔ این اے اے اس امر کو یقینی بنائے گا کہ جی ایس ٹی کے سبب اشیاء کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ صارفین تک پہنچے۔ اتھارٹی کو اس کا بھی اختیار ہوگا کہ وہ کسی کمیٹی کو قیمتوں میں کمی کرنے کا پابند کرسکے اور صارفین کو رقم واپس دلا سکے۔ یا کنزیومر ویلفیئر فنڈ میں اسے جمع کرائے۔ یہ کمیٹی پر جرمانہ بھی عائد کرسکتی ہے یا کمپنی کا رجسٹریشن منسوخ کرسکتی ہے۔ نئی اتھارٹی کسی ایسی کمپنی کے نمائندے کو طلب کرسکتی ہے جس کے خلاف شکایت درج کی گئی ہو اور اس کے خلاف ڈائریکٹوریٹ آف ڈاٹا انالاٹکس ڈائریکٹوریٹ جنرل آف جی ایس ٹی جیسی دیگر سرکاری شاخوں کے ساتھ تحقیقات بھی شروع کرسکتی ہے۔ اس کے احکامات کے خلاف صرف ہائی کورٹ میں ہی اپیل کی اجازت ہوگی۔

☆☆☆

دھریتری پانڈا

ہندوستان میں دیہی برق کاری:

مواقع اور چیلنجز

ہندوستان کی آزادی کے ۶۰ برس گزرنے کے بعد بھی ۸۷ملین (۲۰۰۱ کی مردم شماری کے مطابق) دیہی گھر یعنی آبادی کا ۵۶ فی صد حصہ تاریکی میں شب گزارتا ہے۔ اگر ہندوستان کے گاؤں کا سفر کریں تو کوئی بھی یہ دیکھ کر چونک پڑے گا کہ تاریکی میں میلوں کا سفر طے کرنے کے بعد ہی ٹمٹماتی روشنی نظر آسکتی ہے۔ ملک میں ایسے غریب دیہی گھروں کی بڑی اکثریت موجود ہے، فی الحال جسے بجلی تک رسائی حاصل نہیں۔ شہری غریب (بغیر بجلی کے کنکشن ۳۳ فی صد) اور دیہی غریب (بغیر بجلی کے کنکشن ۷۷ فی صد) کے درمیان بجلی کی شرحوں کے معاملہ میں ڈرامائی فرق ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہی فرق دیہی غریبوں اور شہری امیروں کے درمیان بھی ہے۔ یہ ناانصافی غریب دیہی آبادی کی ترقی کی راہ میں مزاحم ہے۔ اور اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ہندوستان کا دیہی برق کاری پروگرام کی سماج کے انتہائی محروم اور ضرورت مند طبقات تک رسائی نہیں ہوئی ہے۔ کیوں کہ بہت ہی کم دیہی گھروں میں بجلی کے کنکشن ہیں۔ دیہی غریبوں کے معمولی فی صد کو ہی سبسڈیوں کا فائدہ ہوا ہے جب کہ امیر گھروں کی اکثریت ان سبسڈیوں سے مستفید ہو رہی ہے۔ بجلی کی ترقی اور انسانی ترقی کے درمیان رابطہ پوری طرح واضح ہے۔ ہندوستان دیہی برق کاری کے افادی اور پائیدار منصوبے کے بغیر غریب ممالک کی صف سے باہر نہیں نکل سکتا۔ پھر بھی دہائیوں تک نظر انداز ہونے کے بعد ۱۹۹۰ میں دیہی برق کاری پر توجہ دی گئی اور یہ سیاسی ایجنڈے میں سب سے اوپر آ گیا۔ دیہی ہندوستان کی ترقی کے لئے حکومت ہند اور منصوبہ بندی کمیشن دونوں کی حکمت عملی کے علاوہ آئندہ دس برسوں کے لئے اقوام متحدہ کا ملینیم ڈیولپمنٹ گول (ایم ڈی جی) مختلف ترقیاتی نشانوں کے حصول کے لئے بجلی خدمات کے انضمام پر منحصر ہے۔

آئین کی ابتدا سے ہی بجلی متفقہ فہرست میں شامل رہی ہے اور مرکز نے ریاستی حکومتوں کو عام طور پر بجلی کا بنیادی ڈھانچہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ لہٰذا دیہی برق کاری کی ذمہ داری عام طور پر مختلف بڑے ریاستی بجلی بورڈوں (ایس ای بی) کی ہے۔ دیہی برق کاری کو دی جانے والی اہمیت کا انحصار دیہی برق کاری کے متعلق ریاستوں کے سیاسی عزم اور ریاست کی مالی حالت پر بھی ہوتا ہے۔ گزشتہ دہائیوں کے دوران تیز رفتار برق کاری کے معاملہ میں ان کی کارکردگی نسبتاً ناہموار رہی ہے او رخصوصاً ۱۹۹۰ کی دہائی میں ان سرگرمیوں کی سطح کافی کم رہی ہے کہ نئے کنکشن دینے کی رفتار اور سروس کی سطح اور معیار ناقص رہا ہے کیوں کہ دیہی برق کاری نااہل انتظامیہ، ناقص ٹکنالوجی اور مالی بدحالی کی وسیع بدنظمی میں الجھی ہوئی ہے، ریاستوں کے بجلی بورڈ (ایس ای بی) متاثر ہے۔

۱۹۴۷ میں ۱۵۰۰ گاؤں میں برق کاری ہوئی تھی اور فی کس کھپت ۱۴ یونٹ تھی جب کہ ۲۰۰۴ میں ۴۷۴۹۸۲ گاؤں کی برق کاری کی جا چکی تھی اور فی کس بجلی کی کھپت ۵۹۲ یونٹ تھی۔ ۵۰ کی دہائی میں ایس ای بی کو محدود بجٹ سے توسیع کر کے گرڈ کر دیا گیا تھا اور گاؤں کی برق کاری شہروں اور چھوٹے شہروں کی کوششوں کا حصہ تھا۔ اس مدت کے دوران ۱۸۶۸۹ گاؤں میں برق کاری کی گئی۔

۱۹۶۰ کی دہائی میں بدترین سوکھا پڑا، لہذا خوراک کی سلامتی اولین ترجیح رہا۔ برق کاری کی پوری توجہ پمپ سیٹوں کو لگانے پر رہی جو کہ آب پاشی کے لئے زیر زمین پانی کو نکالنے کے لئے ضروری تھا۔ اس کے لئے دیہی برق کاری کا مطلب بجلی کے تاروں کو گاؤں کی آبادی تک نہیں بلکہ کھیتوں تک پہنچانا تھا۔ گاؤں کو اسی حالت میں برق کاری شدہ قرار دیا گیا۔ اگر بجلی کا استعمال چاہئے مقصد کے لئے بھی ہوا، اس گاؤں کے مالیہ کے علاقے میں ہو رہا ہو۔ دیہی برق کاری کے لئے سرمایہ فراہم کرانے کے مقصد سے ۱۹۶۹ میں رورل الیکٹری فیکیشن کارپوریشن (آر ای سی) قائم کیا گیا اور اس کی اہم سرگرمیوں میں پمپ سیٹوں اور دیہی بجلی کی کوآپریٹو کو سرمایہ مہیا کرنا تھا۔

۱۹۷۰ کی دہائی میں پالیسیوں کی پوری توجہ صنعتی ترقی اور سبز انقلاب اور پنجاب، ہریانہ اور گجرات جیسی ان ریاستوں پر بھی جو سبز انقلاب کے معاملے میں سب سے آگے تھیں اور ان کے پاس گاؤں کے لئے برق کاری کے منصوبے تھے۔ اس مدت کے دوران ۱۶۶۹۷۵ گاؤں میں برق کاری کی گئی۔

۱۹۸۰ کی دہائی میں ترقی کا محدود اقتصادی ماڈل

مضمون نگار آئی سی اے ایس کے رکن ہیں۔

اور حد سے زیادہ سپلائی کی ڈیمانڈ دیکھنے میں آئی، جس میں دیہی علاقوں میں بجلی کی تقسیم کے لئے کوئی بڑی سرمایہ کاری نہیں ہوئی۔ بجلی کی قیمت میں روک کے ساتھ بجلی کا نقصان، تجارتی بدنظمی اور بقایا کی وصولی میں کمی دیکھنے میں آئی۔ اس مدت کے دوران تقریباً ۲۰۸۲۱۸ گاؤں میں بجلی پہنچائی گئی۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ اعداد و شمار گاؤں کی برق کاری کی آسان سی تشریح کی وجہ سے ذہن میں آئے تھے۔ ۸۹-۱۹۸۸ میں مرکز میں حکومت نے خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کو بجلی کا مفت کنکشن مہیا کرانے کے لئے کوٹیر جیوتی اسکیم شروع کی تھی۔

۱۹۹۰ کی دہائی میں ہندوستان نے اقتصادی نرم کاری لانا چاہا۔ بعد ازاں بجلی کے شعبے میں اصلاحات کا عمل شروع کیا گیا۔ ۱۹۹۶ میں اڑیسہ نے اس سمت میں پیش رفت کی پھر یہ بہار، اترپردیش، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش کے ساتھ دیہی برق کاری کے معاملے میں پچھڑا ہوا تھا، یہاں ۶۰ فی صد گھروں تک بجلی نہیں پہنچی تھی (۲۰۰۱ کی مردم شماری کے مطابق)۔ اس مدت کے دوران دیہی ترقی کو بھی اہمیت دی گئی۔ بجلی کے شعبے میں توجہ بجلی کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ترسیلی نظام میں اصلاحات پر مرکوز تھی جو زیادہ تر شہری علاقوں میں تھی۔ اس مدت کے دوران صرف ۶۱۴۲ گاؤں میں ہی بجلی لگائی گئی۔

۲۰۰۰ کے بعد سے دیہی برق کاری کے معاملے میں نیا جوش و خروش دیکھنے میں آیا کیوں کہ مردم شماری (۲۰۰۱) نے دیہی علاقوں کے سلسلہ میں کافی افسوس ناک صورت حال ظاہر کی۔ اس میں کہا گیا ہے ۷۸ ملین دیہی گھروں میں اب بھی بجلی کا کنکشن نہیں ہے اور ایک لاکھ سے زیادہ گاؤں میں بجلی نہیں پہنچی ہے۔

۲۰۰۰-۰۱ میں مرکزی حکومت نے پردھان منتری گرام اودے یوجنا (پی ایم جی وائی) شروع کیا تھا، جس میں منتخب بنیادی خدمات کے لئے اضافی مرکزی امداد (اے سی اے: قرض ۹۰ فی صد اور گرانٹ ۱۰ فی صد) دی گئی تھی۔ دیہی برق کاری ان خدمات میں سے ایک تھی۔ ریاستوں نے دوسرے شعبوں کو ترجیح دی، جس کے نتیجے کے طور پر دیہی برق کاری کی ترجیح اہمیت ختم ہو گئی۔

۲۰۰۰-۰۱ میں ہی کم ترقی یافتہ ریاستوں میں بجلی پہنچانے کی آخری کوشش کے طور پر مرکزی حکومت نے کم از کم ضرورت پروگرام (ایم این پی صد فی صد قرض) شروع کیا تھا۔ ۰۳-۲۰۰۲ میں تیز رفتار دیہی برق کاری پروگرام (اے آر ای پی) شروع کیا گیا اور آر ای سی، پی ایف سی اور نبارڈ (این اے بی اے آر ڈی) سے لئے گئے قرض کے سود پر چار فی صد سبسڈی دی گئی۔

پھر بھی الیکٹریسٹی ایکٹ ۲۰۰۳ کے تحت دیہی برق کاری پروگرام کو نئی شکل دی گئی۔ ایکٹ میں مقامی، نشانوں اور ہدف کا ذکر کیا گیا اور ایکٹ کو مختلف دفعات میں نئی تیز رفتار دیہی برق کاری کی پالیسیوں پر توجہ مرکوز کی گئی اور ایکٹ پر عمل درآمد کے لئے منصوبے شروع کرنے پر بھی زور دیا گیا۔ ۲۰۰۴ میں یو پی اے حکومت کے برسر اقتدار آنے کے ساتھ سیاسی ماحول میں دیہی علاقوں کی حالت بہتر بنانے کا منصوبہ بنا۔ راجیو گاندھی گرامین ودیوتی کرن یوجنا (آر جی جی وی وائی) جیسے متعدد اہم اسکیمیں اور دیگر دیہی اسکیمیں بھارت نرمان پروگرام کے تحت آ گئیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اپنے انتخابی پلیٹ فارم کے لئے دیہی ترقی پر پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ یو پی اے حکومت کے قومی مشترکہ کم از کم پروگرام کے تحت جس میں ۲۰۰۹ تک یعنی پارلیمانی انتخابات ہونے کی مدت کے اندر تمام گھروں تک بجلی پہنچانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ۲۰۰۴ میں مذکورہ ایکٹ کی تشریح پر دوبارہ نظر ثانی کی گئی اور ابتدائی بنیادی ڈھانچے جیسے ٹرانسفارمروں کی تقسیم اور آبادی میں بجلی لائنوں کی تقسیم اور اسکولوں، پنچایت کے دفاتر وغیرہ جیسے عوامی مقامات پر بجلی مہیا کرانے اور ہر گاؤں میں بجلی لگے گاؤں کی تعداد گاؤں میں کل گھروں کی تعداد کا کم از کم دس فی صد ہونا چاہئے، کو شامل کرنے کے لئے اسے مزید جامع بنایا گیا ہے۔ ایکٹ کی تشریح کی جامعیت صرف پمپ سیٹوں کے لئے برق کاری سے آبادی اور گھروں کی برق کاری کی جانب تبدیلی پر زور دیا جانا ظاہر ہوتا ہے۔ ماضی میں گاؤں کی برق کاری کی رفتار ذیل کے گوشوارہ ۱ میں ظاہر کی گئی ہے۔

امکانات

۲۰۰۵ میں آر جی جی وی وائی شروع ہونے سے دیہی برق کاری میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہوا تھا۔

اسکیم کے نشانوں میں:

۱۔ غیر برق کاری شدہ گھروں تک بجلی پہنچانا۔

۲۔ تقریباً ۱۱۵ء۱ لاکھ غیر برق کاری شدہ گاؤں کی برق کاری۔

۳۔ خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والے ۲۳۴ء۲ گھروں (بی پی ایل) کو بجلی کا کنکشن مفت فراہم کرنا۔

ان نشانوں کو حاصل کرنے کا نشان زد سال ۲۰۰۹ ہے اور اس اسکیم کے تحت کیپٹل سبسڈی ۹۰ فی صد گرانٹ اور ۱۰ فی صد قرض کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ حکومت ہند کے ذریعہ پروجیکٹوں کے لئے کیپٹل سبسڈی کے طور پر ۳۳۰۰۰ کروڑ روپے مہیا کرائے جائیں گے۔

۱۔ ہر ایک بلاک میں ۳۳/۱۱ کے وی (یا ۶۶/۱۱ کے وی) کے ایک سب اسٹیشن کے ساتھ رورل الیکٹریسٹی ڈسٹری بیوشن بیک بون (آر ای ڈی بی) کا قیام اور اسے مناسب ڈھنگ سے ریاستی ترسیلی نظام کے ساتھ منسلک کرنا۔

۲۔ تمام غیر برق کاری شدہ گاؤں/آبادی کی برق کاری کے لئے گاؤں بجلی بنیادی ڈھانچہ (وی ای آئی) کا قیام اور ہر ایک گاؤں/آبادی میں مناسب صلاحیت کے ٹرانسفارمروں کی تقسیم۔

۳۔ ایسے ہر گاؤں/آبادی کے لئے جہاں گرڈ سپلائی سستی نہیں ہے اور جہاں غیر رسمی توانائی وسائل کی وزارت اپنے پروگراموں کے ذریعہ بجلی فراہم نہیں کرے گی، وہاں رسمی غیر رسمی ذرائع سے بجلی کی لامرکزی نظام تقسیم یا سپلائی نظام وضع کرنا۔

گاؤں اور گھروں کی برق کاری کے علاوہ بنیادی ڈھانچے زراعت، چھوٹے پیمانے کی نیز گھریلو صنعتوں کی

ضرورتوں کی تکمیل اور حفظان صحت، تعلیم اور آئی ٹی پر زور دیا گیا ہے۔

اس سے مجموعی دیہی ترقی، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور انسداد غریبی میں مدد ملے گی۔ ریاستوں کو دیہی علاقوں میں کم از کم چھ سے آٹھ گھنٹے تک بجلی کی فراہمی کرنا ہوگی اور دیہی علاقوں میں بجلی کی ترسیل کے نظم کے لئے ذمہ دار مقرر کرنے ہوں گے۔ مقامی سطح پر زیادہ اہلیت اور جواب دہی پیدا کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ دیہی علاقوں میں بجلی کی تقسیم کے نظم میں سماجی شرکت سے ادارے کی معتبریت میں اضافہ ہوگا اور اس سے بجلی کی شرحوں کی وصولی کو بہتر بنانے اور خساروں کو کم کرنے نیز مالیہ میں پائیداری لانے میں مدد ملے گی۔ اس کے لئے ریاستوں کو بجلی کی وزارت کے ساتھ صلاح ومشورہ سے اپنے دیہی برق کاری کے منصوبوں کو حتمی شکل دینا ہوگی اور چھ ماہ کے اندر ان کی تشہیر کرنا ہوگی۔ یہ منصوبے بجلی کی پیداوار، ترسیل، ضمنی ترسیل اور تقسیم، محصولات کی اہلیت اور ریاست میں فرنچائز کے نظام کے خاکے ہوں گے۔

آر جی جی وی وائی کے بعد ۲۰۰۶ میں ایک مرکزی پالیسی وضع کی گئی یعنی دیہی برق کاری پالیسی (آر ای پی) جو آزادی کے ساٹھ برس بعد دیہی برق کاری سے متعلق ملک کی پہلی مرکزی پالیسی ہے۔ اس پالیسی کے نشانے ۲۰۰۹ تک تمام گھروں تک بجلی کی رسائی، واجب شرحوں پر معیاری اور قابل اعتماد بجلی کی سپلائی اور ۲۰۱۲ تک عمدہ کارکردگی کے طور پر کم از کم پوری زندگی میں یومیہ فی گھر ایک یونٹ بجلی کی کھپت کا جائزہ لینا ہے۔

۱۵ فروری ۲۰۰۹ تک آر جی جی وی وائی کے تحت برق کاری کی صورتحال

غیر برق کاری شدہ گاؤں	۵۶۸۷۱
برق کاری شدہ گاؤں	۷۲۷۰۳
کل دیہی گھر	۵۶۷۹۱۴۳
بی پی ایل گھر	۴۶۸۷۴۷۳

بجلی کی وزارت کی ویب سائٹ

www.powermin@nic.in

> **ہندوستان ٹی اینڈ ڈی بنیادی ڈھانچہ قبل ہی پورے ملک میں ضرورت سے کم سرمایہ کاری، بلیک آؤٹ اور برون آؤٹ سے عام طور پر متاثر ہے۔ دیہی برق کاری، تشریح کے مطابق جس کا مطلب ہے کم گھنی آبادی اور زیادہ ٹی اینڈ ڈی کی ضرورت یعنی قبل سے ہی اس کے کمزور گرڈ پر بہت زیادہ ڈیمانڈ۔**

ماضی میں برق کاری کی رفتار کے پیش نظر نتائج حوصلہ افزا ہیں کیوں کہ کوٹیر جیوتی کے سولہ برسوں (۹۸-۱۹۸۸ سے ۰۵-۲۰۰۴ تک) صرف ۶۰ لاکھ بی پی ایل کنکشن جاری کئے گئے جب آر جی جی وی وائی کے چار برسوں کے دوران تقریباً ۴۷ لاکھ بی پی ایل کنکشن جاری کئے گئے ہیں اور آخری دہائی میں صرف ۶۱۴۲ گاؤوں کی برق کاری کی گئی تھی جب کہ اب تک ۵۶۸۷۱ گاؤں کی برق کاری کی جا چکی ہے اور ۷۲۷۰۳ گاؤں میں بڑے پیمانے پر برق کاری کا کام کیا جا رہا ہے۔ جب کہ یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ دیہی برق کاری پروجیکٹوں کا وسیع پیمانے پر آر جی جی وی وائی کے تحت احاطہ کیا گیا ہے لیکن متعدد چیلنج اب بھی ایسے ہیں، جن پر قابو پانا باقی ہے تا کہ دیہی بجلی کے شعبے میں مجموعی طور پر پائیداری آئے اور صرف مالیہ کا ہی نہیں بلکہ ادارہ جاتی ماحولیاتی پائیدار بھی یقینی ہو۔

چنوتیاں (چیلنجز)

دیہی برق کاری کو فی الحال جن چیلنجوں کا سامنا ہے، ان میں (۱) رفتار جس پر غیر برق کاری شدہ گاؤں میں بجلی پہنچانا ہے اور برق کاری شدہ گاؤں میں کنکشن فراہم کرنے کی شرح میں اضافہ۔ (۲) دستیابی، معتبریت اور تسلسل سمیت بجلی کی معیاری فراہمی (۳) قابل استطاعت محصول (۴) سپلائی کی سلامتی (۵) گاؤں کے تقسیمی نیٹ ورک کی تکنیکی اور عملی کارکردگی کو مستحکم کرنا (۶) دیہی برق کاری کے لئے پائیدار ماڈل مہیا کرنا۔

برق کاری کی رفتار

آر جی جی وی وائی کے ساتھ چار برس کے اندر گاؤں اور گھروں کی برق کاری کے مشکل نشانے کئے گئے ہیں جو کہ صحیح معنوں میں ایک بڑا کام ہے، اس لئے اس میں برق کاری کی رفتار کافی اہم ہے۔ اس میں پروجیکٹوں کا اہلیت کے ساتھ منصوبہ، نظم اور عمل درآمد کے علاوہ ان پٹ اور آؤٹ پٹ کے درمیان رابطے کے ساتھ قابل حصول نشانوں کے علاقائی منصوبے وضع کرنا ایک چیلنج ہے۔ اس میں بے تحاشا ڈیمانڈ پورے کرنے کے لئے آلات کی فراہمی اور کنٹریکٹروں کی قلت کا دباؤ ہوگا۔ اس کے لئے منصوبہ بندی اور سسٹم ڈیزائن کے ساتھ مرکزی سطح پر سخت نگرانی اور کنٹرول کی ضرورت ہوگی تا کہ برق کاری کی رفتار برقرار رہے۔ برق کاری کی توسیع کے لئے یوٹیلیٹیز کے ذریعہ کنکشنوں اور لوڈ میں اضافہ کے لئے بیداری مہمیں شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

سپلائی کا معیار

دیہی ہندوستان کے معاملہ میں برق کاری کا طریقہ کار لامرکزی پیداوار کی استثنائی کوششوں کو چھوڑ کر عام طور پر گرڈ پر مبنی ہے۔ کیش اسٹریپڈ یوٹیلیٹیز کے لئے دوسرا چیلنج موجودہ اور مستقبل کے صارفین کے لئے کنکشنوں میں توسیع اور سپلائی کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ سپلائی کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے سرکاری سبسڈیوں میں اضافہ دیہی علاقہ میں مشکل ہوگیا ہے کیوں کہ صارفین غیر مستقل اور ناقص معیار کی بجلی کی فراہمی کے عوض بجلی کی زیادہ قیمت ادا نہیں کرتے۔ بجلی کی فراہمی کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے وصولی کی اہلیت کو بہتر بنانے اور تقسیمی نیٹ ورک میں سرمایہ کاری میں اضافے کی ضرورت ہوگی۔ مزید برآں بجلی کی لامرکزی پیداوار کے پس منظر میں جو الیکٹریسٹی ایکٹ ۲۰۰۳ کے تحت لائسنس کی لازمی شرط سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں، چھوٹے پیمانے پر بجلی کی مربوط پیداوار کرنے والے خواہ

وہ ڈیزل یا قابل تجدید وسائل کا استعمال کرتے ہوں، معیاری بجلی فراہم کرنے کے قابل بنیں گے اوراس کے عوض بجلی کی زیادہ قیمت کا مطالبہ کریں گے۔

قابل استطاعت محصول

آر جی جی وی وائی اسکیم میں مالی پائیداری کے نظریئے کو شامل کیا گیا ہے اوراس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ ریاستوں کو قابل استطاعت محصول پر بجلی مہیا کرانی ہوگی اور ریگولیٹروں کو اس طرح زیادہ تعداد میں ٹیرف سپلائی مہیا کرانے کی ضرورت ہوگی کہ اس کی تجارتی افادیت یقینی بنے۔ ریاستی حکومتوں کو بجلی کی پیداوار کرنے والی اکائیوں کو الیکٹریسٹی ایکٹ ۲۰۰۳ کے تحت معقول مقدار میں مالی سبسڈی مہیا کرانے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن کچھ بھی کہنا اسے کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ ریاستی حکومتیں مالی خسارے کا سامنا کررہی ہیں اور سیاست کرائے کو متاثر کررہی ہے۔ ایسی صورت میں ریگولیٹروں کے دیہی صارفین کے مفاد اوراس کی تجارتی افادیت کے درمیان توازن برقرار رکھنا کافی مشکل کام ہے۔ پھر بھی کامیابی کے معاملات کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ دیہی برقی کاری کی طویل مدتی اثرانگیزی کے تعین کے لئے لاگت کی وصولی ایک اہم جزو ہے۔ حقیقی سطحوں پر دیہی برق کاری کے محصولات کا تعین عوام کو اپنی توانائی کی نمایاں بچت کے علاوہ وسیع سروس حاصل کرنے سے نہیں روکتا۔ صحیح قیمت کی وصولی سے بجلی کمپنیوں کو موثر، قابل اعتماد اور پائیدار طریقہ سے بجلی فراہم کرنے میں سہولت ہوگی اور جس کے نتیجے میں مطمئن صارفین کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

وصولی کی اہلیت کو بہتر بنانے کے ساتھ محصولات کو ضابطہ بند کرنا ایک چیلنج ہے، جس کے لئے طویل المیعاد مالی پائیداری کی ضرورت ہے اور معاملہ کچھ ریاستوں میں زراعت کے لئے مفت بجلی مہیا کرانے کے مسئلہ سے پوری طرح جڑا ہوا ہے، جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

بجلی کی فراہمی کا تحفظ

ایسا سمجھا جاتا ہے کہ آر جی جی وی وائی سے دیہی علاقوں میں بجلی کی کافی ڈیمانڈ پیدا ہوگی۔ نوروج دباش کے ذریعہ کئے گئے مطالعہ میں یہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ایک دیہی گھرانے کو سالانہ اوسط ۴۰۹ کلوواٹ بجلی کی ضرورت ہوگی اور اگر ۷۸ ملین گھروں کی اکثریت کو بجلی کا کنکشن دیا جاتا ہے تو ایسا تخمینہ ہے کہ دیہی علاقوں کے لئے گرڈ سے اضافی صلاحیت کی چھ اور ۶۵ میگاواٹ کے درمیان بجلی سپلائی کی ضرورت ہوگی۔ بجلی کی پیداوار کی روایتی تکنالوجی کوئلے اور گیس پر مبنی ہے، جن کی تیاری میں وقت صرف ہوتا ہے اور جن کا زیادہ تر درآمد شدہ ایندھن کی سپلائی پر انحصار بڑھتا جارہا ہے اور جو توانائی کے تحفظ کے لئے مسائل پیدا کرتی رہی ہیں۔ مزید براں آب وہوا کی تبدیلی سے متعلق بڑھتی تشویش کے پیش نظر بجلی کی تقسیم شدہ پیداوار کے لئے قابل تجدید توانائی کی تکنالوجیوں کا سہارا لینا ضروری ہے، جس کی پیداوار میں کم وقت صرف ہوتا ہے اور اسے الیکٹریسٹی ایکٹ ۲۰۰۳ میں لائسنس سے آزاد کردیا گیا ہے۔ اس کے لئے ریاستوں کو مناسب پالیسیاں، اسکیمیں بنانے اور ترغیبات کی ضرورت ہے تاکہ بجلی کی تیزی سے بڑھتی ڈیمانڈ فوری طور پر پوری کرنے کے لئے صنعتیں راغب ہوں۔

تکنیکی اور عملی کارکردگی

ہندوستان ٹی اینڈ ڈی بنیادی ڈھانچہ قبل ہی پورے ملک میں ضرورت سے کم سرمایہ کاری، بلیک آؤٹ اور برون آؤٹ سے عام طور پر متاثر ہے۔ دیہی برق کاری، تشریح کے مطابق جس کا مطلب ہے کم گھنی آبادی اور زیادہ ٹی اینڈ ڈی کی ضرورت یعنی قبل سے ہی اس کے کمزور گرڈ پر بہت زیادہ ڈیمانڈ۔ مناسب میٹر ریڈنگ، آئی ٹی کی تنصیب کے ساتھ خرابیوں کی کم وقت میں مرمت اور پری پیڈ کارڈ، موقع پر بلنگ سمیت صارفین خدمات کو بہتر بنانا اور بجلی کی فراہمی کے معیار کے لئے کچھ پیمانے مقرر کرنا ایک چیلنج ہے۔

برق کاری کے لئے پائیدار ماڈل

آر جی وی وائی میں انتہائی حوصلہ مند حکمت عملیوں میں سے ایک دیہی برق کاری میں تقسیم کے لئے فرنچائز مقرر کرنا رہا ہے۔ ۱۵ فروری ۲۰۰۹ تک ۹۳۴۱۰ گاؤں اور ۱۶ ریاستوں میں فرنچائزیز بجلی کی تقسیم کا کام کررہے تھے۔ یہ فرنچائز کوآپریٹوز، یوزرس ایسوسی ایشنیں، اپنی مدد آپ گروپ، غیر سرکاری تنظیمیں، انفرادی صنعت ادارے اور پنچایتیں ہوسکتی ہیں۔ جہاں زیادہ تر فرنچائزیں مالیہ وصولی کرتی ہیں۔ آئیڈیل ماڈل ان پٹ پر مبنی فرنچائز ہوتی ہیں، وہیں فرنچائزی کو سب اسٹیشن یا فیڈر کی ذمہ داری سپرد کی جاتی ہے جس میں وہ ملنے والی بجلی کی تقسیم کے لئے جوابدہ ہوتا ہے۔ یہاں فرنچائز کے ذریعہ بجلی کے خسارے کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ پائیدار ماڈل اور ابتدائی منصوبہ مدت کے اندر ایک بہتر نظام قائم کرنا چیلنج ہے۔ چوں کہ ڈیلیوری کے ادارے کئی بن گئے ہیں، اوران کے محرکات مختلف ہیں، اس لئے دیہی برق کاری کی پیچیدگیوں سے مناسب ڈھنگ سے نمٹنے کے لئے یوٹی لیٹی حکام اور فرنچائز قائم کرنا ہی کامیابی نہیں ہے بلکہ ایک بہتر نظام قائم کرنے میں ریاست اور افرادی ادارے کا کردار بھی اہم ہے تاکہ بجلی کی اس مشکل دنیا میں آسانیاں ہوں یا فرنچائز کی حوصلہ افزائی ہو۔ اس کے لئے پروگراموں کے نشانوں کو حاصل کرنا، معیاری طریقے وضع کرکے کارروائی کی لاگت کو کم کرنا اور ٹمپلٹس، کنٹریکٹ کے رہنما خطوط، شفاف علاقے کے انتخابات کا پیمانہ اور معیاری رپورٹنگ پروٹوکول اور مناسب ترغیبات کا طریقہ کار وضع کرنے کی ضرورت ہوگی۔

آخر میں الیکٹریسٹی ایکٹ کا خاکہ اور آر جی جی وی وائی کے ساتھ گاؤں میں بجلی کی آسان رسائی عنقریب ہے۔ بلاشبہ دیہی برق کاری اس معاملہ میں اہم ہے کہ یہ دیہی ہندوستان کی وسیع اقتصادی صلاحیتوں کے لئے راستے کھول دے گی۔ ایسا کتنی جلد اور کتنا اچھا ہوگا، ریاستوں، اداروں، نظام اور محرکات پر ہے، جنہیں ایس آئی ایس اے فریم ورک کیا گیا ہے۔

(یوجنا اپریل 2009سے ماخوذ)

☆☆☆

بڑھتے قدم

(ترقیاتی خبرنامہ)

پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت بہترین اعلیٰ معیاری گھر فراہم کرائے جائیں گے

☆وزیراعظم جناب نریندر مودی نے اتر پردیش کے شہر آگرہ میں 20 نومبر 2016 کو پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) پی ایم اے وائی - جی کا افتتاح کیا تھا۔ تکنیکی اداروں، مقامی ساز وسامان اور تربیت یافتہ معماروں نیز کچی چھتوں کے نیچے کچے مکانوں میں رہنے والے فائدہ یافتگان کی انتہائی احتیاط سے کی گئی شناخت کے ساتھ تقریباً ایک اعشاریہ پانچ لاکھ کی اضافہ شدہ لاگت سے بہترین معیاری مکانات تعمیر کیے جارہے ہیں۔

ریاستی سرکاروں کے ساتھ شراکت داری اور مارچ 2018 تک پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت ایک لاکھ مکانات کی تعمیر کی تکمیل اب ممکن نظر آنے لگی ہے۔ تقریباً 33 لاکھ مکانات پہلے سے ہی تعمیر کے مختلف مرحلوں میں ہیں اور باقیماندہ 18 لاکھ مکانات پر باقاعدہ منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا۔ تعمیر کا حقیقی کام شروع ہوجانے کے بعد ایک مکان کی تعمیر کی تکمیل چار ماہ سے آٹھ ماہ کی مدت صرف ہوتی ہے۔ جبکہ ماضی میں یہ مدت ایک سے تین سال تک ہوا کرتی تھی۔ ایس ای سی سی 2011 کے انتخاب کے تین مراحل کے سبب پردھان منتری آواس یوجنا میں بھی فائدہ یافتگان کے انتخاب میں بعض معمولی غلطیاں دیکھی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی گرام سبھا کے ذریعے توثیق اور موجودہ مکانات کی تصویروں کے ساتھ ارضیاتی شناخت کے لیے خلائی ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ تمام ادائیگیاں آئی ٹی/ ڈی بی ٹی کے طریقے سے کی گئی ہیں اور فائدہ یافتگان کو یہ رقم ان کے بینک کھاتوں سے حاصل ہوگی۔ اس سے نہ صرف یہ کہ بدعنوانی میں کمی آئی ہے بلکہ مکانات کی تعمیر کے معیار میں بھی بہتری ہوئی ہے۔

اب تک 55 ہزار مکانات کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے اور دس لاکھ مکانات تعمیر کے آخری مرحلوں میں ہیں۔ مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، مغربی بنگال، راجستھان، مہاراشٹر، اڈیشہ اور جھارکھنڈ میں یہ کام انتہائی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا ہے جبکہ بہار، اتر پردیش، گجرات، تمل ناڈو اور آسام کی سرکاروں سے گذارش کی گئی ہے کہ تعمیراتی کاموں میں تیز رفتاری لائی جائے۔ یہ وہ ریاستیں ہیں، جن میں محروم اور مفلس کنبوں کے لیے ضرورت کی بنیاد پر مکانات کی تعمیر کا 85 فیصد حصہ شامل ہے۔

پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کا کام پوری طرح اور اول تا آخر آواسوفٹ ایم آئی ایس کے ذریعے کیا جارہا ہے۔ دیہی معماروں کی تربیت کا پروگرام مہاراشٹر، اتراکھنڈ، چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ اور مدھیہ پردیش میں زور وشور سے آگے بڑھایا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ریاستوں میں بھی رورل میسن ٹریننگ پروگرام کا کام زور وشور سے کیا جارہا ہے۔ اس کام کے لئے مختلف ریاستوں میں استعمال شدہ بانسوں اور کیمیائی راکھ وغیرہ کا بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت تعمیر کئے جانے والے خوبصورت مکانات، ہندوستان کے دیہی علاقوں میں آباد غریب کنبوں کے سماجی تعلقات میں بھی بہتر تبدیلیاں پیدا کررہے ہیں۔ اس منصوبے سے غریب کنبوں کو بااختیار بنایا جارہا ہے اور غریبوں کے حالات میں بہتری کے علاوہ سماجی اور معاشی عدم مساوات کو بھی دور کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس منصوبے سے ملازمت کے بھی لاتعداد مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایم جی این آر ای جی ایس کے تحت 95/90 دنوں کا اجرت پر کام، پردھان منتری اجولا یوجنا کے تحت ایل پی جی گیس کنکشنوں کی فراہمی اور دین دیال اپادھائے گرامین جیوتی یوجنا کے تحت بجلی کے کنکشن دیئے جانے سے بھی غریب کنبوں کو بااختیار بنایا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پائپ کے ذریعے پینے کے پانی کی فراہمی اور دور دراز کے علاقوں میں شمسی توانائی کے پروگرام بھی تیزی کے ساتھ آگے بڑھائے جارہے ہیں اور متعلقہ وزارت کو امید ہے کہ پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تت 51 لاکھ مکانات کی تعمیر کا کام سال 18-2017 میں مکمل ہوجائے گا اور 19-2018 میں اتنی ہی تعداد میں مکانات تعمیر کیے جائیں گے۔

نائب صدر جمہوریہ نے لوک مت پارلیمنٹری ایوارڈز 2017 پیش کئے

☆نائب صدر جمہوریہ ہند محمد حامد انصاری نے کہا کہ ہندوستان کے عوام کے منتخبہ نمائندوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جمہوریت کی قوت حیات اور روح کو نقصان پہنچنے

سے بچائیں کیونکہ جمہوریت سے ہی ہماری پارلیمنٹ کا وجود ہے۔آج وہ لوک مت پارلیمنٹری ایوارڈز-2017 پیش کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔

اس موقع پر سابق وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ، پنجاب کے سابق گورنر جناب شیوراج پاٹل، شہری ترقیات مکانات اور شہری غریبی دور کرنے، اطلاعات ونشریات کے سابق وزیر ایم -وینکیا نائیڈو، سڑک نقل وحمل، شاہراہوں اور جہاز رانی کے مرکزی وزیر نتن گڈکری، ارکان پارلیمنٹ اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ پارلیمانی نمائندوں کا ذاتی طرزعمل اور اعتماد پارلیمانی جمہوریت کے اداروں کی اہمیت کے بارے میں عوام کو یقین دہانی کراتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پارلیمنٹ کے رکن کو جمہوریت پر یقین ہونا چاہئے، اسے قومی مفاد اور مقامی معاملات کے درمیان ایک پل کی طرح کام کرنا چاہئے اور اس میں مناسب الفاظ میں مؤثر طریقے سے اپنی بات رکھنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم پارلیمنٹ کے جن ارکان کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں ان میں یہ تمام صفات موجود ہیں۔

ملک کے مسائل کو حل کرنے کیلئے سائنس کا استعمال کیا جائے: وزیراعظم

☆ وزیراعظم نریندر مودی نے زور دیکر کہا کہ سائنس، ٹیکنالوجی اور اختراع ہندوستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کلیدی عناصر ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں حکومت کی ترجیح یہ ہے کہ ملک کے مسائل کو حل کرنے کیلئے سائنس کا استعمال کیا جائے۔وزیراعظم نریندر مودی نے منگل کو حکومت ہند کے سرکردہ سائنسی افسران سے ملاقات کی۔ ان سائنسدانوں میں نیتی آیوگ کے رکن ڈاکٹر وی کے سارسوت، حکومت ہند کے پرنسپل سائنٹفک ایڈوائزر ڈاکٹر آر چدمبرم اور مرکزی حکومت میں سائنٹفک محکموں سے متعلق سکریٹری بھی شامل ہیں۔افسران نے وزیراعظم کو سائنسی تحقیق کے مختلف شعبوں میں پیش رفت کے بارے میں بتایا۔

کھیلوں میں باصلاحیت کھلاڑیوں کو تلاش کرنے کی مثال دیتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ ایسا نظام تیار کیا جانا چاہئے جس میں اسکول طلباء میں تابناک اور بہترین سائنسی صلاحیت کی شناخت کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ بنیادی سطح پر بڑے پیمانے پر اختراعات کی جارہی ہیں۔افسران پر روایتی اور فرسودہ طریقوں کو چھوڑنے پر زور دیتے ہوئے وزیراعظم نے اس بات پر سختی سے زور دیا کہ ایک نظام تشکیل دیا جانا چاہئے تاکہ بنیادی سطح پر کامیاب اختراعات کو تسلیم کیا جاسکے اور ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔اس ضمن میں انہوں نے اُن اختراعات کا ذکر کیا جو دفاع کا عملہ انجام دے رہا ہے۔

زراعت کے شعبے میں وزیراعظم نے زیادہ پروٹین والی دالوں، محفوظ کیے گئے کھانوں اور السی میں قدر وقیمت میں اضافے کو ترجیحی میدانوں کے طور پر نشاندہی کی۔ جس میں تیزی لائے جانے کی ضرورت ہے۔توانائی کے شعبے میں وزیراعظم نے کہا کہ شمسی توانائی کے امکانات زیادہ سے زیادہ تلاش کیے جانے چاہئیں تاکہ توانائی کی درآمدات پر انحصار کم ہوسکے۔

ہندوستان کے سائنسدانوں کو قابلیت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہ وہ چیلنجوں سے نمٹ سکیں گے اور ہندوستان کے عام آدمی کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے حل فراہم کرسکیں گے۔وزیراعظم نے افسران سے کہا کہ وہ 2022 تک جو?زادی کا 75واں سال ہوگا، واضح نشانے مقرر کریں۔

اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کیلئے روزگار

☆اقلیتی امور کے وزیرمملکت (آزادانہ چارج) مختار عباس نقوی نے لوک سبھا میں ایک سوال کا تحریری جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ان اسکیموں کے علاوہ، جو سبھی کیلئے دستیاب ہیں، اقلیتی امور کی وزارت خواتین کیلئے تین خصوصی اسکیموں کو نافذ کررہی ہے۔

1-اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین، خاص طور پر مسلمان، عیسائی، بودھ، سکھ، پارسی اور جینیوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کی ترقی کیلئے ''نئی روشنی'' اسکیم جو ان خواتین میں لیڈرشپ کو فروغ دینے کے مقصد سے شروع کی گئی ہے۔

یہ اسکیم ان خواتین کو معلومات، وسائل اور تکنیک فراہم کرکے ہر سطح پر حکومت کے نظام کے ساتھ خواتین میں تبادلہ خیال اور گفتگو کرنے کا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ یہ اسکیم پورے ملک میں غیر سرکاری تنظیموں (این جی او) کے ذریعے نافذ کی جارہی ہے۔

2-اقلیتوں سےتعلق رکھنے والی ذہین لڑکیوں کیلئے بیگم حضرت محل نیشنل اسکالرشپ۔ یہ اسکیم مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے نافذ کی جارہی ہے۔

3-''مہیلا سمردھی یوجنا''۔ یہ اسکیم نیشنل مائنارٹیز ڈیولپمنٹ اینڈ فائنانس کارپوریشن (این ایم ڈی ایف سی) کے ذریعے نافذ کی جارہی ہے۔اس اسکیم کے تحت عورتوں کے گروپوں کو اور خواتین کیلئے آسان پیشوں کو ہنرمندی کے فروغ کی تربیت کی جاتی ہے۔اس میں ٹریننگ کی زیادہ سے زیادہ مدت چھ ماہ ہے۔جبکہ خام مال کی لاگت ایک تربیت پانے والی کیلئے 1500 روپے ہوتی ہے۔اس کے علاوہ تربیت پانے والی خواتین کو 1000 روپے کا وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔تربیت کے دوران خواتین خود امدادی گروپ تشکیل دیتی ہیں جنہیں آمدنی پیدا کرنے کی سرگرمیوں کیلئے ایک لاکھ روپے تک کا قرض بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کی 17-2016 کی پہلی سہ ماہی میں زبردست کامیابی

☆ پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) کی عمل آوری ملک بھر میں کی جارہی ہے۔خاص طور سے دیہی سڑکوں کی دیرینہ کمی والی آسام ،مغربی بنگال ،اوڈیشہ ،بہار ،جھارکھنڈ ،مدھیہ پردیش ،چھتیس گڑھ ،راجستھان ،ہماچل پردیش ،جموں وکشمیر اوراتراکھنڈ جیسی رابطہ کار سڑکوں کی کمی کے مسئلے سے دوچار ریاستوں میں پی ایم جی ایس وائی پر خاص طور سے عمل درآمد کیا جارہا ہے۔خاص طور سے سال 17-2016 میں ان سڑکوں کی تعمیر 130 کلومیٹر یومیہ کے حساب سے ہوئی ہے۔جو پچھلے سات برسوں میں سب سے زیادہ رہی ہے۔سال 2011 سے 2014 تک کی مدت میں یہ

مقدار محض 73 کلومیٹر یومیہ تھی۔ موجودہ مالی سال 18-2017 میں پی ایم جی ایس وائی کے تحت 57000 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کا نشانہ معین کیا گیا ہے، جو اوسطاً 156 کلومیٹر یومیہ کے بقدر ہے اور اس سے 16 ہزار 600 مجاز بستیوں کو رابطہ کاری کی سہولت حاصل ہو سکے گی۔

جاری مالی سال 18-2017 کی پہلی سہ ماہی یعنی اپریل سے جون 2017 تک کی مدت میں پی ایم جی ایس وائی کے تحت 10556 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے، جو اوسطاً 117.28 کلومیٹر کے بقدر ہے۔ یہ 17-2016 کی پہلی سہ ماہی میں تعمری کی جانے والی 8756 کلومیٹر کے مقابلے بہتر رہی ہے۔ جو اوسطاً 97.29 کلومیٹر یومیہ کے بقدر ہے۔ جہاں تک تعمیر کی جانے والی سڑکوں کی طوالت یا لمبائی کا سوال ہے، اس سہ ماہی کے دوران سال کے مجموعی نشانے کے 18.51 فیصد کے بقدر کام مکمل کیا جا چکا ہے اور امید ہے کہ اکتوبر 2017 سے مارچ 2018 تک کی مدت کے دوران سڑکوں کی موجودہ شرح تعمیر میں مزید اضافے کا امکان ہے۔ اس طرح یہ بات بجا طور سے کہی جا سکتی ہے کہ پی ایم جی ایس وائی کے موجودہ سال کے نشانے نہ صرف مکمل ہوں گے بلکہ ان میں مزید اضافے کی بھی امید ہے۔ 16 ہزار 600 مجاز بستیوں کو رابطہ کاری کی سہولت فراہم کرانے کے سالانہ نشانے کے مقابلے جاری مالی سال 18-2017 کی پہلی سہ ماہی میں 2543 بستیوں کو سڑک رابطہ کاری کی سہولت فراہم کرائی جا چکی ہے جو اس کے سالانہ نشانے کے 15.31 فیصد کے بقدر ہے۔ پی ایم جی ایس وائی نے ملک بھر کی 178184 مجاز بستیوں کو سڑک رابطہ کاری کی سہولت مہیا کرانے کا نشانہ مقرر کیا ہے، جس میں سے ایک لاکھ 61 ہزار 576 بستیوں کو سڑک رابطہ کاری کی سہولت پہلے ہی مہیا کرائی جا چکی ہے جو اس کے مجموعی نشانے ایک لاکھ 29 ہزار چار بستیوں کے بقدر ہے۔ اس طرح جون 2017 تک ایک لاکھ 29 ہزار چار مجاز بستیوں کو سڑک رابطہ کاری کی سہولت فراہم کرائی جا چکی ہے، جو 79.84 فیصد مجاز بستیوں کے 72.39 فیصد کے بقدر ہے۔ جس کے لئے پانچ لاکھ بارہ ہزار 31 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کی گئی ہے۔

پی ایم جی ایس وائی نے اس مرحلے میں اپنی تعمیر کے عمل میں فالتو پلاسٹک کولڈ مکسڈ، کیمیاوی راکھ، جیوٹ اور کوائر سے بنے جیو ٹیکسٹائلز لوہے اور تانبے کے سلیگ کنکریٹ کے بھرے ہوئے سیل اور سیمنٹ کانکریٹ جیسے غیر روایتی تعمیری اشیا کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس میں گرین ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جاری مالی سال 18-2017 کے دوران پی ایم جی ایس وائی کی سڑکوں کی تعمیر میں غیر روایتی تعمیری اشیا کے استعمال کا نشانہ پہلے سے معین کر لیا گیا تھا، جس کے تحت دس ہزار 82 کلومیٹر سڑکیں غیر روایتی تعمیری اشیا سے تعمیر کی گئی تھیں جبکہ جون 2018 تک کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایک ہزار 235 اعشاریہ 22 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کی جا چکی ہے۔ اس میدان میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی ریاستوں میں 381 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کرنے والی ریاست راجستھان، 181 کلومیٹر سڑک کی تعمیر کرنے والی ریاست پنجاب، 131.38 کلومیٹر سڑک تعمیر کرنے والی ریاست اوڈیشہ، 116.07 کلومیٹر سڑک تعمیر کرنے والی ریاست مدھیہ پردیش اور 102 کلومیٹر سڑک تعمیر کرنے والی ریاست تامل ناڈو ہے۔

طالب علم - سائنس داں کو جوڑنے کا پروگرام 'جگیاسا' کا آغاز

☆ قومی راجدھانی طالب علم- سائنس داں کو جوڑنے کا پروگرام 'جگیاسا' کا آغاز کیا گیا۔ سائنس و صنعتی تحقیق کونسل (سی ایس آئی آر) نے اس پروگرام کے نفاذ کے لئے کیندریہ ودیالیہ سنگھٹن (کے وی ایس) کے ساتھ مفاہمت کی ہے۔ اس پروگرام کے دوران اسکولی طلبا اور سائنس دانوں کو جوڑنے پر توجہ دی گئی ہے تاکہ سیکھنے کی بنیاد پر ایک بہت منظم ریسرچ لیبارٹری میں طالب علم کی کلاس روم میں سیکھنے کا شوق بڑھایا جا سکے۔ سائنس اور ٹکنالوجی، ارضیاتی سائنسز، ماحولیات، جنگلات اور آب و ہوا میں تبدیلی کے مرکزی وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن اور انسانی وسائل کے فروغ کے وزیر جناب پرکاش جاوڈیکر کی موجودگی میں مفاہمت نامے پر دستخط کئے گئے۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سائنس اور ٹکنالوجی کے وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ جگیاسا پروگرام کو ایک نئے ہندستان کے وزیراعظم کے نظریے اور سائنسی برادری اور اداروں کے سائنٹفک سوشل ریسپانسبلیٹی (ایس ایس آر) سے تحریک ملی ہے۔ یہ ایک تاریخی دن ہے جب دو وزراان نوجوانوں کے بارے میں اشتراک کر رہے ہیں جو ملک کے مستقبل ہیں۔ آج جناب شیاما پرساد مکھرجی کا یوم پیدائش بھی ہے جو تمام ہندستانیوں کے لئے ایک متحرک شخصیت اور ایک مثالی کردار ہیں۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے انسانی وسائل کیفروغ کے مرکزی وزیر جناب پرکاش جاوڈیکر نے کہا کہ طلبا میں سائنسی مزاج بنانے کے لئے ہم کو معاشرہ میں سائنس کے اثر کے بارے میں انہیں بیدار کرنا ہوگا۔ سائنس نے ہماری زندگی کو تبدیل کرنے میں ایک بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر ہرش وردھن اور سی ایس آئی آر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر جاوڈیکر نے مزید کہا کہ ان اہم اداروں تک رسائی صرف ایک آغاز ہے۔ سی ایس آئی آر سائنسی ترقی کے کاز کے لئے طلبا میں ذہانت کی تلاش کی کوشش جاری رکھے گی۔ وزیر موصوف نے مطع کیا کہ وہ خود ذاتی طور پر وقتاً فوقتاً اس سلسلہ میں جائزہ لیں گے۔

سی ایس آئی آر ملک میں سماجی اقتصادی ترقی کے لئیکئی دہائیوں سے تعاون کر رہی ہے۔ سی آئی ایس آر انسانی وسائل کے فروغ میں ایک کلیدی رول ادا کر رہی ہے۔ سی آئی ایس آ خاص طور پر گونا گوں شعبوں میں پی ایچ ڈی پروگراموں کے ذریعہ نوجوان محققین کی تربیت میں نمایاں رول ادا کر رہی ہے۔

جدید طرز زندگی ہمارے جنگلوں، دریاؤں، ہوا اور پانی کی حالت کے لئے ذمہ دار: ہرش وردھن

☆ ماحولیات، جنگلات اور آب و ہوا میں تبدیلی کے مرکزی وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا ہے کہ جنگلوں،

دریاؤں، ہوا اور زمین کی حالت ہمارے لئے سنگین تشویش کا بات ہے۔اس کی وجہ جدید طرز زندگی ہے جو ہم نے اختیار کی ہے۔آج یہاں 'ون مہوتسو تقریبات' کے موقع پر ڈسٹرکٹ پارک پچھّم وہار میں شجر کاری مہم کی قیادت کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا کہ پیڑ پودے خدا کی دوسری شکل ہیں۔وہ ہمیں مفت آکسیجن دیتے ہیں اور خود کاربن ڈائی آکسائڈ جذب کرتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ آب وہوا میں تبدیلی اور عالمی تمازت دنیا کے حساس معاملات ہیں اور ان معاملات کو حل کرنے کے لئے مختلف سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں۔ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ آب وہوا میں تبدیلی اور عالمی تمازت سے نمٹنے کے لئے وزیراعظم جناب نریندر مودی کا شمار دنیا کے سرکردہ لیڈروں میں ہوتا ہے۔انہوں نے کہا کہ جناب نریندر مودی کی پہل پر بین الاقوامی شمسی اتحاد (آئی ایس اے) قائم کیا گیا تھا اور فرانس کے تعاون سے آئی ایس اے کا دفتر گروگرام میں قائم کیا گیا تھا اور اس کے لئے فنڈز دستیاب کرایا گیا ہے۔ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ ماحولیات کا تحفظ ہماری ثقافت سے جڑا ہوا ہے لیکن ہم اس ثقافتی وراثت کو بھلا چکے ہیں۔انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر ہم نے ماحولیات کے تحفظ کی اس وراثت کو بچائے رکھا ہوتا، تو آج ہم دنیا کے سامنے ایک بڑی مثال پیش کرسکتے تھے۔

ڈاکٹر ہرش وردھن نے ڈاکٹر شیاما پرساد مکھرجی کو بھی زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔انہوں نے کہا کہ آج ہندوستان کے ایک عظیم ثپوت کی سالگرہ ہے۔ان کی پوری زندگی قربانی میں گزری۔وزیر موصوف نے کہا کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کردی تھی اور سیاست کو ایک نئی سمت عطا کی تھی۔ڈاکٹر ہرش وردھن نے ماحولیات کے معاملے کے سلسلے میں سابق وزیر جناب انل مادھودوے کی خدمات کو بھی یاد کیا۔انہوں نے کہا کہ آج دوے جی کی سالگرہ ہے اور دوے جی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی انہیں یاد کرنا چاہتا ہے اسے پودے لگانا چاہئیں

ڈی ڈی نیوز کی نئی ویب سائٹ کا افتتاح

☆مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات جناب وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ خبروں کی اشاعت کے نظام کو مقامی امور، ترقی اور بلندی پر پہنچنے کے نظریئے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔خبروں کے موجودہ بہاؤ کا مقصد مثبت تبدیلی اور موثر رابطہ کاری کی نظریئے کے ساتھ نئے ہندوستان کی تعبیر ہونا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ جی ایس ٹی اور سوچھ بھارت مہم مواصلاتی اصلاحات کی روشن مثالیں ہیں، جن کے تحت بغیر کسی حدو پابندی کے عام آدمی تک پہنچ کرا سے سرکار کے ایسے اہم پروگراموں سے واقف کرایا جاسکتا ہے۔جناب نائیڈو دوردرشن کے ریجنل نیوز یونٹ (آر این یو) کی ورکشاپ میں افتتاحی تقریر کررہے تھے۔اس موقع پر وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات جناب راجیہ وردھن راٹھور، پرسار بھارتی کے چیرمین جناب اے سوریہ پرکاش، وزارت اطلاعات ونشریات کے سکریٹری جناب اے کے سنہا اور پرسار بھارتی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر جناب ایس ویمپتی بھی اس افتتاحی تقریب میں شریک تھے۔

مواصلات کے میدان میں دوردرشن کے رول کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب نائیڈو نے کہا کہ دوردرشن کی حکمت عملی، معتبریت، مقصدیت اور اطلاعات کی بروقت فراہمی جیسے تین اہم ستونوں میں مضمر ہونی چاہئے۔خبروں اور اطلاعات کے پھیلاؤ کی مقصدیت سبھی کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ درپیش مسائل سے واقف ہوسکیں۔ریجنل نیوز یونٹوں (آر این یو) نے لسانی اور ثقافتی طور سے ہمہ جہت ہندوستان جیسے ملک میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے مقامی لوگوں کی توقعات کی تکمیل کی ہے اور مواصلاتی مسائل کے تدارک کی ضروریات پوری کی ہیں۔اس طرح ان یونٹوں نے سرکاری رابطہ کاری میں ایک اجتماعیت پیدا کی ہے۔جناب وینکیا نائیڈو نے ریجنل نیوز یونٹوں کے اہم کردار پر مزید زور دیتے ہوئے کہا کہ اذہان اور رویوں میں اصلاحات کے مواصلاتی اور رابطہ کاری مقامات کی حیثیت سے ریجنل نیوز یونٹوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، جس سے انتظامی کارکردگی اور نفسیات کے ذریعہ کامیابی کی کہانیاں بتاکر ملک میں اہم تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔جناب نائیڈو نے ملک کی 23 زبانوں میں 146 بلیٹن نشر کرکے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ان نشریات کی مدت 30 گھنٹے رہی ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ریجنل نیوز یونٹوں کو ریاستی سرکاروں کے اشتراک کے ساتھ کام کرنا چاہئے تاکہ ابھرتے ہوئے نئے ہندوستان میں مثبت تبدیلیاں پیدا کی جاسکیں۔اس کے ساتھ ہی انہیں عوامی نشرکار کے منصب کی تمام ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔انہوں نے تقریب میں موجود لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جدت طراز سوچ، منفرد نظریات، نئے ٹکنالوجی اور طریقوں کے استعمال سے اور میڈیا کے تبدیل ہوتے منظرنامے کو بخوبی سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ایم اور ای کی صنعت پر بولتے ہوئے جناب نائیڈو نے کہا کہ ہندوستان کی ایم اینڈ ای کی صنعت نمو کے طاقتور مرحلے میں داخل ہوگئی ہے۔صارفین کی مانگ اور اشتہارات کی آمدنی نے اس عمل میں قابل ذکر معاونت کی ہے۔اس کے ساتھ ہی جناب نائیڈو نے دوردرشن فری ڈش جیسے ڈائریکٹ ٹو ہوم پلیٹ فارموں کے ذریعہ خبروں اور دیگر پروگراموں کی نشریات کے لئے کیبل ڈیجیٹائزیشن کی سمت میں سرکار کی کوششوں پر بھی روشنی ڈالی۔اس موقع پر جناب وینکیا نائیڈو نے مزید بتایا کہ اطلاعات ونشریات کی مرکزی وزارت انڈین انفارمیشن سروس کے کیڈر میں مکمل تبدیلیاں کرنے کی تیاری کررہی ہے تاکہ اطلاعات اور مواصلات کے بدلتے منظرنامے سے مطابقت پیدا کی جاسکے۔اس سلسلے میں علاقائی ڈھانچہ جاتی سہولیات کو مستحکم کرنے اور مواصلات اور اطلاعات کی ضرورتوں کی تکمیل پر ملک بھر کے ہر سماج کو توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی جناب نائیڈو نے دوردرشن نیوز کی نئی ویب سائٹ کا افتتاح کرتے ہوئے متعلقہ افسران اور عملے کی جی توڑ کوششوں کی بھی صراحت کی۔اس سے پہلے ڈائریکٹر جنرل نیوز محترمہ وینا جین نے ریجنل نیوز یونٹوں کی کامیابیوں اور عزائم پر اپنے ایک پریزینٹیشن میں روشنی ڈالی۔اس کے ساتھ ہی اس پریزینٹیشن سے ریجنل نیوز یونٹوں کے مستقبل کے خاکے پر بھی نظر ڈالی جاسکتی ہے۔

☆☆☆